باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
سنہ ۱۹۲۳ء

رامچندر لچھمن سیتا بھرت ستروھن ھنومان

فہرست مقامات بقید صفحات متعلق رامائن خوشتر

صفحہ	خلاصہ عبارات مقامات
۲	حمد جناب باری تعالی عز اسمہ
۴	صفات ذات خالق مخلوقات اعظم شانہٗ
۵	مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات جل جلالہٗ
۷	سبب تالیف کتاب
۱۳	صفت حضرت ظل اللہ شاہ جمجاہ محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودھ۔
۱۵	حسب حال مصنف کا۔
۱۷	بیان سبب ترتیب کتاب۔
۱۹	تواریخ تصنیف کتاب
	شروع بال کانڈ بیان حال ظہور سری رام چندر جی کا۔
۲۷	آنا بسوامتر مہامُنی کا راجہ دسرت کے پاس اور لیجانا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کا واسطے قتل ماریچ وغیرہ کے۔
۳۱	بیان ولادت راون۔
۳۵	بیان شہر جنک پور کا اور نمودار ہونا سیتا جی کا زمین سے وقت قلبہ رانی کرنے راجہ جنک کے۔
۳۸	قرار دینا راجہ جنک کا شادی سیتا جی کی اوپر توڑنے کمان کے اور جمع ہونا راجاؤن کا اور تشریف لانا راجہ رام چندر اور لچھمن جی اور بسوامتر کا وہان پر اور غائب ہونا اہلیہ کا جسم سنگین سے درمیان راہ کے۔
۴۲	تشریف لے جانا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کا واسطے سیر جنک پور کے۔
۴۴	راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا باغ راجہ جنک مین جانا اور جانکی جی کا گرجا کی پوجا کے واسطے آنا۔
۴۸	تشریف لانا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کا دھنک جگ مین اور جمع ہونا راجون کا اور ٹوٹنا کمان کا راجہ رام چندر کے ہاتھ سے۔

خلاصہ عبارات مقامات	صفحہ
پرسرام جی کا صحرا سے آنا اور راجہ رام چندر اور لچھمن کے درمیان تکرار ہوکر رفع ہوجانا۔	۵۴
نامہ لکھنا راجہ جنک کا راجہ دسرت کو باطلاع شرط شکستگی کمان کے اور بشمول تقرر شادی مسرت عنوان کے۔	۵۹
راجہ دسرت کا مع سامان برات مکان راجہ جنک پر آنا اور چار دن بیٹون کا شادی کرکے اودھ کو لے جانا۔	۶۱
شروع اجودھیا کانڈ راجہ دسرت کا راجہ رام چندر کے واسطے سلطنت اودھ تجویز فرمانا اور بوجہ رانی کیکئی کے راجہ رام چندر کا بن باس ہونا۔	۶۹
آنا نکھا دمردم صحرائی کا راجہ رام چندر کے پاس اور راہ بتانا جنگل کا اور سومنت وزیر کو رخصت کرنا اور چترکوٹ پر پہونچنا۔	۸۰
پھر آنا سومنت کا رتھ خالی لے کر اودھ مین اور راجہ دسرت کا فراق راجہ رام چندر و لچھمن جی مین جان دینا اور بھرت جی کا کیکٹ سے آنا۔	۸۶
بھرت اور سترہن کا مع مادران اور بششٹ مُن کے راجہ رام چندر اور لچھمن جی کے لانے کے واسطے جانا اور نہ آنا اُن کا۔	۹۲
آغاز آرن کانڈ راجہ رام چندر کا چترکوٹ کے پہاڑ پر سیر کرنا اور راجہ اندر کی بیٹی کا وہان آنا۔	۹۷
راجہ رام چندر جی کا چترکوٹ کے پہاڑ سے چلنا اور صحرا مین عابدون سے ملاقات ہونا اور پنچ بٹی اور ڈنڈک آرن مین مقام کرنا۔	۱۰۰
سپ نکھا ہمشیرہ راون کا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کے پاس آنا اور عشق اپنا ظاہر کرنا اور لچھمن جی کے ہاتھ سے ناک اُس کی کٹنا۔	۱۰۳
کھر اور دوکھن کا چودہ ہزار شیاطین لے کر راجہ رام چندر جی سے لڑنے کو آنا اور لچھمن جی کے ہاتھ سے ان سب کا مارا جانا۔	۱۱۰

صفحہ	خلاصہ عبارات مقامات
۱۱۴	سپ نیکھا کا واسطے فریاد کے راون کے پاس جانا اور راون کا ماریچ دیو کو لیکر آنا اور سیتا جی کو لنکا مین لیجانا۔
۱۲۳	جٹائی گرگس کا سیتا کے لے جانے سے آگاہ ہونا اور راون سے لڑنا اور مارا جانا۔
۱۳۰	**آغاز کسکنڈا کانڈ** راجہ رام چندر اور لچھمن جی کا تلاش جانکی مین شہر **پمپا پور** مین پہونچنا اور ہنومان اور سگریون سے ملاقات ہونا
۱۳۸	مارا جانا بال کا راجہ رام چندر کے ہاتھ سے اور زار زار نالی کرنا اُس کی زوجہ کا مع اپنے لڑکے کے
۱۴۱	فصل باران کے آنے کا ذکر اور راجہ رامچندر جی کا فراق جانکی جی مین بیتاب ہونا بحالت مجبور۔
۱۴۴	سگریون کا بوجہ حکومت پانے کے عیش و عشرت مین مشغول ہونا اور تلاش سیتا جی کی بھول جانا اور راجہ رام چندر جی کا آزردہ ہوکر یاد دلانا۔
۱۴۶	**آغاز سندر کانڈ**۔ سگریون کا بندرون کو واسطے جستجو جانکی جی کے صحرا کی طرف بھیجنا۔
۱۴۷	ہنومان میمون اور جامونت شاہ خرسان اور انگد پسر بال کا واسطے تلاش سیتا جی کے جانا اور ہنومان کا سمندر پھاند کے پہونچنا لنکا مین اور خبر سیتا جی کی لانا اور کیفیت برہم پھانس اور پسر راون کے مارے جانے کی اور لنکا کے جلا دینے کی۔
۱۷۰	**آغاز لنکا کانڈ**۔ راجہ رام چندر جی کا فوج خرس و میمون لیکر واسطے جنگ راون کے شہر سگریون سے لنکا کو جانا۔
۱۷۲	ببھیکن کا راون سے جدا ہوکر راجہ رام چندر جی کے پاس آنا اور سردار ہونا لنکا کا۔
۱۷۷	راون کا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کے سمندر پار آنے سے خبر پانا۔

خلاصه عبارات مقامات	صفحه
راون کا برج لنکا پر چڑھنا اور لشکر راجه رام چندر جی کا تماشا دیکھنا اور سارن کا ہر ایک سردار لشکر کو بتانا ۔	۱۷۹
نامه لکھنا راجه رامچندر کا واسطے سمجھانے راون کے اور انگد کو بطور قاصد کے اُس کے پاس بھیجنا ۔	۱۸۳
جواب لکھنا راون کا راجه رام چندر کے خط کا اور قدم جانا انگد کا اور نہ اٹھنا دیوون سے ۔	۱۸۵
لچھمن جی کا لڑنے کے واسطے میدان لنکا مین جانا اور میگھنا د پسر راون کے تیر سے زخمی ہونا ۔	۱۸۷
راجه رام چندر کا لچھمن جی کے زخمی ہونے سے آگاہ ہوکر نالہ و زاری کرنا اور ہنومان کا سیکھنا بید کو لنکا سے لانا اور جیجون مور دوا کا بتانا ۔	۱۹۰
جانا ہنومان جی کا واسطے لینے جیجون مور بوٹی کے طرف شمال کے اور اٹھا لانا کوه دروناگر کا اور مارا جانا کال نیم دیو کا ۔ راه مین اور شفا پانا لچھمن جی کا ۔	۱۹۱
راون کا شفا پانے سے آگاہ ہونا اور وزیرون اور مشیرون کا واسطے مشوره جنگ کے بلانا اور صلاح دینا اس کا واسطے مقرر کرنے کنبھکرن بھائی اُسکے کے جنگ کو ۔	۱۹۶
راون کا جگانا کنبھکرن کو واسطے جنگ راجه رام چندر کے ۔	۱۹۷
بیان جنگ کنبھکرن راجه رام چندر اور لچھمن جی سے ۔	۲۰۰
جنگ کرنا میگھنا د کا لچھمن جی سے اور مارا جانا میگھنا د کا لچھمن جی کے ہاتھ سے ۔	۲۰۵
آگاہ ہونا راون کا مارے جانے سے پسر کے اور فریاد و زاری کرنا غم مین اور آنا زوجه میگھنا د کا راجه رام چندر کے پاس واسطے لینے سر شوہر کے اور سر لیکر ستی ہونا اُسکا ۔	۲۱۰

خلاصہ عبارات مقامات	صفحہ
راون کا دیوا ہیراون حاکم زمین کے پاس واسطے طلب امداد کے جانا ۔	۲۱۴
اہراون کا آدھی رات کو لشکر مین راجہ رام چندر کے ببھیکن کی شکل بن کر آنا اور لیجانا پاتال لوک مین	۲۱۶
بیدار ہونا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کا مکان مین اہراون کے اور فریاد کرنا جدائی سے لشکر کی اور آمادہ ہونا اہراون کا قتل دونون بھائیون پر ۔	۲۱۸
بیدار ہونا شاہ میمون اور شاہ خرسان کا اور نپانا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کا اور رونا فراق مین اور پوچھنا ببھیکن سے اور نشان دینا ببھیکن کا اور جانا ہنومان جی کا پاتال مین اور لانا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا بخوشی ۔	۲۱۹
راون کا اہراون کے مارے جانے سے آگاہ ہونا اور اشکباری کرنا غم مین اُس کے اور سمجھانا مالونت وزیر کا ۔	۲۲۸
روز اول میدان وغا مین راون کا آنا اور شکست کھانا ۔	۲۳۲
مقابل ہونا دونون لشکر کا واسطے جنگ کے دوسرے روز حرب گاہ مین ۔	۲۳۷
مقابل ہونا دونون لشکر کا تیسرے روز اور شکست کھانا شاہ لنکا کا ۔	۲۴۱
راون کا واسطے پرستش اور دعا مانگنے کے بُت خانہ مین جانا اور ہنومان جی کا اُس کو وہان سے اُٹھا لانا اور راون کا مارا جانا اور اسوک باٹکا مین راجہ رامچندر اور جانکی جی سے ملاقات ہونا ۔	۲۴۴
جانا لچھمن جی کا شہر لنکا مین واسطے راج تلک ببھیکن کے ۔	۲۴[illegible]
آنا راجہ دسرت کا بہشت سے واسطے راجہ رامچندر اور لچھمن جی کے لشکر کے بیچ ۔	۲۴۸

خلاصہ عبارات مقامات	صفحہ
جانا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کا شہر لنکا سے طرف شہر اوودھ کے	۲۴۹
آغاز اوترکانڈ۔ چلنا بھرت اور سترہن کا اور بادران راجہ رام چندر کا واسطے ملاقات اور استقبال راجہ رام چندر کے۔	۲۵۰
جلوس فرمانا سری رام چندر جی کا اوپر تخت سلطنت اوودھ کے۔	۲۵۴
خاتمۂ کتاب	۲۵۵

۱۹۲۶ع باہتمام کیسر داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

خدایا خامے کو تام آوری دے — قلم مین جلوۂ بال پری دے

ریاض حمد مین تا حسب انداز — عنادل کی طرح ہو نغمہ پرداز

مضامین ثنا مین تر زبان ہو — برنگ ابر نیسان دُر فشان ہو

دہن غنچہ زبان گلبرگ تر ہی — یہ آب شکر کا تیرے ثمر ہی

گہُرافشان جو یون میرا قلم ہی — سحاب لطف کا تیرے کرم ہی

زبان بخشی ہی تو نے شکر افشان — رہے تا شکر مین تیرے غزلخوان

عطا کی چشم مانند ستارہ — کرے تا نور قدرت کا نظارہ

دیے گوش ازرہِ لطف و کرامت — سُنے تا نغمۂ عشق و محبت

رہی مانند سوسن وہ زبان لال — کری بے شکر حق جو اور کچھہ قال

رہے نرگس صفت وہ چشم بیمار — اگر دیکھے نہ اسکی سیر گلزار

رہے وہ گوش مثل گوش گل کر — سُنے جو نغمہائے نفس پرور

فزون ہی شکر سے ہر گونہ نعمت — عبادت سی تری حاصل ہی قربت

توہی ہی قابل تحمید بیشک — توہی ہی لائق تحمید بیشک

ہمین ہستی مین لایا تو عدم سے — دیے ہوش و خرد لطف و کرم سے

کرین تا بندگی تیری شب و روز — رہین نور اطاعت سی دل افروز

رہی روشندلان پاک طینت — دلون پر جنکے چمکا نور طاعت

ترا جلوہ ہی شمع بزم جاوید — ترے پروانے ہین مہتاب و خورشید

توہی ہی بادشہ کون و مکان کا — توہی حاکم ہی ارض و آسمان کا

یہ چرخ چنبری ہی اک یگانہ — تری محفل کا ادنی شامیانہ

تجھے زیبا ہی تاج کبریائی — کہ تیری ذات سی ہی یہ خدائی

توہی فرمانرواے دوجہان ہی — توہی آمرزگارِ عاصیان ہی

خطائین گو ہماری ہین فزون تر — نظر رکھتے ہین پر تیرے کرم پر

گناہِ عاصیان ہی واجب القید — توہی بخشیگا روز بیم و امید

گنہگارون کو ہی تجھسے محبت — بلاشک ہمکو تو بخشیگا جنت

محبت کو عبادت پر شرف ہی — سدا اثبات پر قول سلف ہی

توہی عاجز نواز و بندہ پرور — کرم فرماے خلق و داد گستر

نہنگ و پیل و ہم رغ و سگ و شیر
تری بخشش سے بحرِ دہر مین ہین سیر

مظاہر جملہ ہستے تا بماہی
تری قدرت پہ دیتی ہین گواہی

توہی ہی نخلبندِ باغ ہستی
تجھی سے ہی بلندی اور پستی

توہی ہی واقفِ رازِ نہانی
بجا ہی ختم تجھپر غیب دانی

تری قدرت سے زیر خاک اژدر
اُٹھائے ہی زمین کا بار سرپر

ازل سی چرخ سرگردان ہی جاوید
ہمیشہ مثل گل غلطان ہی خورشید

پریشان راتدن پھرتی ہین انجم
فرشتون کی ہمیشہ عقل ہی گم

نہین پاتے ہین قدرت کا تری راز
نہین ملتا ہی کچھ انجام و آغاز

ہوا شاید جو کوئی واقفِ راز
زبان اُسکی تکلم سی کرے باز

ملا محفل سے تیرے جسکو ساغر
برنگ سینہ کی مُہر اُسکے لب پر

جہان عقل ملائک گم ہی خوشتر
غضب کرتا ہی تو شوخی دہانپر

کہان ذرّہ کہان خورشید اعظم
کہان بندہ کہان خلّاق عالم

جہانپر ہو مقام سرفروشی
وہان خوشتر مناسب ہے خموشی

خدا کا وصف ہی انسان سے مشکل
کہ اُس دریا کا ناپیدا ہی ساحل

قدم اس بحر سے رکھ دور خوشتر
بہ وردِ نام رہ مسرور خوشتر

صفات ذات خالق مخلوقات رازق مرزوقات اعظم شانہ واکرم بُرہانہ

مناسب ہے بشر کو وقت حاجات
کری درگاہ باری مین مناجات

وہی حاجت روائے دوجہان ہے
کرم فرمائے عالم بیگمان ہے

پری و جن و انسان و ملک ہے　　مہ و خورشید اور ارض و فلک ہے
بجز ذاتِ سزاوارِ خدائی　　کسی سے کچھ نہو حاجت روائی
وہی آمرزگارِ ہر خطا ہے　　وہی روزی دہِ شاہ و گدا ہے
وہی دانائے رازِ ہر بشر ہے　　وہی دارائے خلقِ بحر و بر ہے
اُسی کی ذات ہی غفّار و ستّار　　اُسی کا نام ہے قہّار و جبّار
وہی دوزخ وہی دیتا ہی جنت　　وہی ذلّت وہی دیتا ہی عزّت
بجا ہی زہر دے زن زہرہ تمثیل　　کرے پیدل کو پل مین صاحبِ پیل
جہانتک ہی نہان و آشکارا　　اُسی کے نور کا جلوہ ہی سارا
بوقتِ رنج گر فریاد و زاری　　کری کوئی سوِ درگاہِ باری
شتابی رفع ہون سب اُسکی حاجات　　ز روی بید ہی منقول یہ بات
غمِ روزی عبث ہی تجھکو خوشتر　　کہ ہی ایسا مربّی تیرے سر پر
شتابی عرض کر جو مدعا ہو　　ابھی شامل ترے فضلِ خدا ہو

مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات برآرندۂ حاجات بخشندۂ مرادات جل جلالہٗ و عم نوالہٗ

خدایا بادشاہا بے نیازا　　خلائق پرورا عاجز نوازا
توہی ہی بادشاہِ جن و آدم　　تو ہے فرمانروائے جملہ عالم
ترے خوانِ کرم سے پیل تا مور　　ہر اک آسودہ ہی بے محنت و زور
صفا کیشان عارف چہرہ پُر نور　　سیہ کاران کافر سینہ پُر زور

سخن سنجانِ عاقل صاحبِ علم — جہالت پیشگان نادان و بے علم
بکنج صومعہ پیرانِ ہشیار — میان میکدہ مستانِ سرشار
جوان مردان ظالم مردم آزار — کہن پیران لاغر سخت ناچار
سبھونکو تو عطا کرتا ہی روزی — بصد لطف و سخا و دل فروزی
ترا ہی فیض خاص و عام پر ایک — تری شفقت پہ نازان ہین بد و نیک
زملنیمین جہان تک ہین گنہگار — مین ہون روز ازل سے سبکا سردار
گنہ ہین میرے سب پر آشکارا — گر گیا مجھسے دوزخ بھی کنارا
بجز آوارگی و خنامکاری — نہ کی تیری کوئی دم یادگاری
زبس مین ہون سزاوارِ عقوبت — معاذ اللہ کہان میری شفاعت
و لے تیرے کرم سے ایخداوند — رہا دنیا مین ابتک شاد و خرسند
ہوا ذرہ نہ مجکو رنج اصلا — ادا ہو کس زبان سے شکر تیرا
عجب ہے اس تری بخشش سے خالق — کہ ہی اک سال سی تکلیف لاحق
گئی روزی جو تھی سرمایۂ عیش — غم و تکلیف کا یہ گھر ہوا جیش
مہیا رزق ہی گو صبح اور شام — و لے ہون اپنی کوشش سے مین ناکام
ملے جو قوتِ بازو سے روزی — وہی صورت ہی وجہ دلفروزی
نظر کر مجھپہ اب چشمِ عطا سے — بہت نادم ہون مین جرم و خطا سے
شتابی کر مجھے روزی سی دلشاد — غمِ تکلیف سے کر جلد آزاد
ملے روزی مجھے بی منت خلق — نہ مانگون وقت حاجت دولتِ خلق
نہین ہی دور کچھ تیرے کرم سے — جو ہو معمور گھر میرا درم سے

عطا کر مجھکو از بہر سواری ۔ سمند و پیل با زین و عماری
شتابی کر بکار عمدہ مشغول ۔ کہ جاؤن تنگدستی اپنی مین بھول
بناؤن باغ اور ٹھاکردوارا ۔ کرون تیری پرستش آشکارا
ترے لطف و کرم سے ایخداوند ۔ رہون تا زیست مین دنیا مین خرسند
رہین خویش و بیگانہ میرے دلشاد ۔ رہین سب دوست میرے شاد و آباد
ثواب دے مجھکو دولت حسب دلخواہ ۔ پل و معبد بناؤن بر سر راہ
دو عالم مین بجز ذات جلیلہ ۔ نہین رکھتا ہون مین کوئی وسیلہ
رہ شفقت سے دے دنیا مین دولت ۔ کرم سے اپنے دے عقبی مین جنت
نہین ہی مجھکو کچھ دعوائے بخشش ۔ امید لطف پر کرتا ہون کوشش
عجب کیا گر کری تو مجھکو خوشتر ۔ کہ ہے مہر پدر ہر دم پسر پر
پئے عشرت نہین طالب ہون زر کا ۔ کہ ہی یہ مقصد دل خاص میرا
وفا ہو تا کہ میری زندگی مین ۔ رہون مشغول تیری بندگی مین
غنی ہر چیز دنیا سے رہون ۔ میسر ہو مجھے جو کچھ کہون مین
کہ تا کنج چمن مین با فراغت ۔ چنون دو اس مین گلہای عبادت
رہے تیری عبادت کا مجھے ذوق ۔ نہو اسکے سوا دنیا سے کچھ شوق

سبب تالیف کتاب و موجب تصنیف با آب و تاب

شب روشن برنگ عارض حور ۔ زمین سے تا فلک تھا جلوۂ نور
ستارو نمین عجب تھا جلوۂ ماہ ۔ میان انجمن جس طرح ہو شاہ

فلک پر تھا یہ عالم روشنی کا
بچھونا تھا زمین پر چاندنی کا

شمیم تازہ سے بادِ مشک خیز
مشام دہر مین تھی عنبر آمیز

جو دیکھا چاندنی کا مین نے یہ طور
بچھونا لیگیا کوٹھے پہ فی الفور

ہوائے سرد کا آیا جو جھونکا
نگار خواب نے آنکھون مین کی جا

جو تھی اُس خواب شیرین کی گھڑی نیک
نظر آئی عروس ماہ وش ایک

عجائب نازنین و نازک اندام
نزاکت مین گلِ تر دہ دلارام

رُخِ پُر نور مثلِ برق تابان
گُلِ سنبل نثارِ زلف پیچان

خجل برقِ جہان نورِ جبین سے
نہی قوسِ قزح ابرو کی چین سے

گُلِ خورشید کی تشبیہ تھا گوش
گلِ نسرین سے نازک تھی بناگوش

وہ آنکھین جو کرین جادو کو تعلیم
وہ مژگان دے قیامت جنکی تعظیم

نہو بینی کا اُسکی وصف زنہار
کہ تھی وہ حسن مین یکتا الف دار

دہانِ تنگ مثلِ تُنگ شکر
لب و دندان برنگِ لعل و گوہر

گلے کی نازکی کا کیا کہون ڈھنگ
نظر آتا تھا جسمین پان کا رنگ

غرض وہ ناز پرور رشکِ ناہید
سراپا نور تھی مانندِ خورشید

جو دیکھا مین نے اسکو اِس ادا سے
کہا با صد ادب اُس مہ لقا سے

باین حسن و ادا اے مہ جبینی
باین دل بردگی و دل گزینی

تو کس بُرجِ شرف کی مشتری ہے
تو کس مہ کے شبستان کی پری ہے

عیان ہی نورِ حق تیری جبین سے
ہوا آنا ترا کس سرزمین سے

یہ سُنکر وہ قمر وش نازپرور
لبِ شیرین سے بولی مسکرا کر

کہ امشب تیرا بخت خفتہ خوشتر ہوا بیدار شکل ماہ و اختر
مین ہون نطق زبانِ جن و آدم مری قدرت سے گویا سب ہی عالم
بہ ہندی سرستی ہی نام میرا مین آئی ہون بنانے کام تیرا
کہ تو جس روز سے پیدا ہوا ہی اسیر حلقۂ حرص و ہوا ہی
کبھی سرگشتۂ دنیا مین بے زر کبھی بھر زمین ہی خاک برسر
کبھی شیدا ہی حسن نو ریزہ دان کبھی مائل بگلگشت گلستان
کبھی بلبل صفت مشتاق گل پر کبھی عاشق برنگ شیشہ مل پر
کبھی رقص و رباب و چنگ پرست کبھی رنگ شراب و بنگ پرست
خدا کی یاد سے غافل شب و روز بسر کی عمر تو نے با غم و سوز
رہا طفلی مین تو دنیا مین حیران کیا کچھ راہ عقبیٰ کا نہ سامان
ارے غافل یہ ہی دنیائے فانی نہین اس جا امید جاودانی
بقا اس باغ ہستی کو نہین ہی فنا اک روز یہ چرخ برین ہی
فدا ہونا گلو نپر نا روا ہی کہ رنگ لالہ و گل بیوفا ہی
زر و زن اور زمین سب بیوفا ہین خراب و خوار اُسکے آشنا ہین
بچشم غور دیکھ اے تیرہ باطن بہار عالم امکان ہی دو دن
سراپا ہی بدن انسان کا خاک کتان کی طرح ہوگا ایکدن چاک
جہان سے قطع ہوگا نام اکبار کریگا پھر نہ کوئی یاد زنہار
مکان و قصر و باغ و شہر و بازار پس از صد سال ہوجاتے ہین مسمار
کہان اُن مین ہی اتنی پائداری رہے بعد از فنا جو یادگاری

وہ کرنا چاہیئے اس دہر مین بات — کہ جسکا روز محشر تک ہو اثبات
خیال خام خوشتر دل سی کر دُور — کہون جو کچھ اُسے کرجی سے منظور
یہ سُنکر مین گرا اُسکے قدم پر — ادب سے عرض کی ای نور پیکر
ترے نورِ قدم سے غیر اُمید — ہوا کاشانہ میرا رشک خورشید
بجالاؤن جو ہو ارشاد تیرا — زہے طالع زہے اقبال میرا
کہان ہی وہ جو یکتاے زمانہ — دل صافی ہی جسکا آشیانہ
اُسے ہندی مین کہتے ہین نرانکار — اسی کے چار جگ مین دس ہین اوتار
ہوئے ست جگ مین پہلے چار ظاہر — بہ جسم اختلاف و پاک و طاہر
یکے ماہی دوم کچھب ہے اطہر — سوم خوک و چہارم ضیغم نر
ہوئے شکلِ بشر پھر چار اوتار — ہمایون قامت و فرخندہ آثار
ترتیا مین ہوئے زانجملہ سہ تن — برنگ مہر تابان جلوہ افگن
یکے باون دوم مردم پرسرام — سوم شہر اودھ مین نامور رام
ہوا دواپر مین اک اوتار پیدا — بنام کشن با رخسار زیبا
نہم ہی بودھ اب کلجگ مین موجود — دہم ہو گا کلنکی وقت موعود
دسون مین ہی بلاشک قدرت حق — نہین ہے فرق خوشتر اسمین مطلق
ہر اک نے سلطنت مین اپنی بے ریو — کیے شادان ملائک مار کر دیو
کیا صحن جہان ازراہِ انصاف — غبارِ ظلم و خارِ کفر سے صاف
عجائب اور غرائب وہ کیے کام — نہ پہونچین جنکو ہرگز عقل و اوہام
ہر اک اوتار کا نادر فسانا — کہ نادان جسکے سننے سی ہو دانا

بشرحِ دلپذیر و طرزِ معقول
کیا بیاس اور اُسکا چارج نے منقول

ہر اک کا گرچہ افسانہ متین ہے
فسانہ رام کا پر دل نشین ہے

برائے اتقائے نارِ دوزخ
نظیر ابرِ تر اور صورتِ تیغ

بھبیکن انگد اور سگریو ہنمان
ہوئی جسکی قدمبوسی سے ذیشان

برہمن پارساؤ صاحبِ حلم
ضمیر آگاہ تلسی داس ذی علم

زروئے شاستر بارے انسب
کیا بھاکا مین اُسنے ترجمہ سب

کہ جسکا فیض خاص اور عام پر ہے
بسوئے باغِ جنت راہبر ہے

اُسی کا نام رامائن ہے مشہور
سراپا رام کا ہے اُسمین مذکور

ولے مشکل جو مضمون اُسمین ہے سخت
بشر کی عقل سے باہر ہے اک لخت

کرے اُردو مین گر تو اُسکو تضمین
نہایت دلنشین ہو اور خوش آئین

مضامین و معانی اُسکے ہون سہل
دل و جان سے کرین مقبول ہر اہل

مرتب ہو جو وہ بانظم رنگین
رہے نامہ ترا تا ماہ و پروین

کہ یہ گلشن شگفتہ جاودان ہے
بہارِ باغِ معنی بے خزان ہے

نہ پہونچے دستِ صرصر اس چمن پر
نہ جورِ ارّہ ہو شاخِ سخن پر

ہوئی گویا جو یون وہ نیک باطن
کہا مین نے حقیقت ہے ولیکن

کہان وہ زاہدِ پاکیزہ پیکر
کہان مین عاصیِ ناپاک گوہر

وہ تھا روشن اور مین ہون تیرہ باطن
عروجِ خور نہین ذرّے کو ممکن

کہان رامائن اور وہ رام کا نام
کہان مین بندۂ ناچیز و ناکام

کہان بازو کہان اسطرح کے پر
اُڑے جو مرغِ لاغر لامکان پر

فرشتونکی بیان ہی عقل کوتاہ / کہان اس بزم مین انسان کو راہ
کرون کسطرح مین سرسبز یہ کشت / کہ ہی خام عقل میری طبع بدسرشت
نہین وہم وگمان کا میرے یارا / کرے جو ترجمہ اُس کا گوارا
یہ سنکر ہنسکے بولی پھر وہ گلرو / ارے خوشتر بڑا نادان ہی تو
خور و ذرہ ہین سب اُسکے ثناخوان / جہانتک ہے طبیعت جسکی جولان
وہی دیتا ہے سبکو نیکنامی / دم مشکل وہی ہوتا ہے حامی
بہ قدر فکر کر اس راہ مین غور / کرم سے اُسکے ہوگا نظم ہر طور
نہین مضمون و معنی کا بیان کام / فقط کر دل سے موزون رام کا نام
بنے برکت سے جسکے کام تیرا / سراپا نیک ہو انجام تیرا
یہان حاصل ہو تجکو دولت زر / وہان گلزار جنت مین ملے گھر
جو دیکھا مین نے اُس گل کا یہ اصرار / کیا اقبال کہنا چار ناچار
کہا اُس سے کہ ای عالم کی محبوب / اگر یون ہی خوشی تو ہی بہت خوب
غرض یہ سنتے ہی وہ غیرت حُور / ہوئی راہی بسوے عالم نور
مین اُٹھا سُنکے مرغ صبح کا غُل / بوقت نو رخندان صورت گل
لیا خامہ برنگ ابر نیسان / بروی صفحۂ کاغذ در افشان
جو آیا خوش مجھے افسانۂ رام / کیا تضمین با نظم دل آرام
مبارک جبکہ رامائن بنی یہ / ہوئی مقبول دلہا سے کہ و مہ
ہوئے ہر کار مشکل اپنے آسان / بڑھی دنیا مین میری عزت و شان
ہوا اعمال سے اپنے مین ناگاہ / اسیر پنجۂ اعداے بدخواہ

چھوڑایا فیل کو دریا مین جسطور — بچایا مجکو بھی ظالم سی فی الفور
پڑھے جو کوئی یہ نظم دُرافشان — نہو ہرگز اسیر رنج دوران
پڑھے جو کوئی دل سی بغیر تاخیر — کرے نظارہ اسکا جلد تاثیر
اگر منعم ہو پاوے باغ جنت — وگر مفلس ہو پاوے گنج و دولت
اگر ہو قید مین پاوے رہائی — شفا بیمار کو ہووے دوائی
یہ معنی جانینگے اہل ہنر راست — بہر صورت کرینگے دیسے درخواست
جو جاہل ہین رہینگے اس سے محروم — نپائے دولت بال ہُما یوم

صفت حضرت ظل اللہ شاہ جم جاہ واجد علی شاہ بادشاہ اودھ خلد اللہ ملکہ

کرون شاخ قلم سے اب گل تر — نثار وصف شاہ عدل پرور
مثال مہر ہی نام اُسکا روشن — شہ واجد علی رشک تہمتن
شہنشاہ اودھ سلطان عالم — بہار دولت بستان عالم
بہُرج خسروی تابندہ اختر — بدُرج نیکوی فرخندہ گوہر
سکندر طالع و جمشید اقبال — ہمایون صورت و خورشید تمثال
خجل ہی بارگہ سی اُسکی گردون — ستارون سے سپہ ہی اُسکی افزون
ثریا مرتبہ مین اُس سے کم ہے — زحل کا یہ کہان جاہ وحشم ہے
وہ ہی تابندہ اُسکا طالع بخت — قمر ہی تاج جسکا آسمان تخت
فریدون نے نہ پایا مرتبہ یہ — نہ تھا کاؤس کی کا دبدبہ یہ
وفور عدل نے شاہ جہان کے — مٹائے ظلم پیر آسمان کے

ہوئے ظالم عمل مین اُسکے سب زیر
تواضع کرتا ہی روباہ کی شیر

یہ اُسکے عدل کی ہی حکمرانی
کہ رستم زال کا بھرتا ہے پانی

یہ فیضِ عدل کسریٰ مین کہان تھا
عبث اُسکا لقب نوشیروان تھا

مخالف ڈر سے اُسکے ہین موافق
بہم ہین آب و آتش یار صادق

کبوتر سے بدل ہی باز مانوس
محبت مار سے رکھتا ہی طاؤس

امان ماہی نے زیرِ آب پائی
نہنگِ شوخ نے کی آشنائی

سخاوت سے کیا عالم کو تسخیر
کسی پر زور سے کھینچی نہ شمشیر

گہر بخشی مین ہی مانندِ نیسان
زر افشانی مین ہی رشکِ گلستان

خجل ہے دستِ اُسکے ژرف دریا
کفِ بخشش سے کم ہی عرض غبرا

دُرافشان ہی جو والا گوہری سے
صدف عاجز ہی گوہر پروری سے

کیا آبِ کرم سے خلق کو حی
جہان سے نامۂ حاتم کیا طی

کرم سے اُسکے سب اہل کرم ہین
فقیروںکے پیالے جام جم ہین

جو مشہورِ جہان فغفورِ چین ہے
سدا خرمن کا اُسکی خوشہ چین ہے

فلک سے حوصلہ بالا ہے اُسکا
زمین پر جو کہ ہی ہالا ہے اُسکا

زبس خوانِ کرم کا اُسکے ہی شور
سلیمان ہی گدائے خانۂ مور

دمِ کشور کُشائی ہمدمِ تیغ
گہ بخشش دُرافشان صورتِ میغ

نہین ہی دہر مین ایسا دلاور
کہ جس سے کانپتا ہے ضیغمِ نر

دمِ صید افگنی یہ شیر پُر زور
سمجھتا ہی پلِ بہرام کو گور

کہون تلوار کے کیا اُسکے جوہر
رکھے قبضے مین جسنے ہفت کشور

جو چمکے تیغ اسکی ہمدم برق ۔ نظر انبوہ اعدا مین پڑے فرق
جو ہی شہ کی سواری کا وہ مرکب ۔ صفت اُسکے قدم کی ہو سکے کب
خرامان ناز مین کبک دری ہی ۔ صبا چلنے مین اُڑنے مین پری ہی
پرندو نمین ہمائے تیز پر ہے ۔ درندو نمین برنگ شیر نر ہے
اگر بھر وغا مین ہو سُبک گام ۔ نہنگ تشنۂ خون کا کرے کام
وہ عالی عزم ہی وہ جو دم صید ۔ بنقش سُم کرے مریخ کو قید
عجب رخش و حسام شاہ دوران ۔ وہ ہُدہُد وہ پری ہی وہ سُلیمان
بھڑے دشمن سے گر شاہ جہان بخش ۔ تو ہو شمشیر برق اور ابر ہو رخش
اگر ہو شاہ سے ہم پنجہ خورشید ۔ تو کانپے خوف سے جان صورت بید
تہمتن سے قوی دل ہی دم رزم ۔ فزون جمشید سے ہی وہ گہ بزم
ارسطو فہم افلاطون حدس ہے ۔ بہ عقل ذوفنون ہر نکتہ رس ہے
باین عقل و سخا و عدل و طاقت ۔ باین گنج و سپاہ و جاہ و حشمت
وہ ہی خوشتر بفضل رب اکبر ۔ سزاوار سریر ہفت کشور
عجب ملک و عجائب بادشہ ہے ۔ رہے قائم وہ جبتک مہر و مہ ہے
رہے روشن ہمیشہ اختر بخت ۔ رہے پایندہ چتر و افسر و تخت
بلا کر آپ تجھکو تیرے گھر سے ۔ بھریگا جیب و دامن سیم و زر سے
دکھائیگا تجھے اک روز بہبود ۔ نہین ہی وصف شاہنشاہ بیسود

بیان کرنا حسب حال اپنا

مرا نام ولادت سے ہے جگنا تھ ہمیشہ نیکمردون کے رہا ساتھ
تمامی بندگانِ حق سے احقر تخلص ہے مرا مشہور خوشتر
مین ہون فرزند منا لال نامی سری باسیت کایستھ گرامی
مرا اجداد عالی صاف طینت بنام دودراج نیک سیرت
نہ کیونکر نامور ہوئین ازل سے کہ ہوئین خاندانِ سیٹھ مل سے
بزرگونکا وطن ہی خاص بڈھا وہانکا نام دھتا اُن کے صیغا
ہوئی جب کثرتِ اولاد باہم ملا صیغے مین حصہ خرچ سے کم
معاش روزمرّہ سے ہوئی تنگ ہوئی تب لکھنؤ کو گرم آہنگ
یہان آکر بعد اکرام و اعزاز ہوئی سرکار شاہی مین سرافراز
محلہ شانہ سازونکا جو ہی نیک جہان رہتی ہین اشراف ایک سے ایک
سراپا ہی جو خوبی سے وہ معمور ہر اک جانب ہی ہندوستانین مشہور
زمین اُس جا کی پاکیزہ جو پائی حویلی اُس محلّے مین بنائی
ہوئی قائم وہان بنیاد میری زمانہ سے ہوئی ہرگونہ سیری
ہوا شعر و سخن کا جو مجھے شوق ہنرمندونکی صحبت کا ہوا ذوق
ہوا فیض ہنرمندان جو دمساز ہوا مین اپنے ہمجنسون سے ممتاز
چہل سے سِن مرا افزون تھا یکسال کیا تب مین نے رامائن کا اشغال
مشقت سے جگر مین نے کیا آب تب آیا ہاتھ یہ لولوے نایاب
اٹھایا سخت مین نے رنج و تکلیف ہوئی یکسال مین یہ نظم تصنیف
نہین ہین شعر یہ سلکِ گہر ہین عذوبت مین برنگِ نیشکر ہین

نگاہِ غور سے دیکھین خردمند
کہ دریا مین نے کوزے مین کیا بند

یہ بات اسطرح پر ہی اے دل آگاہ
اُٹھایا کوہ مین نے بر سرِ کاہ

کہان طاقت یہ رکھتا تھا مین ناکام
ہوا سب رام کی قدرت سے انجام

مجھے روشندلون سے ہی یہ اُمید
جو دیکھین یہ ریاضِ سبز جاوید

کرین نظارہ اُسکے ہر چمن کا
تماشا دیکھین سرو و یاسمن کا

نظر خار و خس آئین جس روش پر
کرین دستِ کرم سے اُسکو باہر

جو دیکھین شاخ ناموزون ہی خم سے
کرین اُسکو قلم تیغِ قلم سے

کرین آراستہ اسطرح یہ باغ
حسد سے تا دلِ گلچین ہو پُر داغ

کہ زیرِ چرخ دیکھا مین نے اکثر
ہزارون عیب جو ہین اک ہنرور

اگرچہ لالہ ہو غیرت دہ باغ
ہزارون ہی نکالین عیب جو داغ

جواہر مین ہنر ہون گرچہ وافی
جو دیکھین مو کرین بس موشگافی

ہمیشہ عیب جویونکا ہی یہ ڈھنگ
کہ لعلِ بے بہا کو کہتے ہین سنگ

تمنا ہی ہنرمندون سے اس راہ
کہ دین اس نظم کو اصلاح دلخواہ

نرکھے سرزنش سے تا کہ کوئی
مرے حرفون پہ دستِ عیب جوئی

بیان سبب ترتیب کتاب کا

ہوئی یہ نظم موزون جبکہ انجام
ملا اک دوست مجھکو نیک فرجام

سخن پرور سخندان و سخن سنج
زرِ علم و ہنر مین صاحبِ گنج

خردمند و عقیل و صاحبِ ہوش
زہے رنگھبیر نارائین وفاکوش

بقوم کھتری منگل بھا نامی بشمبھر ناتھ کا پور گرامی
محبت کی جو اُسنے مجھسے ایزاد ہوا ملنے سے اُسکے مین بہت شاد
سُنا اُسنے جو یہ رنگین فسانہ کیا اصرار مجھسے عاشقانہ
کہ جلدی دے اسے ترتیب خوشتر کہ ہردم بازی گردون ہے سرپر
غنیمت جان فرصت ہی جو دس دن کہ پھر ہو شغل مین یہ غیر ممکن
کہا تب مین نے اُس سے ای وفادار کہ اس ناکارہ کی یہ نظم بیکار
نہین ہی قابل ترتیب زنہار نہین ہی اہل بینش کے سزاوار
کہ ہر اک شعر ناموزون ہی اُسکا سراپا مصرع بے مضمون ہی اُسکا
ردیف و قافیہ سب بے معانی نہ رنگینی نہ ہے شیرین بیانی
نہ آتی ہی رہ ترتیب مجھکو مجھے اے آشنا ترغیب تجھکو
رہینگے شعر میرے خوار و پامال کہ آہو گیر پھرتے ہین لیے جال
یہ سُنکر وہ ہوا بیزار مجھسے کہا اُسنے بصد تکرار مجھسے
نہو خوشتر تو اس اندیشہ سی خشک کہ پیدا نافہ مین آہو کی ہی مشک
گلستا نمین گلون سے ہو بہم خار جہان ہو گنج بیشک ہو وہان مار
بچشم نیک دیکھین گے سخنور کہ گلشن سے چُنے گلچین گل تر
جہان نیک و بد ناحق ہی خوشتر کہ کان لعل مین ہوتے ہین پتھر
ولیکن جوہری جز لعل و گوہر نہ دیکھین سنگریزونکو نظر بھر
غرض دی اُسنے جب اسطرح ترغیب کیا یہ نامہ نو مین نے ترتیب
کردن کیا خوبی اہل ہنر شرح خدا دے دین و دنیا مین انھین فرح
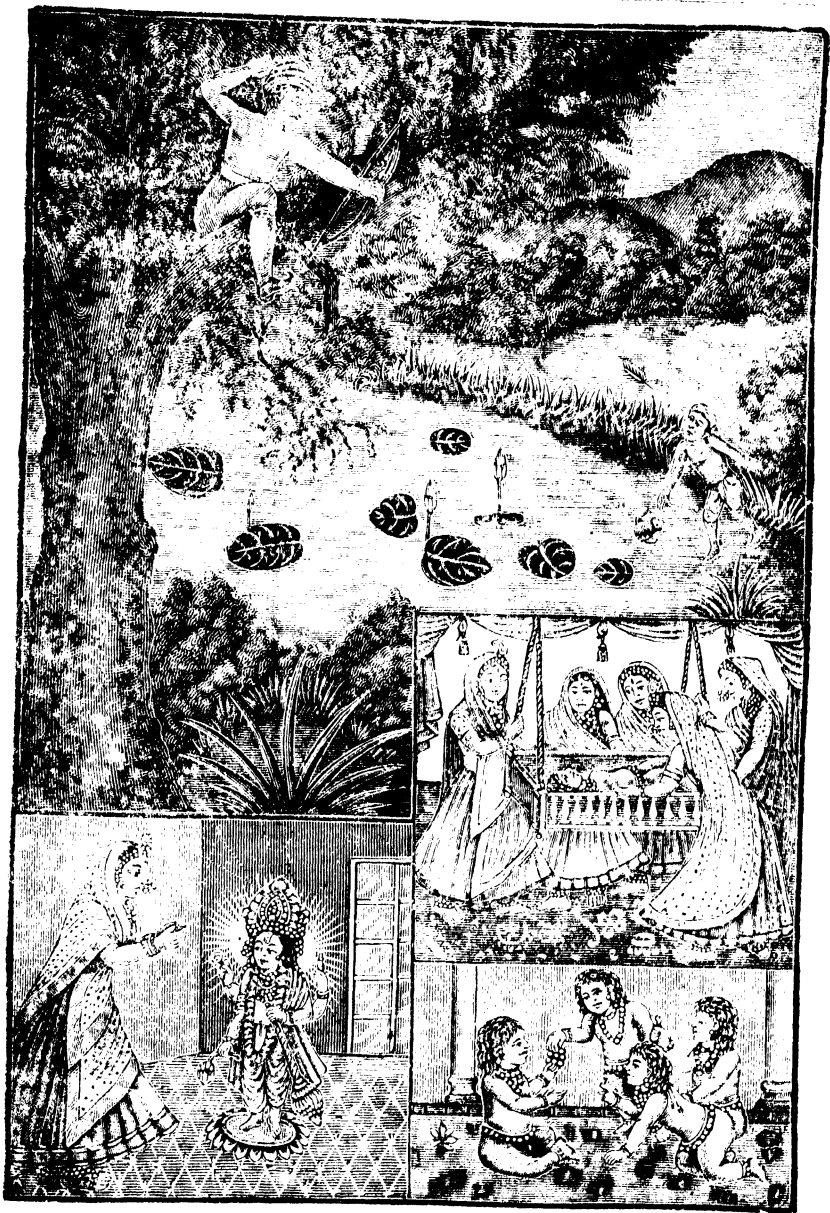
سري رام اوتار

کہ دیکھا جسنے یہ رنگین فسانہ ۔ سراہا اُسنے مجھکو غائبانہ
خداوندا یہ ہی اب تجھ سی اُمید ۔ رہو نمین نامورِ دُنیا مین جاوید
کرین میری سخن کی دلسے سب چاہ ۔ پڑھے جو کوئی حاصل ہو اُسے جاہ

تاریخ آغاز رامائن

ہوئی آغاز جب یہ نظم زیبا ۔ پئے تاریخ مجھکو دھیان آیا
سروش غیب نے فرمایا سُنکر ۔ ریاض نور ہی تاریخ خوشتر

تاریخ صوری و معنوی در فارسی

چو من این نامہ را آغاز کردم ۔ بگفتا ہاتف این تاریخ دردم
بصوری معنوی نہ کم زیادا ۔ دو شش صد ہفتدہ پنجاہ بادا

شروع بالکانڈ آغاز احوال ظہور ہونا سری رامچندر کا عالم وحدت سے بیچ عالم کثرت کے

بیان کرتا ہی یون داناے اسرار ۔ کہ ایک عابد سلف مین تھا نکوکار
لطیف و حق پرست و پاک طینت ۔ ملائک سیرت و خورشید طلعت
ز بندانِ وحی ذہین و نکتہ پرور ۔ رموز غیب سے واقف سراسر
عقیل و دانش آموزِ زمانہ ۔ عزیز درگہ ربّ یگانہ
نکوئی سے زبس مشہور تھا نام ۔ جہا نمین بالمیک نیک انجام
یہ حالِ دلپذیر و صدق و مقبول ۔ کیا یون بید سے ہی اُسنے منقول

کہ تھا ملک اودھ مین اک شہنشاہ — فلک رفعت ملک قدرت ملک جاہ
زبس تھا صاحب اقبال و دولت — اُسے کہتے تھے سب عالم مین دسرت
شہ گیتی ستان خاقان نامی — کرین سب بادشہ اسکی غلامی
وہی تھا بادشاہ ہفت کشور — کہ تھے محکوم اُسکے ہفت اختر
اُسے حاصل تھا اسباب شاہی — عمل تھا اُسکا از مہ تا بہ ماہی
سپہ خوش تھی شہ عالی منش سے — رعیت شاد تھی داد و دہش سے
جہان آباد تھا عدل و کرم سے — کوئی واقف نہ تھا نام ستم سے
جہانمین تھا یہ اُسکے عدل کا زور — قوی تر پیل سے ہر ناتوان مور
درندے رعب سے تھے اُسکے سب زیر — ہرن پھرتے تھے بن بن ہر طرف شیر
اگر چھیڑے رمہ کو گرگ بے پیر — بنے موج خرام ظلم زنجیر
اگر روبہ پہ رکھے شیر چنگل — تو ہون داغ اُسکے تن پر سیکڑون گل
کبوتر پر جو مارے باز پنجہ — بنے اُسکے لئے شہپر شکنجہ
زبس فیاض تھا وہ داد گستر — نہ تھا کوئی سخی اُسکے برابر
کرم سے اُسکے تھا گلزار عالم — مئے عشرت سے تھا سرشار عالم
غنی تھا اُسکی دولت سے زمانہ — سرود عیش تھا خانہ بخانہ
زر و گنج و سپاہ و جاہ و حشمت — مہیا تھا اُسے بے رنج و زحمت
جہان مین سب اسے حاصل ہوا بخت — نہ رکھتا تھا ولیکن وارث تخت
اگرچہ باغ عالم مین عمل تھا — ولیکن بے ثمر نخل امل تھا
یہی تھا تیر غم سے زخم دل پر — کہ تھا باغ تمنا بے صنوبر

نتھا برج شرف مین اُسکے خورشید — لآلی سے تہی تھا دُرج اُمید
نتھا یعنی کوئی اُس شہ کے فرزند — اسی غم سے سدا رہتا تھا دلبند
اسی غم سے سدا دلریش تھا وہ — سدا منت کش درویش تھا وہ
ہوا مقصد کسی سے جب نہ حاصل — گیا مُرشد کے آگے لیکے مشکل
کہا مُرشد سے ای دانای عالم — گنہ بخش و کرم فرمای عالم
دل روشن پہ تیرے بھید سارا — زمین و چرخ کا ہے آشکارا
نہین مخفی ہی تجھ سی راز دل کا — غم و راحت مین تو ہمدم ہے میرا
تری شفقت سے ای پیر نکو فال — تجھے حاصل ہی تاج و تخت و اقبال
ازل سے تا بعیش و شادمانی — جہان مین گزری ایّام جوانی
بہت کی گلشن ہستی مین عشرت — رہا باقی نہ دلمین خار حسرت
وے ہی سوز غم سی دلمین یہ داغ — کہ ہی بے لالۂ و نسرین مرا باغ
یہی ہی نیش غم سی دلمین ناسور — کہ ہی کاشانۂ امید بے نور
نہ کی بخت جوان نے یاوری کچھ — نہ کی پیر فلک نے رہبری کچھ
نہین بندہ یہ اُس دولت کے قابل — مگر تیری عنایت سے ہو حاصل
فقط تیرا مجھے اب آسرا ہے — رہ مشکل کا تو ہی رہنما ہے
جو ہون رشک نسیم اب لطف تیرے — گل مقصد کھلین گلشن مین میرے
نشست نامور دانا سے کامل — نہ ہو جسکا سخن زنہار باطل
گرامی مرشد دانا سے دسترت — ہوا یون حرف زن از راہ رافت
کہ ای شاہ سزاوار خلافت — کلید قفل ابواب سعادت

سنو غمگین جفائے آسمان سے — نہو مایوس ربِ انس و جان سے

کہ ہی وہ خالق ارضین و افلاک — گلستان اس سے ہے یہ تختۂ خاک

وہی ہی نخلبند باغ عالم — وہی ہی روح بخشِ جن و آدم

وہ ہی قدرت اُسی ای زیب او رنگ — کرے پتھر مین پیدا نخل آہنگ

بنے قدرت سے اُسکے دُرِ نایاب — صدف کے مُنہ مین اوسنے قطرۂ آب

اسی کے فضل سے ای رشکِ خورشید — پھلیگا جلد تیرا نخل اُمید

ولیکن بید مین ہے حکم داور — کرو تدبیر ہو تقدیر یاور

میانپر ایک سنگی رکھہ ہے درویش — تو کر اُس سے یہ اپنا مدعا پیش

وہ ہی مقبول درگاہِ خداوند — دعا سے اُسکے ہونگے تیری فرزند

کیا مرشد نے جب اس طرح تلقین — ہوئی شاہ اودھ کے دلکو تسکین

ہوا مُرشد سے رخصت شاہ عالم — مکان مین اپنے آیا شاد و خرم

کہا ارکان دولت سے یہ آکر — ہوئے خوش دل مین اپنے وہ سراسر

بلائی ایک حورِ رشک خورشید — ادا سے جسکے شرمندہ ہو ناہید

بحُسن و دلفریبی غیرتِ برق — ز پا تا فرق بحرِ نور مین غرق

بحکم شاہ عالم چابکانہ — ہوئی وہ جانبِ صحرا روانہ

عجب خوبی سے آئی وہ قمر وش — فرشتہ دیکھکر جسکو کرے غش

نمایان گوشۂ عابد ہوا جب — چلی ناز و ادا کرتی ہوئی تب

بصد ناز و ادا سے جادوانہ — ترانہ اُسنے گایا عاشقانہ

کیا با عشوہ رقصِ دلربائی — دل درویش کو گردش مین لائی

کیا وہ نغمہ سنگی رکھ نے جب گوش — خدا کی یاد کی دل سے فراموش
خدا کی یاد مین آنکھین جو تھین بند — ہوئین وا سنکے آوازِ شکر خند
پڑی جب آنکھ روے نازنین پر — گرا سودے سے غش کھا کر زمین پر
وہ تھی تیغ نگہ کافر کی قاتل — ہوا جان وہ دل درویش بسمل
ہوا سودے سے ذوق آشنائی — ملائی خاک مین سب پارسائی
کہا اے مایۂ عیش جوانی — سرورِ خاطرِ مشتاق جانی
قدم سے اپنے فرما ای پریزاد — مرے کاشانۂ ویران کو آباد
زبس وہ ناز پرور تھی فسونساز — کہا درویش سے با غمزۂ ناز
مرا شہ خستہ دل ہی بہر فرزند — کرے تو گر اُسے دلشاد و خرسند
بر آئے تیرا مطلب اے نکوذات — خوشی سے مین رہون خدمت مین دن رات
غرض باصد ادا اے روح پرور — لگا لائی وہ سنگی رکھ کو جا کر
ادھر مین جب ہوا درویش داخل — اُٹھا تعظیم کو سلطانِ عادل
بہت کی عابدِ کامل کی تعظیم — بجا لایا دہین آداب و تسلیم
مدارا تون سے آیا شاہ جو پیش — بہت شادان ہوا دلمین وہ درویش
رہِ شفقت سے وہ پیر خردمند — ہُوا مشغول جگ از بہر فرزند
ز رودے بید کی آتش فروزان — ہوا اُس سے نمایان ایک انسان
بعارض آتشین وہ چار بازو — بہ شکل دو دو پیچان موے گیسو
بظرفِ زر و فور خوشدلی سے — برنج و شیر پختہ شہ کو بخشے
کہا یہ پھر اسے شہ جا کے تو آج — کھلا دے سبکو جو ہون تیری ازواج

جو تھیں اس شاہ کی بانوی ممتاز — حریم بادشاہی میں سرافراز
نکاحِ شاہ میں مشہور تھیں تین — دلِ شہ کو وہی منظور تھیں تین
ہر اک سی عصمت و خوبی میں افضل — شہِ آفاق کی بانوے اول
بحسن و پارسائی غیرتِ حور — باسم پاک کوشلیا ہے مشہور
حسین و ماہ رخسار و گل اندام — عروس پاکدامن کیکئی نام
انیسِ بزم عیش و شادمانی — شہنشہ کی وہ تھی بانوے ثانی
سراپا عصمت و خورشید پیکر — سومترا نام بانوے مفخّر
عروسِ سیومی رشکِ خور و ماہ — شہِ عالم کی تھی از بسکہ دلخواہ
شہِ دسرت برنج و شیر لیکر — گیا اندر محل شادان و خوشتر
عطا کی نصف کوشلیا کو وہ کھیر — ہوئی خوش بانوے فرخندہ تقدیر
تبرک وہ رہا باقی جو آدھا — خوشی سے کیکئی کو شہ نے بخشا
کیے دونوں سے دو حصّے برابر — سومترا کو دیے شہ نے بُلا کر
ہوئیں ہمیں تبرک سے اُسی روز — حمل سے زوجہاے شاہ فیروز
جب آیا روز آبستن قرین تر — ہوئے شہ کو شگون نیک اکثر
مہینا چیت کا نومی کا تھا روز — عروس مہ کے دن تھے عالم افروز
سراپا نور ذاتِ پاک یکتا — ہوا فرزند کوشلیا کے پیدا
فروغ مظہرِ ذاتِ حقیقی — نمودارِ کراماتِ حقیقی
ہمایوں بعثتِ نورِ حقیقت — مبارک طالع و فرخندہ صورت
سراسر قدرتِ دارائے گیہان — رُخِ پُر نور سے اُسکے نمایان

جبین سے جلوہ گر شانِ مباہی
عیان چہرے سے انوارِ الٰہی

جسے ہندی ہین کہتے ہین نراکاس
ہوا جسمِ بشر مین اُسکا اوتار

رُخِ پر نور سی اُس رشکِ مہ کے
ہوئے پُر نور دیدہ بادشہ کے

ہوے پیدا جو شاہ ملک جاوید
پئے تسلیم آئے ماہ و خورشید

فرشتونکو ہوئی بس شادمانی
فلک سے کی بکثرت گلفشانی

بشر کے دن جب آتے ہین ہمایون
خوشی ہوتی ہی اُسکو روز افزون

ادھر تو تھا یہ جلوہ آشکارا
کہ اتنے مین خبر آئی دوبارا

کہ اے اطرافِ عالم کے خداوند
ہوا بانوے ثانی کے بھی فرزند

ہوا خوش اس خبر سے شاہِ والا
ہوئی شادی دل شہ کو دوبالا

دل شہ کو نشاط و عیش و راحت
فزون تھی دمبدم ساعت بساعت

ہوئی برکت تبرک کے پھل سے
کہ پھر تازہ خبر آئی محل سے

کہ ای شاہِ جہان در رہ زنیکو
سُومترا کے ہوے پیدا پسر دو

ملک نے اس خوشی سی بے غم و رنج
لیا مفتوح قفلِ ہر درِ گنج

لُٹائے حد سے افزون لعل و گوہر
کیئے مفلس زمانہ کے تو انگر

ہوا شادان زبس شاہِ زمانہ
کیا آراستہ جشنِ شہانہ

سُومنت نامور دستورِ اعظم
وزیرِ نامدار شاہِ عالم

ہوا حاضر بحکم شاہ والا
کیا اسباب عشرت سب مہیّا

تمامی شہر کے ارباب فرحت
ہوئے حاضر لیے اسباب فرحت

سرود و رقص پر مفتون ہوے کل
پڑا ہر سو مبارکباد کا غل

سُنے عیش و طرب کے جب ترانے | بجے گھر گھر خوشی کے شادیانے
ہوئے سب دوستانِ شاہ خُرّم | دلِ دشمن سے بھی جاتا رہا غم
ہوئی فرحت زمانے کو جو یکدست | مئی عیش و طرب سے سب ہوئے مست
ہوا سلطان شادی لشکر آرا | کیا تسخیر ملکِ ہند سارا
ہوا شادی کا ہر کوچہ مین تھانہ | کیا غم کو اسیرِ قید خانہ
غرض روزِ تولد سے چھٹی تک | رہا موجود جشنِ شہ مین ہر یک
کیے خلعت ہزارون شہ نے تقسیم | شمارِ صد ارب بخشا زر و سیم
زبس خالی کیے گنجینۂ دُر | کیا بخشش سے دست یکجہان پُر
بشسٹ نامور تشریف لائے | شہ آفاق کے نزدیک آئے
ادا کی شاہ نے بس اُنکی تعظیم | اُنھون نے تب کہا از روئے تقویم
کہ اے دارائے چتر و افسر و تخت | ہوا یاور ترا اب کوکبِ بخت
پسر تیرا ہُوا پہلے جو پیدا | ہوئی لاریب ذاتِ حق ہویدا
کہین آتا نہین ہے جو نظر مین | ہوا پیدا مجسّم تیرے گھر مین
بہت شکلین ہین اسکی اور بہت رنگ | کسی جا لعل ہے اور ہے کہین سنگ
فزون عقل و خرد سے اسکے ہین نام | مناسب ہے اگر کہیے اسے رام
دوم فرزند کا رکھا بھرت نام | کہ تھا وہ بس عزیزِ خاطرِ رام
سُمترا کے پسر دونون تھے جو نیک | فزون حُسن و خرد مین ایک سے ایک
کیئے مرشد نے با تجویز احسن | اُنھون کے نام لچھمن اور سترگھن
ہوا شادان یہ سُنکر شاہ دسرت | قدم پر اُسکے رکھا فرقِ منت

براے نذر پیر پاک گوہر
ظروف زرین لایا لعل وگوہر

برہمن تھے جو صد ہا جمع اُس جا
وہین اس پیر نے سب اُنکو بخشا

دعادی شاہ کو رخصت ہوا پیر
سنو آگے جواب کرتا ہون تسطیر

ہوئے جب شاہ دریا دل کے اطفال
ترقی پہ برنگ نخل ہر سال

ادیب و برہمن دانای کامل
ہوئے حاضر بحکم شاہ عادل

اُنھون نے باطریق خیر خواہی
سکھائے سب انھین قانون شاہی

ازل سے ذہن تھا اُنکا جو دافی
ہوا تھوڑا سا پڑھنا اُن کو کافی

پڑھا سکتے تھے اُنکو برہمن کب
بنے جنسے ہون بید وشاستر سب

ولیکن جو بشر کے ہین طریقے
کیے دُنیا مین حاصل سب سلیقے

بہت کی رام سی لچھمن نے اُلفت
بھرت سے سترہن نے کی محبت

آنا بسوامتر مہا مُنی کا آگے راجہ دسرت کے اور لیجانا رام و لچھمن کا واسطے ماریچ دیو کے

مؤرخ عابدِ دانائے مقبول
یہ حال کہنہ یون کرتا ہے منقول

کہ ملک ہند مین تھا اک بیابان
برنگِ بوستان سرسبز وخندان

شگفتہ ہر طرف گلہائے رنگین
کہین لالہ کہین صد برگ و نسرین

وہان تھا گوشہ گیر اک عابدِ پاک
سراپا ذی شعور و اہل ادراک

زبس دُنیا سے رکھتا تھا کنارا
سدا کرتا تھا جنگل مین گزارا

بجز شغلِ عبادت کچھ نہ تھا کام
زبانپر رات دن تھا رام کا نام

جبین پر آشکارا زہد کا نور
بنام نیک بسوامتر مشہور

کسی اطراف سے اس دشت کی بیچ
سوباہ و تاڑکا اور دیو ماریچ

ستاتے تھے اُسے ہر روز آ کر
سراپا رنج دیتے تھے ستمگر

پرستش کا جو وہ کرتا تھا سامان
اُسے کرتے تھے سب ملکر پریشان

نہ تھی دیوؤن سے اسکو طاقتِ جنگ
سدا رہتا تھا اس غمسے وہ دل تنگ

سُنا عابد نے بہرِ دفعِ دشمن
ہوئے پیدا اودھ مین رام و لچھمن

ہوا یہ صفحۂ دل پر مصوّر
کہ لاؤن رام و لچھمن کو مین جا کر

کرون دیدار روے پاک حاصل
کہ ہو پُر نور جس سے دیدۂ دل

قدم سے رام کے روشن مکان ہو
جفا و جورِ دشمن سے امان ہو

غرض صحرا سے باشوق و تمنّا
چلا سوے اودھ درویش دانا

ہوا دل مین یہ شوقِ دیدنِ رام
کیا اسنے کسی منزل نہ آرام

بصد شوق و ہزاران اضطرابی
مکانِ شاہ پر پہونچا شتابی

سُنا شہ نے کہ بسوامتر آئے
مشیرِ مملکت اُس نے بُلائے

بصد تعظیم و استقبال لایا
سریرِ عزّ و تمکین پر بٹھایا

قدم اُسکے بآبِ چشمۂ پاک
کیے گرد و غبارِ راہ سے پاک

شہِ عالم نے وہ آبِ مصفّا
گلاب آسا جبین پر اپنے چھڑکا

وہ فرزندانِ شاہِ نیک بُنیاد
ہوئے پابوس عابد با دلِ شاد

کہا شہ نے بصد شیرین بیانی
کدھر آج آپ نے کی مہربانی

ترے قدمونکی برکت سے مرا گھر
ہوا روشن بشکلِ بُرجِ اختر

جو فرماؤ بجا لاؤن ادب سے
دل و جان و زبان و چشم و لب سے

کہا عابد نے ای شاہ نکوکار — ستاتے ہین مجھے دیوانِ اشرار
زبس ہین دشمنِ جان برہمن — رہِ خیر و سعادت مین ہین رہزن
چلین گر ساتھ میری رام و لچھمن — جہان سے دور ہون دیوانِ دشمن
بعید ہون دشمن اور راحت مین جان ہو — ترا ہو نام اور مجھکو امان ہو
مجھے دے رام و لچھمن کو رضا سے — بھلا ہوگا ترا میری دعا سے
سوال عابدِ مقبول سنکر — ہوا دلگیر شاہِ ہفت کشور
کہا عابد سے اے اہلِ کرامات — بنی تجھسے نہ یہ کہتے ہوے بات
زر و لعل و زمین و دولت و گنج — اگر مانگے تو بخشون بے غم و رنج
سر و چشم و دل و جان و بدن سے — نہین باہر ہون کار برہمن سے
وے تابِ فراقِ رام و لچھمن — نہین ہی دلکو میرے اے برہمن
روا دلکو فراقِ رام کب ہے — جدائی روح کی تن سے غضب ہے
کہان وہ دیو زشت و کوہ پیکر — کہان کمسن یہ لڑکے نیک اختر
بشر کو دیو سے لڑنا ہے مشکل — کہان چیونٹی ہو ہاتھی کی مقابل
وشسٹِ صاحب دانش نے آکر — کہا ای مالک اورنگ و افسر
برائے قتل جن و دیو اشرار — ہوا ہے رام کا دنیا مین اوتار
انھین چھوٹا نہ جان اے شاہ گیتی — دمارِ فیل بر لاتی ہے چیونٹی
زمین کیا چرخ کیا دونون یہ دائم — اسی کے دست قدرت سے ہین قائم
حیات و موت کل ہی رام کے ہاتھ — خوشی سے کر دے بسوامتر کے ساتھ
غرض جب پیر نے کی یہ ہدایت — ہوئی تب رام و لچھمن کو اجازت

قدم پر باپ کے کی جبہہ سائی — چلے ہمراہ عابد دونون بھائی
لیئے دونون کمان و تیر و ترکش — چلے از بہر جنگِ دیو سرکش
خرامِ ناز سے شادان و فرحان — ہوی سرگرم رہ سوے بیابان
زمین پر یون چلے وہ دُرِّ نایاب — فلک پر جسطرح خورشید و مہتاب
جبین پر جلوہ گر نورِ شجاعت — نمایان عارض انو سے قدرت
درندون سے نہوتے تھے کبھی زیر — چلے جاتے تھے بَن مین صورت شیر
کہا ناگاہ عابد نے کہ ای رام — یہین وہ دیونی ہے تاڑکا نام
اسی ویرانہ مین میرا مکان ہے — اسی سے مجھکو خوف دشمنان ہے
اسی صحرا مین اے شاہ دو عالم — ستاتا ہے مجھے ماریچ اظلم
کہا تب رام نے ای عابدِ پاک — نہو تم ہیبت اعدا سے غمناک
خوشی سے کیجیئے جگ کا سرانجام — پرستش کیجیے باعیش و آرام
جو آئینگے یہان کفار بے پیر — جگر اُنکا کرونگا طعمۂ تیر
غرض تب گھر پہ بسوامتر نے جا — پرستش کا کیا سامان یکجا
یہ سُنکر تاڑکا غصّے سے آئی — نگہبان تھے جہان پر دونون بھائی
اُڑائی آسمان پر خاکِ صحرا — کیا چار ونطرف سے شور و غوغا
کیا تب شہ نے تیر جانستان سر — سرِ دشمن گرا روے زمین پر
ہوا ماریچ ظالم سُنکے بیچین — چلا غصّے سے سوے شاہ کونین
ہوا شاہِ دو عالم تب غضبناک — وہین کھینچا کمان کو اپنی بیباک
سوے ماریچ مارا تیر پُر زور — گرا جا کر کنارہ قلزم شور

سویا ہو آیا جو سنکر کہین سے ۔ جلایا اُسکو تیرِ آتشین سے
کیے جب رام نے سب دفع دشمن ۔ بہت شادان ہوا دل مین برہمن
رہِ شفقت سے بسوامتر نے تب ۔ سکھائے رام کو علم و ہنر سب
کرونگا ختم آگے یہ حکایت ۔ کہ اب لکھتا ہون راون کی ولادت

بیان ولادت راون اور ذکر اُسکی سلطنت کا

نہان دانِ طلسماتِ زمانہ ۔ بیان کرتا ہے یون رنگین فسانہ
کہ دو کس جے بجے روشن جبین تھے ۔ نگہبانِ درِ خلد برین تھے
برہمن کے غضب سے دونون اکبارہ ۔ ہوئے دُنیا مین آکر دیو خونخوارہ
ہوئے دونون ازل سے دشمن رام ۔ ہرن آچہ دہرن کسب ہوا نام
دل آزاری جو کی دونون نے بنیاد ۔ فلک پر پہونچی مظلومونکی فریاد
فرشتون نے جو دردِ دل سُنایا ۔ بجسم خوک نورِ پاک آیا
سراپا سخت پیکر تیز دندان ۔ قوی شمشیر سے ناخن دو چندان
کیا تن اس طرح جب آشکارا ۔ سرِ میدان ہرن آچہ کو مارا
ہوا جب دفع یون وہ ظالم دہر ۔ ہرن کسب ہوا تب حاکمِ دہر
فزون اُس سے ہوا ظالم یہ جلاد ۔ ہوا فرزند اسکے نیک پرہلاد
ہوئی اسکو ازل سے الفتِ رام ۔ سبق تھا اسکو ہردم رام کا نام
مؤلف نے الف بی کی جو تعلیم ۔ تو اُسنے یاد رکھا جی الف میم
ہرن کسب نے جب یہ حال دیکھا ۔ سُتونِ سخت سے بیٹے کو باندھا

فغان پرہلاد کی سُنکر نکی دیر — نکل آئے ستون سے صورت شیر
ہرن کسب کو دہلی پر پچھاڑا — شکم ناپاک کا چنگل سے پھاڑا
کیا ظالم کو عزرائیل کے ساتھ — امان پرہلاد کو دی کھولکر ہاتھ
وہی دونون ہوئے پھر دیو آکر — دل آزار و جفا کیش وستمگر
خصومت مین جو سوے رام تھا دل — نجات اُس سے ہوئی انکو نہ حاصل
قوی ہیکل قوی بازو قوی تن — ہوا نام ایک کا دنیا مین راون
تنومند وجسیم وکوہ پیکر — توانا بیس بازو اور دس سر
سراپا کوہ پیکر زشت اندام — ہوا اُس دوسرے کا کنبھ کرن نام
ستمگار و دل آزار و بد اندیش — جفا کار و جفا جو و جفا کیش
دگر بادر سے راون کے ہوا ایک — ببھیکھن نام بھائی بادل نیک
پئے تحصیل زر و جاہ و حشمت — ہوئے تینون بدل مشغول طاعت
عبادت کی اُنھون نے بسکہ بے ریو — گئے پاس اُنکے برمھا اور مہا دیو
کہا مانگو جو کچھ خواہش ہو فی الحال — زر و زور و زمین و دولت و مال
کہا راون نے جز انسان و میمون — نہو قاتل مرا کوئی دگرگون
ہوا جب کنبھ کرن برمہا سے سائل — مسبب سے ہوئی عقل اُسکی زائل
کہ اُسنے جاے بیداری بناگاہ — رہ غفلت سی مانگا خواب شش ماہ
ببھیکھن نے زراہ ہوش مطلق — طلب کی طاعت معبود برحق
دعا تینو نکو دی حسب تمنا — گئے سوے فلک شیو اور برمھا
ہوا راون دعاے شیو سی مسرور — خیال مرگ خاطر سے کیا دور

کیا آغاز جور و ظلم یکسر ۔ مچایا شور و شر دنیا کے اندر
ملا اُسکو بہت فوج و خزانہ ۔ کیا زیرِ نگین سارا زمانہ
کیا عالم کو خونریزی سے تاراج ۔ لیا شاہانِ ہفت اقلیم سے باج
نصیبے کی مدد سے ہی غم و رنج ۔ فزون ہوتا تھا ہر دم لشکر و گنج
اُدہر یعنے کنارے قلزم شور ۔ حصارِ زر ہے لنکا نام مشہور
فرو رفعت سے اُسکے رفعتِ کوہ ۔ شکوہ و شان مین ہی حیرتِ کوہ
بلندی ہے اُسے دون کس سے نسبت ۔ فروتر جس سے ہی گردون کی رفعت
نظر رفعت پہ اُسکی کیا کری جست ۔ تفاوت از زمین تا آسمان ست
گردون کیا طول مین اُس قلعہ کا عرض ۔ کہ اک گوشہ ہی اُسکا وسعتِ ارض
غمِ باران نہ خوفِ باد صرصر ۔ بہ رنگِ کوہ مستحکم زمین پر
در و بام و رواق و طاق زیبا ۔ بنے شیشے کے سب آئینہ سراپا
نگارستانِ چین اس سے ہوا مات ۔ جدہر دیکھو نظر آئے طلسمات
ہر اک برج اُسکا آبِ زر مین یون غرق ۔ شفق مین جسطرح ہو نیرِ شرق
معطر ہر جگہ پر باغ و بستان ۔ گلستانِ ارم سے سرو خندان
ہزارون شاہدِ گل پیارے پیارے ۔ رہے باد خزان جس سے کنارے
بہارِ باغ رضوان ہر چمن مین ۔ شمیمِ تازہ گلہائے سمن مین
نہالانِ چمن پھولے پھلے سب ۔ مجسم نور سانچے مین ڈھلے سب
مطرا باغ جنت سے فزون تر ۔ ملایک سیر کرتے تھے وہان پر
ہوا واقف جو وہ شاہِ شیاطین ۔ زبردستی لیا اُس قلعہ کو چھین

میان چلا سوے شہر لنکا | بجا حکم شہ راون کا ڈنکا
زمانے کے جن و عفریت و شیطان | ہوئے ہمراہ راون بادل و جان
ہوا حاکم وہان کا جبکہ راون | زمانہ مین نپایا اپنا دشمن
حیات و موت باد و آب و آتش | نتھا فرمان سے اُسکے کوئی سرکش
بشر ہون منحرف کیا تاب و طاقت | فرشتے اُسکی کرتے تھے اطاعت
حضورِ بادشاہ لشکرِ جن | مہ و خورشید حاضر رات اور دن
زبس تھا عابدانِ حق کا دشمن | ستاتا تھا سدا گاؤ و برہمن
ہزارون دخترانِ ماہ سیما | زنسلِ حاکمانِ دشت و دریا
پکڑ لایا اُنھین جور و غضب سے | کیا لنکا مین اپنا عقد سب سے
جنابِ حق سے رکھتا تھا جدائی | سدا لنکا مین کرتا تھا خدائی
فزون دیکھا جو اپنا لشکر و فوج | اُٹھی تب بحرِ دل سے اسطرح موج
کہ لیجے عابدانِ حق سے اب باج | وگرنہ کیجئے پامال و تاراج
ہوا صہبائے نخوت سے جو مدہوش | کیا انجام کار اپنا فراموش
کئی عفریت بلوا کر توانا | کیا اُنکو سوے صحرا روانہ
کہا اُن سے زروے عقل باطل | کہ لاؤ جا کے درویشون سے حاصل
عزیز اپنی اگر رکھتے ہو جان تم | نہ دینا ایکدم اُن کو امان تم
غرض آکر سوے خیلِ برہمن | کہا دیوون نے یہ پیغام راون
جہان کیونکر نہو برباد ہیہات | جو مانگے شاہ درویشون سے خیرات
کہ نہ آزادگان مین زر کہان ہے | نہال سرو مین نو بر کہان ہے

ستانا نیکم دونکا زبون ہے
جبین ماہ ابتک نیلگون ہے

سنا پیغام راون عابدون نے
کیا افسوس دلمین زاہدون نے

یہ ٹھہرا مشورہ آپسمین یکسر
کہ راون دشمن جان ہی قوی تر

خلاف حکم کرنا خوف جان ہے
کرو کچھ نذر اگر حفظ امان ہے

غرض اُس سے کسی نے منہ نہ موڑا
ترا شا گوشت اپنا تھوڑا تھوڑا

سبُو مین گوشت اور خون کرکے پیوند
کیا رو سے سبُو سرپوش سے بند

کہا یون سے اسے ارکان دشمن
گھڑا لیجاؤ تم یہ پیش راون

اسے تم دیکے یہ راون سے کہنا
محافظ اس گھڑیکا آپ رہنا

کبھی رُو سے سبو کھُلنے نہ پائے
کوئی اسکے قرین ہرگز نہ آئے

قیامت اسکا کھُلنا بیگمان ہے
اسی سے تیری مرگ خاندان ہے

چلے یہ بات سُنکر دیو پرُ فن
سبوچہ لاکے رکھا پیش راون

کہا پیغام درویشان مسکین
ہوا راون یہ سُنکر دلمین غمگین

و لیکن تھا جو دانا دل وہ مغرور
ہوا ظاہر مین خوش باطن مین رنجور

بیان شہر جنکپور کا اور نمودار ہونا سیتا جی کا اُفتِ زمین سے اور جلوہ گر ہونا بیچ گھر راجہ جنک کے

دبیر واقف رمز معانی
رقم کرتا ہے با رنگین بیانی

کہ ہے اک ہند مین شہر جنکپور
بہار گلبن ہستی سے معمور

برنگ بوستان سرسبز و شاداب
روان چارونطرف خوش چشمۂ آب

سراک کوچہ ہی اُسکا رشک بُستان | بہار باغ جنت اُسپہ قربان
محلے اسکے سب آباد و معمور | فلک سے ہر مکان پہ بارش نور
وہانکی تھی زمین جو طاہر و پاک | گھڑا اُسکا پہ لائے وہ سفاک
بحکم شاہ تنکا بے غم و رنج | زمین مین اسکو سونپا صورتِ گنج
جنک نام اک وہان تھا صاحب تاج | نہ تھا اُسکے عمل مین کوئی محتاج
رعیت پرور و عالی ہمم تھا | سراپا منبع جود و کرم تھا
ستمگر کش جو تھا وہ صاحبِ داد | نہ کرتا تھا کسی کی کوئی فریاد
نہ تھا اُسکے عمل مین کوئی سرکش | موافق ایک جا تھے آب و آتش
رعیت مال و زر سے سب توانا | سخاوت مین زبس شہ تھا یگانا
فزون بے لشکر و مال و خزانہ | بدی کرتا نہ تھا اُس سے زمانہ
وہانپر سبقت رکھنے آکے ناگہ | جنک سے سب کہا حال سبو چہ
بوقت صبح اکدن بہر گلگشت | گیا شاہِ زمانہ جانب دشت
قضارا قحط تھا بار انکا اُس سال | درخت و کشت دیکھے خشک و پامال
چشمو مین نظر آتا تھا پانی | نہ تھا دریا مین آبِ زندگانی
ہوے سب خشک شکلِ چشم حیران | نہ تھا پانی بجز اشک یتیمان
درندے پیاس سے بیتاب سب تھے | پرندے تشنگی سے جان بلب تھے
برنگِ ابر تر گریان تھے انسان | بجاے آب تھے سب اشک ریزان
جو دیکھا شہ نے یہ حالِ خرابی | سوے دولتسرا آیا شتابی
نجومی برہمن پنڈت بلاے | شتابی سب بحکم شاہ آئے

بصد آبرو سب کو بٹھایا | انھین حال رعایا سب سنایا
انھون نے یون کہا از روے تقویم | کہ ای شاہ سریر ہفت اقلیم
کرے گر کھیت مین تو قلبہ رانی | رعایا خوش ہو برسے خوب پانی
سحر گہ لیکے شہ قلبہ زر افشان | گیا خود کھیت مین مانند دہقان
یہ دیکھو قدرت حق کا تماشا | کہ تھا بس کھیت مین پنہان سبوچا
اسی جا پہلے شہ نے قلبہ مارا | سبوچہ ہو گیا سب پارا پارا
ہوئی اس سے نمایان ایک دختر | کرین جسکی غلامی ماہ و اختر
رخ پرنور سے اسکے سراپا | جلال قدرت حق آشکارا
ہوے بیہوش نظارے سے علوی | نہ لائے مہر و ماہ تاب تجلی
وہ نکلی اس طرح زیر زمین سے | طلوع شمس تھا چرخ برین سے
یو چمکا اسکا عارض صورت برق | ہوا روشن جہان از غرب تا شرق
بہت شادان ہوا شاہ زمانہ | خرابہ مین ملا اسکو خزانہ
امانت تھا جو راون کا دفینہ | ملا قسمت سے شہ کو وہ خزینہ
لیا آغوش شفقت مین پروار | تہ دل سے کیا بیٹی کا اقرار
بصد فرحت مکانمین اپنے لایا | عزیز و اقربا سب کو بلایا
جو تھا اس شاہ کا مرشد شتانند | ہوا دیدار سے دلشاد و خرسند
بروز احسن و فرخندہ فرجام | ز روے بید رکھا جانکی نام
ہوئی بانوے شہ کو بسکہ فرحت | لیا آغوش مین از راہ الفت
ہوئی تب بارش باران رحمت | ہوئے سرسبز سب نخل و زراعت

رعیت خوش ہوئی شادان ہوا شاہ	خوشی تھی الغرض ہر سال وہر ماہ

قرار دینا راجہ جنک کا شادی سیتا جی کی اوپر توڑنے کمان کے اور جمع ہونا بادشاہون کا واسطے آزمایش کے مکان پر راجہ جنک کے اور تشریف لیجانا مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کا اور بسوامتر کا طرف جنکپور کے اور غائب ہونا (اہلیا) کا جسم سنگین سے درمیان راہ کے قدمبوسی مہاراجہ رامچندر سے اور ملاقات ہونا راجہ جنک سے

کمان عقل سے پیر سخنور	یہ تیر کلک فکر دور بین تر
ہدف کرتا ہے یون صید مضامین	میان عرصۂ قرطاس رنگین
کہ بالغ جب ہوئی وہ شاہزادی	ہوئی مادر پدر کو فکر شادی
کمان اک سخت وسنگین تھی وہان پر	عیان جس شکل سے قوس آسمانپر
شباہت اسکی مین کہتا ہون تھوڑی	ہلال آسمان کی تھی وہ جوڑی
زیادہ طول قوس آسمان سے	گرانی مین فزون کوہ گران سے
برنگ ابرو جانان کشیدہ	بسان قامت عاشق خمیدہ
بشکل کج نہادان سخت جانی	مثال سخت کاران کج فشانی
نہ ہلتی تھی ہلانے سے کسی کے	نہ اٹھتی تھی اٹھانیسے کسی کے

کیا شہ نے یہ دل مین عہد محکم
کہ جو توڑے کوئی یہ قوس پُرخم

کرون سیتا کی شادی اُس سے بیشک
وگرنہ یہ رہے بے عقد جبتک

کیا جب شاہ نے گھر مین یہ چرچا
ہوا آفاق مین مشہور ہر جا

یہ مژدہ سُنکے سب شاہان آفاق
ہوئے بزم طرب کے دل سی مشتاق

غرض عالم کے شاہان گرامی
جو تھے شیر افگن و شہرہ و نامی

ہر اک باحشمت و جاہ و تجمل
جنکپور مین ہوئے داخل جز و کل

فرشتے بھی بشر کی شکل بنکر
تماشے دیکھنے آئے وہان پر

جہانتک دہر مین تھے جن و شیطان
سب آئے اسجگہ بن بنکے انسان

سب آئے آزمانے اپنا مقسوم
ہوئی آنے سے اُنکے شہر مین دھوم

کیا چرچا کسی نے یہ وہان پر
فرد کش رام و لچھمن تھے جہان پر

چلے ہمراہ مرشد بس یہ سُنکر
تماشا دیکھنے دونون برادر

اُسی رستے مین تھا اک دشت پُرخار
گزر انسان کا اُس سے تھا دشوار

بہت دن سے اُسی جنگل کے اندر
پڑا تھا قدِ آدم ایک پتھر

بزیر پاے رام آیا جو وہ سنگ
ہوا مین قدم سے آدمی رنگ

ہوئی اُس سنگ سے اک جلوہ افگن
زن عصمت نہاد و پاک دامن

زمین سے اُٹھکے وہ خورشید پیکر
گری شاہ دو عالم کے قدم پر

یہ طرفہ ماجرا آیا نظر جب
گزارش رام نے مرشد سے کی تب

حقیقت اُسکی کہہ اے صاحب شان
کہ پتھر ہو گیا کس طرح انسان

کہا تب پیر نے اے رام دانا
کہون اُسکی حقیقت کا فسانہ

زنِ گوتم اہلیا نام ہے یہ | نہایت پارسا اسے رام ہے یہ
اسے اندر نے دیکھا بد نظر سے | ہوئی دلگیر یہ شوہر کے ڈر سے
خطا دیکھی جو گوتم رکھ نے برحق | ہوئے آزردہ خاطر اُس سے مطلق
اُسی دم کثرتِ قہر و غضب سے | دعا دی ہو گئی پتھر یہ تب سے
ہوئی قدمون سے تیرے اب رہائی | دوبارہ صورتِ انسان پائی
اسے خواہش ہی اب جنت کو جاؤن | قدم شوہر کے آنکھون سے لگاؤن
بحکم رام تب وہ شاہ نسوان | گئی بُستانِ جنت کو ثنا خوان
چلے آگے وہان سے رام و لچھمن | سوے شہرِ جنک پھر صید افگن
ملا آگے اُنھین اک چشمۂ پاک | کہ جسکی شرم سے گوہر ہی نمناک
یہ بہتر ہی جو اس سے آب حیوان | ہوا ظلمات مین ناچار پنہان
شہ کونین نے مرشد سے پوچھا | روان یہ کون ہے جنگل مین دریا
کہا اسکا ہے گنگا نام مشہور | سراپا آبِ شیرین سے ہے معمور
ہوہی مشہور آبِ زندگانی | حقیقت مین ہی وہ گنگا کا پانی
بزرگی اسکی کیا انسان جانے | فرشتے اسمین آتے ہین نہانے
بشر کو ہی نہانا اسمین انسب | عذابِ نار جس سے دور ہو سب
سراسر اسمین ہے آب لطافت | پئے سے دُور ہو دل کی کثافت
شرف ہی اسکو ہر دریا سے حاصل | کہ جنت ہوتی ہی گنگا سے حاصل
بزرگ اک تھا تمھارے خاندان مین | اُسے کہتے تھے بھاگیرتھ جہان مین
عبادت کر کے وہ سو رنج جان سے | زمین پر اسکو لایا وہ جنان سے

تمھارے شصت الف آبا و اجداد ہوے جنت مین داخل اس سے دلشاد
کیا جب یون بیان مرشد نے احوال ہوئے شاہ دو عالم سنکے خوشحال
بصد فرحت نہائے رام و لچھمن کیے خوش سیم و زر سے سب برہمن
نہا کر مرشد و شاہ دو عالم چلے اُس پار گنگا کے وہ خرم
بشوق آرزوے کامیابی جنکپور مین ہوئے داخل شتابی
خبر سُنکے وہان کا شاہ والا پیادہ بہر استقبال آیا
بہ آب پاک دھوئے پاے عابد کیا شادان دل دانائے عابد
نہ لایا تاب جب دیکھا رخ رام گیا دل سے قرار و صبر و آرام
ہوا نظارۂ رخ سے وہ بیہوش گرا پا لائے خاک از خود فراموش
جب آیا ہوش مین وہ شاہ والا ہوا یون حرف زن با پیر دانا
کہ یہ کس برج کے شمس و قمر ہین یہ کسکے درج کے لعل و گہر ہین
یہ ہین کس باغ کے سرو و صنوبر یہ ہین کس نیستان کے ضیغم نر
یہ ہین جان و جگر کس خاندان کے چراغ و چشم ہین کس دودمان کے
یہ کس اقلیم کے ہین شاہزادے کہ آتے ہین نظر عالی ارادے
فرشتے ہین فلک کے یا بشر ہین کہو کس شاہ کے دونون پسر ہین
کہا عابد نے ای شاہ گرامی اودھ مین ایک ہی خاقان نامی
زمانے مین ہی دسرت نام اُسکا سدا داد و دہش ہے کام اُسکا
یہ ہین فرزند اُس شاہ جہان کے یہ ہین مالک زمین و آسمان کے
یہی شاہنشہ کون و مکان ہین نگہبان دو عالم بیگمان ہین

ہوئی مشتاق دیدار کمان کے
تماشے دیکھنے آئے یہان کے

بہت شادان ہوا یہ سُنکے وہ شاہ
سوے دولتسرا لایا بصد جاہ

وہان اُس شہ کا تھا سرسبز اک باغ
دلِ رضوان پہ جسکے غم سے تھا داغ

گلون سے تھا سراپا باغ رنگین
روان ہر جا پہ جوے آب شیرین

غمِ بادِ خزان سے ہر شجر دور
سراپا میوۂ شیرین سے معمور

گلونکے ہر جگہ پر قہقہے تھے
ہر اک جا بلبلونکے چہچہے تھے

کہین خندان ہین باہم لالہ و گل
غزلخوان تھین کہین شاخون پہ بلبل

کہین سروِ صنوبر تھے ہم آغوش
مثالِ عاشق و معشوق بیہوش

کسی جا سنبل و ریحان تھے نوخیز
برنگِ زلفِ محبوبان دلاویز

صبا شادان پھرے صحنِ چمن مین
ملے صرصر کفِ افسوس بن مین

دکھا کر شاہ نے وہ باغ سارا
مقام پاک مین اُنکو اُتارا

ہوئے جب رام اور لچھمن فروکش
ہوا باغِ جنان غیرت سے روکش

ہوا جب رام کا اُس جا پہ ڈیرا
فرشتے ہر گھڑی کرتے تھے پھیرا

بہ یُمنِ پاے رام و عابدِ پیر
ہوئی ہر نخل مین طوبیٰ کی تاثیر

تشریف لیجانا رام و لچھمن کا واسطے سیر جنکپور کے

جو ہی آگاہ اسرار نہان سے
خبر دیتا ہی یون طبع روان سے

کہ شاہنشہ نے بارے دل افروز
یہ کی مرشد سے اپنے عرض اک روز

کہ اے شاہنشہِ خیل برہمن
برائے سیر ہین مشتاق لچھمن

اجازت ہو تو اکدم شہر کو جائین ‏ جنکپور کا تماشا دیکھکے آئین

رضا دی مرشد دانا نے ہنسکر ‏ شتابی جاؤ تم دونون برادر

دکھا کر اپنا روی رشک گلشن ‏ کرو چشم تمناسب کی روشن

رضا مرشد سے اپنے جبکہ پائی ‏ چلے بہر تماشا دونون بھائی

قد و گیسو بسان سرو و سنبل ‏ خط و عارض برنگ سبزہ و گل

سر والا پہ زیبا افسر زر ‏ جڑے جسمین سراپا لعل و گوہر

درخشان قشقہ صندل جبین پر ‏ چمک تھی مثل خور اسکی زمین پر

حریر و شال تا قدم سے سراپا ‏ قباے زرد و نیلی تن پہ زیبا

چلے وہ یکدگر یون شاد و خرم ‏ رہے گل جسطرح سوسن سے باہم

ہوئے آگہ اودھ کے مرد و زن ‏ کہ شہزادے اودھ کے رام و لچھمن

جنک نے جنکو کل باعز و تمکین ‏ اُتارا ہی یہان باغ رنگین

یہان آئے ہین وہ دونون برادر ‏ تماشا دیکھنے باشوکت و فر

جوان و پیر محتاج و توانگر ‏ ہوئے سب جمع بازارون مین آکر

ہزارون عورتین پاکیزہ اندام ‏ ہوئین سب جمع یکجا بر در و بام

جب آئے رام و لچھمن سوے بازار ‏ ہوی سب دیکھکر بیہوش یکبار

نہ لائی تاب روے دلربا کی ‏ تجلی تھی مگر نور خدا کی

ہوئے سب عاشق روے دلارام ‏ ہوئی قربان دل سے خاص و عام

جو دیکھا عورتون نے روی دلکش ‏ ہوئین از بسکہ دل مین خرم و خوش

لگین آپسمین کرنے گفتگو یہ ‏ کہ دونون نازنین ہین خوبرو یہ

اگرچہ جانکی ہین انکے قابل — کمان کا ٹوٹنا لیکن ہی مشکل

مگر ہان عہد اپنا شاہ ذیہوش — کرے اب گوشۂ دل سے فراموش

توشاید ہو کمانِ بخت یاور — خدنگِ آرزو پہونچے ہدف پر

کہا تب ایک نے سب ہی یہ بیجا — لکھین چھوٹا نہ جانو تم سراپا

سُنا ہین نے انھون نے دشت کی بیچ — اکیلے جاکے مارا دیو ماریچ

سمندر کو کیا ہی حل انھون نے — اُٹھایا کوہ بندھیاچل انھون نے

سُنگ و پیل سے دریا مین جسدم — ہوئی جنگ وجدل از بسکہ باہم

سمندر سے یہ پہونچے تب ہان کو — چھوڑایا جاکے پیل ناتوان کو

کمان توڑینگے بیشک کل یہ لڑکے — یہ سیتا بیاہ لیجائینگے لڑکے

غرض باہم یہ سب کرتی تھین گفتار — ئے دیدار سے مخمور و سرشار

تماشائی جنکپور دیکھکر خوب — ہوئے مسرور دل مین دونون محبوب

ہوئی جب شام تب دونون برادر — قریب پیر آئے اپنی جا پر

ہوئی شب جب کیا مُرشد نے آرام — بحکم پیر سوئے جاکے پھر رام

بہت کی رام کی لچھمن نے خدمت — ہوئی سونیکی تب اُنکو اجازت

بوقتِ صبح شاہ نیک آثار — ہوئے مرشد سے پہلے آپ بیدار

شہ ارض و سما سے پہلے لچھمن — ہوئے بیدار مثلِ مہر روشن

راجہ رامچندر و لچھمن جی کا باغ جنک مین جانا اور جانکی جی کا گرجاجی کی پوجا کے لیے آنا

چمن پیرا سے بُستانِ حقیقت — بیان کرتا ہی یون رنگین حکایت

ہنگام سحر جب عابد پاک
پرستش میں ہوا مشغول چالاک

بحکم پیر دانا رام و لچھمن
چلے لینے بہم گلہائے گلشن

چمن میں جب گئے شادان و فرحان
ہوئے سرسبز سب نخل گلستان

لب جو بوستان میں اک مکان تھا
پرستشگاہ خیل عابدان تھا

ہمایون اسمیں تھی اک صورت گور
پرستش جسکی واجب ہی بہر طور

زروئے بید تھی ام زمانہ
پرستش اسکی ہے خانہ بخانہ

زبس عہد سلف میں تھا یہ دستور
تقرر جسکی شادی ہو وہ مستور

گرامی خاندان ہو یا فروتر
کرے پہلے طواف دیر آکر

بحکم شاہ سیتا شاد و خندان
سبک رفتار آئیں سوئے بستان

وہ آئی باغ میں یون ناز پرور
نسیم آئے چمن میں جس روش پر

بیان کس سے ہو اسکا پایۂ حسن
کہ ہے عالم میں وہ سرمایۂ حسن

عروسانہ سمن رو اور گل اندام
جو تھیں ہمراز و ہمدم صبح اور شام

بنائے کام خاطر خواہ اسکے
سب آئیں باغ میں ہمراہ اسکے

کوئی زہرہ تھی کوئی مشتری تھی
کوئی تھی حور اور کوئی پری تھی

کوئی شبتو تھی کوئی یاسمن تھی
کوئی نسرین تھی کوئی نسترن تھی

کوئی گل کی طرح محو چمن تھی
کوئی بلبل صفت شیرین سخن تھی

کوئی شکل سمن تھی نازک اندام
کوئی سورج مکھی تھی کوئی گلفام

جو دیکھا روئے رنگین پیرہن کو
حجاب آیا عروسان چمن کو

زبس ہر نازنین تھی غیرت گل
دل لالہ نے کھایا شرم سے گل

جو دیکھے اُنکے گیسو پیچ در پیچ
کہا سنبل نے اب ہی زندگی ہیچ

جو دیکھا نرگس شہلا نے گستاخ
چھپی غیرت سے زیر پردۂ شاخ

قد و قامت جو دیکھے سحر ایجاد
قیامت آگئی بالائے شمشاد

مرصع سر بسر سونے کے گہنے
تنِ نازک پہ سب خوبی سے پہنے

ہر اک کے راگ مین طرزِ شہانہ
بہ رنگِ بلبلِ شیرین ترانہ

ہوئین داخل چمن مین بادلِ شاد
ہوئے روکش چمن مین سرو و شمشاد

خرامان صورتِ کبک سبک سیر
گئی سیتا بصد فرحت سوے دیر

خواص اک خوبرو ہمراہ سیتا
گئی سوے چمن بہر تماشا

نظر آئے وہان پر رام و لچھمن
بشکل آفتاب و ماہ روشن

جو دیکھے باغ مین وہ سرو شمشاد
شتابان سوے سیتا آئی دلشاد

کہا سیتا سے آکر اُسنے شادان
کہ ای سردار خیل پاک نسوان

خرامان ہین عجب دو سرو شمشاد
خیابانِ چمن مین بادلِ شاد

خدا جانے ملک ہین یا بشر ہین
بظاہر صورتِ شمس و قمر ہین

ہوا سیتا پہ جب یہ آشکارا
ہوئی سو دل سی مشتاقِ نظارہ

زبس وہ ہمنشین تھی شوخ و گستاخ
دکھائی دونون گل در پردۂ شاخ

نظر آئے جو رشکِ گل وہ رخسار
ہوئی مانند بلبل عاشقِ زار

جو دیکھے اُسنے روے شوخ و طنّاز
تو آنکھین شکل نرگس رہ گئین باز

نظر آئے جو قد بے ساختہ وہ
ہوئی قمری صفت دل باختہ وہ

ہوئی سیتا جو روے رام سے شاد
نہ کی جنبش وہان سے شکل شمشاد

ادھر سے رام نے سیتا کو دیکھا ہوئے سو جان و دل سے اسپہ شیدا
جو گل تھے ہوگئے مانند بلبل جو بلبل تھے ہوئے وہ صورت گل
ہوئے سیتا خود اور سیتا ہوئی رام ہوئے اسدن سے سیتا رام سرنام
کرے ورد زبان جو کوئی یہ نام گلستان جہان مین پائے آرام
نجات ہر بشر اس نام سے ہے کہ آخر کام سیتا رام سے ہے
عبادت کا نہین ہی آجکل کام فقط کافی ہی سیتا رام کا نام
مقام نام کر تو دل کا گوشہ کہ راہ آخرت کا ہے یہ توشہ
وہی خوش ہی کہ جسنے نام جانا غضب ہی اسطرف ناکام جانا
شہ کونین سے لچھمن نے پوچھا کہ ای نور چراغ و چشم دنیا
یہ کس خسرو کی دخت نازنین ہے کہ ثانی جسکا عالم مین نہین ہے
کہا ایجان مجکو یہ گمان ہے مری یہ نازنین آرام جان ہے
کہ جسکا عقد ایجان برادر کمان کے توڑنے پر ہے مقرر
ہوئے لچھمن یہ سنکر شادمان تر چلے شاہ دو عالم پھول لیکر
ادھر چلنا ہوا سیتا کا دشوار پھر آئی دیر مین با خاطر زار
جبین رکھدی زمین آستان پر ہوئی دلسے ثنا خوان یون بانیر
کہ ای ام زمانہ رشک خورشید فرشتون نے نہین جانا ترا بھید
سنایا بید نے آغاز تیرا نجانا شاستر نے راز تیرا
تری اوصاف باہر ہین بیان سے فزون ہی مرتبہ وہم و گمان سے
تری ظاہر ہین سب کشف و کمالات پرستش تیری واجب ہی دن و رات

تو ہی سب خلق کی مقصد روا ہے / ہر اک کا تجھسے حاصل مدعا ہے
مرا مطلب ہے روشن تجھپہ سارا / کیا مین نے منہ اس سے آشکارا
یہ کہکر جانکی بار دے انور / گری اُم دو عالم کے قدم پر
بہت شادان ہوئی سُنکر یہ گرجا / ہوئی ہنسکر لبِ شیرین سے گویا
کہ ای سرمایۂ فخر و سعادت / شرف مجکو ہوا تیری بدولت
دعا ہی صدق دل سے اب یہ میری / کہ بر آئے تمنّا دل کی تیری
محاصل ہو تجھے میری دعا سے / برِ شیرین نہالِ مدعا سے
غم و رنج جدائی ہو فراموش / نگار مقصدِ دل ہو ہم آغوش
یہ مژدہ سُنکے سیتا نیک فرجام / سوی دولتسرا آئی سُبک گام
ادھر آئے شہنشاہ دو عالم / بہ پیش پیر دانا شاد و خرّم
دیئے بہر پرستش پھُول لاکر / شگفتہ رو ہوا مثلِ گلِ تر
دعا دی دست و پا مین زور بل ہو / عروسِ کامرانی ہم بغل ہو
خوشی سے الغرض گذرا وہ دن سب / ہوا روے جہان پر سایۂ شب

تشریف لانا مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کا دھنک جگ مین اور جمع ہونا سب راجونکا اور ٹوٹنا کمان کا راجہ رامچندر کی ہاتھ سے

ہوا جب مطلعِ خورشید روشن / گلستانِ جہان مین جلوہ افگن
ہوا مشرق سے ظاہر عارض حور / رُخِ عالم پہ چمکا پرتو نور
اُڑا زاغِ سیاہ شب جہان سے / ہمائے روز نکلا آسمان سے

اهلیا تارن اور دهنس جگ

ہوئی قوسِ ہلالِ شب شکستہ
عروسِ صبح نکلی دست بستہ

فلک پر شاہدِ خورشید آیا
دُرِ شبنم کا زیبا ہار لایا

ہوا بیدار شاہِ بخت بیدار
شہنشاہِ جنکپور نیک کردار

شہِ روشن جبین و ماہ سیما
ہوا تختِ شہی پر جلوہ فرما

کہا بزمِ شہان آراستہ ہو
مکانِ خسروی پیراستہ ہو

شہنشہ آج ہون سب رونق افروز
کہ ساعت احسن و فرخ ہی امروز

بحکمِ شاہ تب باشان و شوکت
ہوئے مصروف سب ارکانِ دولت

ہزارون زود کار و تیز فراش
ہوئے حاضر ادب سے شاد و بشاش

ہزارون خیمۂ سنجاب و قاقم
کہ عقلِ چرخ اطلس جنمین ہو گم

کیے آراستہ میدان مین ہر جا
قرینے سے بآئین مصفا

ہزارون شامیانے پرنیانی
کبودی ارغوانی زعفرانی

کیے آراستہ درجے بدرجے
صفائی سے ہر اک خیمہ کی آگے

بچھایا اُسمین فرشِ شال و دیبا
جو تھا اُس خیمۂ رنگین کو زیبا

مرصع سیکڑون سونیکے دنگل
دُر و یاقوت و نیلم سے مکلل

بچھے زرین ہزارون تخت و کرسی
کہ ترسین بیٹھنے کو جسپہ قدسی

ہوا آراستہ جب سب یہ سامان
ہوا خوش دیکھکر یون شاہ دوران

جنکپور مین جو وارد تھی شہنشاہ
کیا سبکو شہ نزہت نے آگاہ

دفورِ شوق سے بے صبر و طاقت
شتابان آئے سوی بزمِ عشرت

ہر اک کو شاہ باتعظیم لایا
بعزت کرسئ زر پر بٹھایا

رعایا شہر کی بہر تماشا ہوئی دربار شہ مین جمع ہرجا

بٹھایا شہ نے باتکریم سبکو مناسب کی جگہ تقسیم سب کو

بلطف شاہ کم کوئی نہین تھا جو ادنےٰ تھا وہان کرسی نشین تھا

ہوئی بس دھوم آئے رام و لچھمن اودھ کے شاہزادے صید افگن

وہ شاہو نمین نظر اسطرح آئے ستارو نمین قمر جس طرح آئے

ہنون کس طرح شاہو نمین مفخر کہ وہ ذرّے تھے یہ خورشید انور

جو تھے مغرور اہل تاج و شمشیر نظر آئے اُنھین بہ صورت شیر

وہان جو دیوتھے آدم کیصورت نظر آئی اُنھین شکل قیامت

جو تھے روشنضمیر و عابد حق نظر آئے اُنھین معبود مطلق

غرض جسطرح کا جسکو گمان تھا اسی صورت سے سب اسکو عیان تھا

جب آئے فرش پر وہ صاحب عرش ہوا خود عرش آکر اس جگہ فرش

ادب سے ہاتھ جوڑے شاہ آیا بصد تعظیم و استقبال لایا

بہ تخت زر میان حلقۂ بزم ہوئے رونق فزا وہ صاحب عزم

سریر زر پہ تھی یون جلوہ افگن فلک پر مہر و مہ جس طرح روشن

ہوئی یون جلوہ گر وہ انجمن مین گل و لالہ ہون جس صورت چمن مین

غرض بزم شہ عالم کو الحق ہوئی خاک قدم سے اُنکے رونق

ہوئی جب جمع سب شاہان عالم پریزاد و ملائک جن و آدم

اُٹھا اُسدم شہنشاہ جنکپور کمان کے پاس آیا شاد و مسرور

اشارے سے سلاطین جہان کو ہلال آسا دکھایا اُس کمان کو

کہا سب سے جو توڑی یہ کمان آج / شہنشہ ہو غنی ہو یا کہ محتاج
کرون سیتا سے بیشک عقد اُسکا / بجا نو تم مرا اقرار جھوٹا
اُٹھے بیتاب سب یہ سُنکے گفتار / جو تیر انداز تھے نامی کماندار
جدا گانہ کیا ہر شاہ نے زور / کمان پر دست بازو سے بصد شور
نہ جنبش کی کمان نے پر زمین سے / نہ سر کی اک سر مودہ کہین سے
ہر اک نے گرچہ کی کثرت سے ورزش / کمان نے کی زمین سے پر نہ جنبش
چڑھا کر آستین کسکر کمربند / کیا سو سو طرح سے زور ہر چند
تھا مانند کوہ اُسکو تزلزل / مگر بیخ زمین سے تھا تسلسل
کیے شاہون نے یکدیگر جو حملے / گرے روے زمین پر سر سے شملے
نہ اُٹھی کج نہادون سے کمان جب / ہوئے غم سے خمیدہ بیگمان سب
جو تھے برگشتہ ایام و نگون بخت / نظر آئی کمان اُنکو بہت سخت
نہ آئے تیرہ عقلی سے مگر باز / سبھون نے ملکے آپسمین کیا ساز
اُٹھائین یکدگر توڑین کمان کو / غضب ہی اسطرح چھوڑین کمان کو
شہنشہ دس ہزار اکبار باہم / کمان پر سب ہوئے شکل کمان خم
وے از بس جو وہ ثابت قدم تھی / کسی کے دست بازو سے نہ سر کی
گرے غش کھاکے سب روے زمین پر / کہین افسر گرا کلغی کہین پر
اُٹھانیکی انھین قدرت کہان تھی / کہ وہ دست سداشیو کی کمان تھی
جو تھے دانا سے راز و سن رسیدہ / ہوئے وہ اس ارادہ سے کشیدہ
بسان راستان از خود فراموش / الگ بیٹھے رہے گوشہ مین خاموش

ہوا راون غم غیرت سے دلگیر / گریزان سوے لنکا صورت تیر

ہوا یہ دیکھکر شہ سخت مایوس / کیا ازبسکہ دلمین بیحد افسوس

عتابانہ کہا مسند سے اُٹھکر / کہ بیجا ہے تمھارا شوکت و فر

عبث نازان ہو اپنے زور بل پر / کمر باندھی ہے کیا جنگ و جدل پر

نہو گر تاب و طاقت ہو روانہ / نہو تیر حماقت کا نشانہ

پڑا غیرت کا جب مُنھ پر طمانچہ / ہوئے سب سرنگون شکل کمانچہ

نہ لائے تاب لچھمن سُنکے یہ غُل / ہوا غصے سے چہرہ صورت گل

ہوئی ازبسکہ دلکو پیچ و تابی / کہا شاہ دو عالم سے شتابی

جو تیرا حکم ای ذی جاہ پاؤن / کمان کو نوک ناخن پر چڑھاؤن

کرون روے زمین سے چرخ پر جست / تماشا سبکو دکھلاؤن سر دست

ابھی پھینکون اُسے قوس قزح پر / کرون دھنوے کے سو ٹکڑے برابر

دل دانا پہ سب تیرے عیان ہے / کہ سر پر میرے بار دو جہان ہے

یہ زور و بل ہے سب تیری بدولت / کمان کہنہ کی کیا ہی حقیقت

عتابانہ کہا لچھمن نے یہ جب / پڑا جسم زمین مین زلزلہ تب

ہوئی خوش جانکی نادم ہوا شاہ / ہوئے شرمندہ سب شاہان ذیجاہ

ہوئے خوش دلمین شاہ عالم آرا / کیا لچھمن کو ابرو سے اشارا

رہ شفقت سے پہلو مین بٹھایا / گلے سے اپنے خوش ہو کر لگایا

کہا مرشد نے ای شاہ دو عالم / کمان تم اُسکے توڑو شاد و خرم

جنک کو خوش کرو سیتا کو دلشاد / جنکپور کو کرو قدمون سے آباد

بحکم مرشد دانا سے عالم ‏ دلیرانہ اٹھا دارائے عالم

چلا یون انجمن مین شاہ وخرم ‏ نیستان مین چلے جسطرح ضیغم

کمان تھی کوہ سی افزون گرانبار ‏ کشیدہ دل تھی اس سے سب کماندار

جو رکھا دست قدرت اسکے اوپر ‏ ہوئی وہ شاخ گل سی بھی سبکتر

کف نازک سی شاہ انس و جان نے ‏ اٹھایا جب کہا زہ آسمان نے

کیے دو ٹکڑے اس رنگین کمان کے ‏ ہوئے سب سرنگون سرور وہان کے

گری ٹکڑی کمان کے خاک پر جب ‏ زمین و چرخ انجم ہل گئے سب

طیور و مور و ماہی دود و دام ‏ جو دشت و بحر مین کرتے تھے آرام

کمان کے ٹوٹنے کا جب ہوا غل ‏ اٹھے بیتاب و حیران سب جز و کل

ہوئے چارون طرف وہ سب گریزان ‏ کوئی ترسان کوئی افتان و خیزان

جہانتک تھے وہ شاہان جوانمرد ‏ خجالت سے ہوا ہر اک کا منھ زرد

ہوئی دلشاد سیتا خوش ہوا شاہ ‏ ہوئے دلگیر سب شاہان ذیجاہ

تماشائی ہوی سب شاد و خرم ‏ ہوئین سیتا کی خوش ہمراز و ہمدم

عروسانہ لباس سرخ پرزر ‏ مرصع لعل و گوہر سے وہ زیور

ستارے منہ پہ قربان ہون سراسر ‏ کیے آراستہ سیتا کے تن پر

ہر اک باشادمانی نغمہ پرداز ‏ میان عندلیبان خوش آواز

وہ لائین جانکی کو انجمن مین ‏ بہار جاودان آئی چمن مین

معطر تازہ اک پھولون کا مالا ‏ گلے مین رام کے سیتا نے ڈالا

میان بزم پہنایا حیا سے ‏ ہوئے خوش رام روے مہ لقا سے

ملائک خوش ہوئے اور شادمان سب
ہوئے اوجِ فلک سے گلفشان سب

مغنّی مطربانِ نغمہ پرواز
نواسنجانِ شیرین سب فسونساز

کہ جنکی دھوم تھی چرخِ کہن مین
بحکمِ شاہ آئے انجمن مین

باہنگِ طرب شادان و فرحان
ہوئے مانند بلبل سب غزلخوان

شہنشاہون نے دیکھا جب یہ سامان
ہوئے غیرت سے دل مین سب پشیمان

نہ آیا خوش اُنھین یہ تاج و اورنگ
لگے کرنے فغان سب صورتِ چنگ

جلاجل کی طرح با حیرت و غم
لگے ملنے کفِ افسوس باہم

جو ایسا رنگ دیکھا دشمنون نے
مچایا شور و غل باہم سبھون نے

جو تھے دو چار سرکش مثلِ طنبورہ
لگے کرنے وہ آپس مین یہ مذکور

کمان کا ٹوٹنا آسان تھا لیکن
نہین سیتا کا بیجانا ہے ممکن

کیا شاہون نے غل جب انجمن مین
کھلا اک اور ہی گل اُس چمن مین

پرسرام کا صحرا سے آنا مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کے درمیان تکرار ہوکر رفع ہوجانا

اسی اطراف مین تھا ایک صحرا
شگفتہ سبز شاداب و مطہرا

پرستش اُسمین کرتے تھے پرسرام
عبادت سے اُنھین ہر وقت تھا کام

برہمن زادہ و اہلِ کرامت
عیان چہرے سے سب کشفِ عبادت

بظاہر گرچہ تھے انسانکی صورت
وے نورِ خدا تھے درحقیقت

عیان رخ سے جلالِ قدرتِ خاص
کہ تھا نورِ جمالِ قدرتِ خاص

برنگِ گل حسین خاشاک مین تھا
وہ نورِ پاک جسمِ خاک مین تھا

کمانکے ٹوٹنے کا حال سارا ہوا خاطر پہ اُسکے آشکارا

ہوا بیتاب غصّے سی وہ ذیشان سوے بزم کمان آیا خروشان

نکلکر دشت سی خلقت مین آیا جو تھا وحدت مین وہ کثرت مین آیا

بشکل شیر آیا جب وہ غرّان ہوئے سب کے دلون سے ہوش پرّان

ہوئے سب صورت روبہ ہراسان شغال آسا ہوے گوشونمین پنہان

تبر چمکا جو اُس کا انجمن مین گری برق غضب گویا چمن مین

کہا شاہان عالم سے غضبناک کمان توڑی ہو جسنے شوخ بیباک

جُدا گانہ نکل آئے وہ صف سے کرونگا قتل ورنہ اک طرف سے

شہنشہ تھے جو سب دہشت سے بیہوش رہے وہ صورت تصویر خاموش

برہمن نے غضب سے تب ہمہ تن بسوے شاہ دیکھا شکل دشمن

کہا اے حاکم شہر جنک پور رہ عقل و خرد سے تو ہوا دور

کمان مرشد کی میرے کسنے توڑی یہ آفت تیرے سر پر کسنے جوڑی

شتابی تو اُسے مجکو بتا دے مجھے اُس کج ادا کا منھ دکھا دے

رہا غافل کمان کی تو خبر سے مگر واقف نہ تھا میرے تبر سے

جو دیکھا سخت آفت ہے جنک پر ملے دلشاد بسوامتر اُٹھکر

ہوئے پابوس آ کر لچھمن و رام ہوئے دیدار سے شادان پرسرام

شہ کونین تب شادان و فرحان ہوی شیرین زبانسے شکر افشان

کہا ای فخر برہمن عابد پاک تو ہے کسواسطے اتنا غضبناک

کمان توڑی ہی مین نے چار و ناچار جو چاہی کر یہ حاضر ہی گنہگار

شہنشاہ جنکیو بیخطا ہے / ستانا بے گنہ کا ناروا ہے

نہین شاہو نکی ہی کچھ اسمین تقصیر / مین ہون مجرم مجھی واجب ہی تعزیر

نہین توڑا ہی مین نے سرکشی سے / کمان چھوتی ہی ٹوٹی کہنگی سے

ہوی خاموش اتنا کہکے جب رام / زبانِ تلخ سے بولے پرسرام

کمان توڑی ہی جسنے ای کماندار / وہ ہی تیرِ عقوبت کا سزاوار

مین اُس بدکیش کو بی توشہ و برگ / کرونگا اب اسیرِ حلقۂ مرگ

سُنی لچھمن نے جب اُنکی یہ تقریر / دلیرانہ کہا اسے عابد پیر

کمان یہ تھی بہت دن کی پُرانی / زبس تھا اسکو ضعف و ناتوانی

ہوئی تھی خم زبس کاہیدگی سی / جُدا تھے بند سب بوسیدگی سے

تنِ لاغر سے اُسکے ای نکوکار / برنگ رودہ تھی ہر رگ نمودار

نہو تم ٹوٹنے سی اُسکے ناشاد / ہوئی اب حلقۂ غم سے یہ آزاد

یہ سُنکر برہمن نے کی یہ گفتار / کہ ای کج باطن و ناراستی کار

ادب سے روبرو مرشد کی کہ بات / نہین زیبا ہی گستاخانہ ہر بات

برادر کا نہین تجھکو ادب ہے / یہ گستاخی ترے حقمین غضب ہے

نہین واقف ہی میرے زور و بل سے / کہ دشمن چھتری کا ہون ازل سے

تبر ہو جسطرف میرا شرربار / قیامت اُسجگہ پر ہو نمودار

تو ہی کج فہم از بس شوخ و نادان / روا ہی گوشمالی تیری اس آن

کہا لچھمن نے اسے فخر برہمن / ترا احوال ہی عالم مین روشن

تری شایستگی ظاہر ہی سب پر / کہ اپنی قتل کی بیوجہ مادر

ڈراتا ہے مجھے تو کیا تبر سے ۔۔۔ حذر کر میرے تیر تیز پر سے
خبر رکھتے ہین تیرے زور سے ہم ۔۔۔ نہین ہی کوہ کو کچھ کاہ سے غم
جو کی یہ گفتگو لچھمن نے بیباک ۔۔۔ ہوا آتش غضب سے عابد پاک
ہوا غصے سے لرزان صورت برق ۔۔۔ ہوا افروختہ وہ پا سے تا فرق
ہوا از بسکہ بسوامتر سے گرم ۔۔۔ کہا یہ بے ادب ہی سخت بے شرم
تم ایسا جسکا مرشد رہنما ہو ۔۔۔ وہ راہ عقل سے نا آشنا ہو
عجب ہی کبک کی صحبت مین ہو زاغ ۔۔۔ رہے پھر تیرہ باطن در سیہ داغ
تعجب ہے کہ صیقل گر ہو چالاک ۔۔۔ نہو آئینہ اپنے زنگ سے پاک
مجھے حیرت ہے اے فخر برہمن ۔۔۔ نہو سونا ملے پارس سے آہن
کیا ہے تمنے کیسا اسکو تعلیم ۔۔۔ بزرگون کی نہین کرتا ہے تعظیم
غضب ہی یہ شریر و شوخ لڑکا ۔۔۔ نہین ہی اسکو اپنے جی کا دھڑکا
امان دی مین نے اس لڑکے کو ہر چند ۔۔۔ کیا لیکن قضا نے اسکو پابند
تبر برق تپان سے ہے مرا تیز ۔۔۔ سر افشان خونفشان خونخوار و خونریز
عدو کش شیر در لشکر شکن ہے ۔۔۔ سر افگن جانستان دشمن فگن ہے
عیان ہین اسکے جانبازونپہ جوہر ۔۔۔ برائے دشمنان ہے شکل اژدر
اسے دہشت نہین میرے تبر سے ۔۔۔ مگر عاجز ہے یہ جان و جگر سے
اب اسکا سر ہے اور میرا تبر ہے ۔۔۔ نہین میری خبر اسے نامور ہے
تمھارا پاس بسوامتر ہے سب ۔۔۔ اجل نے ورنہ گھیرا ہے اسے اب
اگر ہے پاس میرا تم کو منظور ۔۔۔ کرو میری نظر سے تم اسے دور

کہا لچھمن نے پھر اے دانش آرا — تمھارا زور ہے سب آشکارا
دلاور جنگ مین کرتے ہین جو کام — نہین کہتے ہین اپنے منہ سے وہ کام
نہ برسا وہ کیا جس ابر نے شور — لڑیگا کیا کریگا جو بیان زور
نہین لازم ہے اب تقریر کو طول — رہِ شفقت سے کیجے عرض مقبول
نہو رنج کمان سے دل شکستہ — کہ وا ہوتے ہین کارِ دست بستہ
ہوئی بیتاب یہ سنکر پرسرام — بچشمِ قہر دیکھا جانبِ رام
کہا غصہ سے ای سرمایۂ شر — زبس نافہم ہے تیرا برادر
نہین ڈرتا ہے یہ میرے غضب سے — نہین کرتا ہے یہ باتین ادب سے
جو چاہے گھر کو جانا آبرو سے — ہٹا دے اسکو میرے روبرو سے
دگرنہ اب یہان دونون برادر — نہوگے تم تبر سے میرے جانبر
شہ کونین نے کی اُس سے یہ بات — خطا لچھمن کی مجھپر قہر ہیہات
مثل سچ ہے زمانے مین یہ مشہور — مہِ رنج سے رہے راس و ذنب دور
نہو اندوہگین تم از رہِ خشم — جو فرماؤ بجا لاؤن سر و چشم
جو ہو لچھمن کی شوخی ای خطا پوش — رہِ شفقت سے کر اُسکو فراموش
کہ خردون سے سدا سرزد خطا ہے — بزرگون سے وسے چشم عطا ہے
برہمن آپ ہین اور برہمچاری — ہمین واجب ہے پابوسی تمھاری
روا ہے سب کو آداب برہمن — فزون ہے سب سے القابِ برہمن
برہمن ہے جہانمین راست گفتار — برہمن ہے پرستش کے سزاوار
بجا لاؤن تمھاری جو رضا ہو — کہ جسمین آتش کین منطفے ہو

شہ کونین نے با عابد پیر ‏ ‏ لب شیرین سے جبدم کی یہ تقریر

جو تھا فولاد سان دل وہ ہوا نرم ‏ ‏ ترحم سے ہوئی سرد آتش گرم

کمان دی اپنی شاہ دو جہان کو ‏ ‏ کہا کھینچو اگر تم اس کمان کو

بر دن دل سے مراد وہم و گمان ہو ‏ ‏ تمھارے نام سے مجھکو نشان ہو

کمان لی رام نے عابد سے جبدم ‏ ‏ ہوا گوشہ کمان کا خود بخود خم

ہوئی خود صورت ابرو کشیدہ ‏ ‏ ہوا ہوش دل عابد رمیدہ

ہوئیں وا چشم دل شکل ستارہ ‏ ‏ کیا عابد نے قدرت کا نظارہ

ہوئے سو جان و دل سے عاشق رام ‏ ‏ بہت شادان ہوئے رخصت پرسرام

شہ کونین سے کی عذر خواہی ‏ ‏ جنکپور سے ہوئے جنگل کو راہی

ہوا شاہ جنکپور شاد و خرم ‏ ‏ خوشی سے پھر ہوئے ہمدوش باہم

ہوئی با توسے شہ کو شادمانی ‏ ‏ ملا سیتا کو نقد کامرانی

شہنشہ سب بدر دو رنج و آلام ‏ ‏ جنکپور سے گئے محروم و ناکام

بصد عیش و طرب بادو سے روشن ‏ ‏ میان باغ آئے رام و لچھمن

نامہ لکھنا راجہ جنک کا راجہ دسرت کو مشعر الفاسے شرط شکستگی کمان اور مشعر تقرری شادی مسرت عنوان

خوشی سے آج مثل پردۂ ساز ‏ ‏ قلم ہے ہر قدم پر نغمہ پرداز

نظیر مطربان رقصان ہے ہر گام ‏ ‏ کہ لکھتا ہے بیان شادی رام

ہوا شاہ جنکپور جبکہ دل شاد ‏ ‏ کیا تب خانسامان سے یہ ارشاد

مہیا سب کرو شادیکا سامان — کہ ہو بروقت مشکل تمکو آسان
محبت سے بنوک خامۂ شوق — شہ دسرت کو لکھا نامۂ شوق
کہ ای سرتاج شاہان زمانہ — نگہبان جہان جان زمانہ
تری شمشیر ہے برق درخشان — کہ جسکی ضرب سے عالم ہی حیران
تو ہی شاہان عالم سے زبردست — تری ہمت کی آگے چرخ ہے پست
تری ہمت نہین نیسان سے کم ہے — ہمیشہ زیر دستون پر کرم ہی
ترا ہی فیض عام ای شاہ والا — ہوئے ادنے تری بخشش سے اعلے
جہان روشن ہی تیری دم سے سارا — کہ ہے تو آفتاب عالم آرا
وزیرون سے تری کمتر ہین سب شاہ — تو ہی انجم مین روشن صورت ماہ
ہزارون سرکش و صدہا دلاور — ہوئے بزم کمان مین جمع آکر
ہوئے بیہودہ جانبازی سے دلتنگ — ہوئے فرسودہ سب کے ناخن چنگ
تری فرزند عالم رام و لچھمن — جنکپور مین ہوئے جب جلوہ افگن
کمان توڑی انھون نے شادمان تر — کیا لشکر شہنشاہون کا ابتر
زبس تھی دلکو میرے ناامیدی — مجھے بخشی جہان مین روسپیدی
ترے قدمونکی ہی اب انتظاری — دل مشتاق کو ہے بیقراری
رہ شفقت سی کر ای شاہ ممتاز — مجھے اپنی غلامی مین سرافراز
شرف ہوگا مجھے تیری بدولت — کہ ہو نکین کم قماش و کم بضاعت
برات آئے تو خوش ہون مرد و زن — و لے ہو خانۂ امید روشن
یہ لیکر نامۂ شاہ زمانہ — ہوا سوے اودھ قاصد روانہ

ہوا اسے بھی ہوا وہ تیز رو تر — ہوا نامہ اُسے سرخاب کا پر
شُبکرو قاصدِ فرخندہ پیغام — اودھ مین جب ہوا داخل سر شام
ہوا حاضر ادب سے بر درِ شاہ — کیا دربان نے جا کر شہ کو آگاہ
بعد شفقت شہنشہ نے بُلایا — ادب سے وہ بہ پیش شاہ آیا
کیا آگاہ سب نام و نسب سے — دیا نامہ شہنشہ کو ادب سے
کیا مضمون خط جب شاہ نے گوش — ہوا فرطِ خوشی سے خود فراموش
خبر شادی کی سُنکر خوش ہوا شاہ — کیا مضمون خط سے سبکو آگاہ
ہوئے دلشاد سُنکر خاص اور عام — دیا شہ نے بہت قاصد کو انعام
بشسٹ پیر دانا کو بُلایا — جنک کی خط کا مضمون سب سُنایا
بشسٹ از بس ہوئے یہ سُنکے شادان — مبارکباد ہوا سے شاہ دوران
ترے فرزند ہین چارون جوان بخت — نہین تجھسا کوئی ہی صاحب تخت
مبارک روز ہین فرخ ہین ایام — کرو اب شادمانی کا سرانجام

راجہ دسرت کا مع سامان برات کے جنکپور مین راجہ جنک کے مکان پر آنا اور چارون بیٹونکا بخوشی تمام بیاہ کرا کے اودھ مین لیجانا

نوا سنج مضامینِ دلاویز — نئے خامہ سے یون ہی نغمہ انگیز
کہ سترہن اور بھرت دونون برادر — بحکم بادشہ دلشاد خوشتر
جو تھے مصروفِ کاروبار شادی — کیا سب انتظامِ کار شادی
کیا سامان سب شادی کا تیار — جو تھے شاہانِ عالم کو سزاوار

جہاں تک تھے جہاں مین خاص و عام
سبھوں کو دی نوید شادی رام

ہر اک طرف کی شاہان ذی جاہ
سب آئے فوج و لشکر لیکے ہمراہ

ادھر مین آئے سب عیش و طرب سے
تواضع شہ نے کی سب کی ادب سے

جلوس بادشاہی تھا جو واجب
نشان و نوبت و ماہی مراتب

ہوی سب آکے حاضر اسپ و رفیل
کہ تھے مانند رعد اور کوہ تمثیل

بحکم شہ ہوئی نوبت روانہ
لگا بجنے ہر اک جا شادیانہ

کہین شہنائی بجنے کا ہوا شور
کہین قرنا کی تھا آواز کا زور

رباب و ارغنون رود و دف و چنگ
جلاجل خنجری طنبور و مردنگ

سرود و مندل و عود و چغانہ
کہین بربط کا تھا شیرین ترانہ

ہزارون طرحکے باجے تھے بجتے
کہ جو قانون شاہی کو روا تھے

ہوئی جسوقت آرایش روانہ
تماشا دیکھنے آیا زمانہ

رقم ہو کس سے آرایش کی تعداد
شمار عقل و دانش سے تھی آزاد

ہزارون تھے کنول کے تخت پہلے
جڑاؤ اور سنہرے اور روپہلے

ہزارون تخت چاندی کی تھی معقول
سراپا جسمین تھے منقش کے پھول

جڑاؤ تھے ہزارون تخت زر کے
کہ خوشے جسمین تھے لعل و گہر کے

وہ آرایش کہ زرین تھی سراپا
ادھر سے تا بہ نزہت اک پرا تھا

شمار فوج و لشکر حد سے باہر
روان ہو جسطرح ابر سیہ تر

بہت با زیب و زینت پیل و اسپ
ملے ہر ایک کو دلخواہ و دلچسپ

چڑھے انپر براتی شاد و خرم
چلے سوے جنکپور مل کے باہم

بھرت اور ستر ہن دلشادمان تر — ہوئے اسوار گھوڑون پر برابر
عجائب اسپ تھے طرفہ تھے اسوار — صبا کیطرح تھے اڑتے پہ طیار
بشسٹ پیر خاقانِ جہاندار — ہوئے زرین رتھون پر دونون اسوار
شہ آفاق کی دوان کس سے تمثیل — جلومین تھے ہزارون صاحبِ فیل
چلی یون شاہ دسرت کی سواری — روان جسطرح سے بادِ بہاری
بجا ڈنکا پڑا سب شہر مین غل — تماشا دیکھنے آئے جزو کل
ہوئی اسطرح سے رستے مین کثرت — گزرنا ہوگیا نظرون مین دقت
جو تھا شورِ سپاہ و نغمۂ و ساز — نہ سنتا تھا کسی کی کوئی آواز
تماشائی ہوئے ہرچند پویان — رہے آغاز اور انجام جویان
شہنشاہِ جہان نے لعل و گوہر — لٹائے اسقدر رستے مین اکثر
تماشائی جو تھے از غرب تا شرق — جواہر مین ہوئے سرتا قدم غرق
ہوئے گوہر کشی سے سب گرانبار — جواہر ہوگیا رستے مین انبار
برات آئی جنکپور مین پڑی دھوم — ہوا خوش سنکے شاہِ نیک مقسوم
شتابی اپنے سب خویش و برادر — بلا کر باستانندِ خرد ور
پیادے بہر استقبال پہونچے — مزین تھی وہ سب لعل و گہر سے
ملے آکر ادب سے رام و لچھمن — کیا چشمِ پدر کو اپنے روشن
دعا دیکر بلا پھر عابد پیر — شہنشہ نے بہت کی اسکی توقیر
پری پیکر صبا رفتار دو اسپ — منگائے شاہ نے دلخواہ و دلچسپ
ہوئے اسوار انپر رام و لچھمن — چڑھا سونیکے رتھ پر وہ برہمن

ہوئے روشن جو ہر اک تنج شاخے
لگے چار و طرف چھٹنے پٹاخے

دور و یہ تھے چراغ اور شمع روشن
نظر آتا تھا کوسون دشت گلشن

ہر اک سو مشعلین تھین شعلہ افشان
کہ تھا صحن زمین رشک گلستان

زمین پر روشنی کی وہ لپک تھی
کہ ذرون مین ستارونکی چمک تھی

زمین پر نور کا جلوہ عیان تھا
فلک کا منہ خجالت سے دھوان تھا

ہوا کثرت سے جب یون جلوۂ نور
چراغستان ہوا شہر جنکپور

کرون کیا ذکر آتشبازی تیز
کہ ہے شاخ قلم مہتاب گلریز

ہوئی نوک زبان خامہ روشن
ہوا کاغذ گل افشانی سے گلشن

شب مہتاب مین مہتاب کا نور
زمین سے تا فلک نورٌ علے نور

عجب مہتاب و طرفہ روشنی تھی
عجب شب تھی عجائب چاندنی تھی

انارون کے کسی جا قہقہے تھے
کسی جا چرخیون کے چہچہے تھے

دھوئین مین چرخیونکی یون لپک تھی
یہ بادل مین بجلی کی چمک تھی

ستارونکی جو چھوٹے گنج پر گنج
ہوا چرخ برین کو دیکھکر رنج

بنے طاؤس جلکر لعل تمثال
ہوئی سرخاب کی رنگت پر و بال

براتی سب غرض شادان و فرحان
گئے دروازۂ شہ پر خرامان

کیا دسرت کا استقبال شہ نے
کیا خورشید کو مہمان مہ نے

بلا کر بید خوان از روے تقویم
ادا کی شہ نے دروازے کی ترسیم

دل شادان سے دسرت نے وہانپر
لٹائے حد سے افزون لعل و گوہر

نصب تھے خیمۂ رنگین جہان پر
اُتارا شاہ دسرت کو وہان پر

ہوا ہر سُو سرود و رقص آغاز
ہر اک سُو مطربان شوخ و طناز
کوئی گاتا تھا ٹپہ اور ٹھمری
سرود و چنگ تھے باہم جو دمساز
ہوا عاشق صدا سے نے پہ آفاق
کوئی تھا ارغنون کے ساز پر خوش
چلے ہر سُو جو تیر نغمۂ ورود
غرض اس طرح سے ہر صف مین تھا رنگ
شہ عالم نے قانونِ کرم سے
ہوئے سب حاضرانِ بزم شادان
مغنی خوب گائے تال و سُر سے
شہ متھلا نگر نے با لطافت
ہزارون طرح کے میوے تر و خشک
ہزارون طرح کی شیرینی و قند
بیان اُسکا قلم سے ہو سکے کب
خوشی سے سب برسم خسروانہ
یہ پہونچا جبکہ بزم شہ مین سامان
سبھون نے شادمانی سے کیا نوش
ہوئی نعمت زمانے کی وہان ڈھیر

ہوئے ہر سو مغنی نغمہ پرداز
سراپا عشوہ و سرتا قدم ناز
نظیرِ بلبل و مانند قمری
موافق تھے مخالف سُنکے آواز
ہوئے دف کی بزرگ و خورد مشتاق
کوئی بربط کی تھا آواز پر خوش
یلان غم کے توڑے جوش و خود
جدھر دیکھو مغنی تھے خوش آہنگ
نوازش سب پہ کی سیم و درم سے
ہوئے دست کرم سے سب زرافشان
ہوئین سارنگیان پُر لعل و دُر سے
مہیا سب کیا سامان دعوت
تجمل ہو جسکی بو سے عنبر و مشک
قلم کے لب ہون جسکے وصف مین بند
ہزارون ظرف زرین مین لبالب
کیا پیش شہ دسرت روانہ
ہوئے سب دیکھکر دلشاد مہمان
غم دُنیا کیا دل سے فراموش
ہوئی فوج و سپاہ شاہ سب سیر

کٹے دن اسطرح باشادمانی | جنک نے کی سبھونکی میہمانی
جب آیا روز شادی نیک احسن | ہوا شہ گھر مین شہ کے جلوہ افگن
تب آیا پاس دسرت کے ستانند | ہوئے شاہ جہان دلشاد وخرسند
کہا شہ سے کہ ساعت آج ہے نیک | ستارے ہین موافق ایک سے ایک
بشسٹ و رام و بسوامتر و لچھمن | بھرت باشترہن رخسار روشن
قدم رنجہ کرین شفقت سے امروز | مکان شاہ مین ہون رونق افروز
بحکم برہمن شاہ نکوروز | ہوا قصر جنک مین جلوہ افروز
ہوا خیل ملائک مین یہ چرچا | سب آئے چرخ سے بہر تماشا
بشر کی شکل بنکر آئے اختر | فلک حاضر ہوا تقویم لیکر
ہزارون برہمن گرچہ وہان تھے | ولیکن آپ بر مہابید خوان تھے
پرستش کی ہر اک کی بادشہ نے | حقوق اپنے لیے خورشید ومہ نے
لگن جسوقت آئی حسب دلخواہ | کیا سیتا کا شہ نے رام سے بیاہ
ہوئے ہمدوش باہم رام و سیتا | ہوا خورشید سے عقد ثریا
حقیقی شہ کی تھی ایک اور دختر | کہ تھی خوبی مین سیتا کے برابر
اُسے لچھمن کو بخشا دلبری سے | ہوئی نسبت قمر کی مشتری سے
برادر شاہ کا کشکیت تھا ایک | حقیقی اسکی تھین دو دختر نیک
بھرت سے ایک دختر کی ہم آغوش | عطارد سے ہوئی ناہید ہمدوش
کیا عقد ایک کا پھر شترہن سے | ہوا پیوند پروین کا پہرن سے
خوشی سے شہ نے چارون شادیان کین | کہ ومہ نے مبارکبادیان دین

طفیلِ رام سے خاقان ذی ہوش — ہوا بارِ گران سے بس سبکدوش
ملائے مطربون نے پردۂ ساز — ہوئے مانند زہرہ نغمہ پرداز
شہنشاہ جنکپور نیک تقدیر — ہوا دلشاد و مسرت سے بغلگیر
بشستِ دانش افزا و ستانند — جنک کے پاس آئے شاد و خرسند
کہا شادان جنک سے اے نکو نام — ہوا آغاز شادی کا خوش انجام
اودھ کا بادشاہ نیک کردار — خوشی سے اب ہی رخصت کا طلبگار
کہا شہ نے کہ اے فخر برہمن — زبان میری ہی شکر شہ مین الکن
کہان تک مجھ سی شکر اسکا ادا ہو — خوشی میری ہی جو اسکی رضا ہو
ہوئی رخصت کی تیاری محل مین — لیا مادر نے سیتا کو بغل مین
ہوئی سیتا کو از بس بیقراری — گلے سبکے ملی با اشکباری
ہوئی مان باپ سے رو کر ہم آغوش — ہوئی سب ہمدمون سے اپنے ہمدوش
خوشی کا گرچہ یہ سامان سب ہے — جدائی مان سے بیٹی کی غضب ہے
ادھر تو جانکی تھی اشک ریزان — ادھر مادر پدر تھے دونون حیران
لمین سب بیٹیان رو کر پدر سے — نکلنا ہو گیا دشوار گھر سے
اگرچہ ہے بڑا رنج جدائی — وے ہی اس جدائی مین بھلائی
جدائی مین یہان ہی وصل حاصل — یہ رونا ہی دلا ہنسنے مین داخل
ہوئی سیتا غرض رو رو کے رخصت — ہوئی شاہ اودھ کی دلکو فرحت
ہوئی رخصت ادھر چارون برادر — ہوئی اسوار سیتا پالکی پر
جنک آ کر ہوئے دسرت سے ہمدوش — کیا اشکون نے بحر چشم پرجوش

قدم پر شہ کے رکھا فرق منت
کیا شاہنشہ عالم کو رخصت

جہیز اتنا دیا جسکی نہین حد
کہان تک اسکے لکھنے مین کرون کد

ہزارون ہیل با زرین عماری
جو تھے سہر شہان زیب سواری

ہزارون اسپ گلگون برق رفتار
ہزارون اشتران بار بردار

ہزارون رتھ دیے با پوشش زر
در و یاقوت کی تھی جسمین جھالر

ظروف زرنگار و بے بہا سب
دُر و لعل و زمرد سے لبالب

ہزارون قاقم و سنجاب کے تھان
حریر و پرنیان سب بے حد امکان

دیے ہر طرح کی لاکھون دوشالے
ہزارون طرح کے جوڑے نرالے

ہزارون گاؤ مادہ شیر پرور
جنھون کے شیر سے شرمندہ شکر

دیا شہ نے جو یہ اسباب شادی
ہوئے خوش دیکھکر ارباب شادی

شہنشاہ جہان نے وقت رخصت
کیے لاکھون وہان تقسیم خلعت

رہ ہمت سے ہرگز منھ نہ موڑا
دیا ہر اک کو گھوڑا اور جوڑا

وفور بخشش خاقان سے بے میل
ہوا ہر اک پیادہ صاحب فیل

شہنشہ نے براہ بُردباری
بساط خاک پر کی زر نثاری

لٹایا گنج و گوہر شہ نے دن رات
دُر افشانی سے نیسان کو کیا مات

چلا دولھا دلھن کو لیکے دلشاد
بسوی خانہ شاہ نیک بنیاد

اودھ کے جب قریب آئے شہنشاہ
ہوئے سب ساکنان شہر آگاہ

کیا آراستہ سب شہر و بازار
گلی کوچے ہوئے سب رشک گلزار

تماشے کو ہوئی خلقت روانہ
سوئے بازار آئے چابکانہ

سري رام جي کا بن باس

برات آئی بسر بازار جس دم
تماشائی ہوئے دلشاد و خرم

نگاہ رام تھی ہر مرد و زن پر
گل افشان تھے وہ دولہا اور دلہن پر

زر افشان شاہ گل افشان رعایا
زمین نے مرتبہ گردون کا پایا

غرض اسطرح سے خاقان عالم
ہوا داخل مکان مین شاد و خرم

ہوئے دولہا دلہن داخل مکان مین
گل و بلبل خوش آئے بوستان مین

ہوئین سب مادران رام دلشاد
ہوئے خوش میہمان نیک بنیاد

ہوئے دولہا دلہن جب ایکجا چار
ہوا ایوان شاہی ہشت گلزار

ہوئی جب شہ کو مہمانان سے فرصت
ہوئے کوشک نشست و شہ سے رخصت

شروع اجودھیا کانڈ راجہ دسرت کا راجہ رامچندر کیواسطے خلافت اودھ تجویز فرمانا اور بوجہ رانی کیکئی کے بن باس ہونا راجہ رامچندر کا

مشعبد ہی عجب یہ پیر گردون
کہ ہر دم اسکی ہی صورت دگرگون

جفا پیشہ ستمگر فتنہ خو ہے
براے رنج ہر کس حیلہ جو ہے

اگرچہ پیر ہے لیکن ہے بے پیر
ہمیشہ منقلب ہے اسکی تدبیر

کسی کا خوش نہین آتا اسے عیش
براے جنگ پھرتا ہی بے جیش

ہر اک کے عشق مین ہی رخنہ انداز
میان ہر بشر ہے فتنہ پرداز

سدا اس سنگدل کا ہی یہ شیوہ
کہ پتھر مارتا ہے دیکھے میوہ

وہ زنبور ہی چرخ ستم کیش
کہ پہلے نوش دے پیچھے جڑے نیش

کرون اب تمکو اس مضمون سے آگاہ
کہ جب سے رام و سیتا کا ہوا بیاہ

بشاشت تھی اودھ مین روز افزون — خوشی تھی چار سوئے ربع مسکون
سرور و عیش و راحت دمبدم تھا — اودھ مین تھی خوشی گردون کو غم تھا
کفِ افسوس ملتا تھا ستمگر — برائے تفرقہ تھا حیلہ پرور
قضا را ایکدن وہ پاگیا گھات — بگاڑی ایک دم مین سب بنی بات
خوشی سی رام و سیتا یعنے اک روز — مکانِ پاک مین تھے رونق افروز
پئے دیدار ردسے رام و سیتا — قدم رنجہ کیا نارد نے اُسجا
سرود و عیش کا لب پر ترانہ — میان عاشقان حق یگانہ
جو دیکھا رام نے نارد مُن آئے — سراپا اُٹھکے باتعظیم لائے
پرستش کی قدم دہوئے ہوئے شاد — بزرگی اُسکو بخشی حد سے ایزاد
مدارا سے بہت پیش آئے جب رام — کہا نارد نے تب برہما کا پیغام
تسلی کی کیا نارد کو رخصت — لگے سیتا سے کہنے خود بدولت
کہ ہی ایفاء وعدہ مجھکو منظور — کرون دیوان بد کو دہر سے دُور
نہ کیونکر ہو وہان ہنگامہ برپا — گزرنا دکھ کا ہو ناگاہ جس جا
جہان ہو تفرقہ بیٹھے بٹھائے — یہ ضرب المثل ہے نارد مُن آئے
شہنشاہِ اودھ تھا یعنے اکروز — سر ریز زرفشان پر رونق افروز
مرصع سر پہ زیبا تاج زرین — عیان چہرے سے نور جلوہ پروین
پئے آرایش تاج زرافشان — رکھا آئینہ پیش رو سے تابان
نگاہِ شہ پڑی کاکُل پہ اکبار — سفید آئے نظر بال اُسمین دو چار
خزان دیکھی بہارِ زندگی مین — کہا ان دیکھی خدا کی بندگی مین

نظر موئے سفید آسکے جو شہ کو
زوالِ شب ہوا معلوم مہ کو

کہا دل مین کہ آیا دورِ پیری
نہین زیبا ہی اب تاج امیری

مناسب ہے کہ اپنے روبرو اب
یہ تاج و تخت بخشون رام کو سب

کرین رام اب اودھ مین بادشاہی
کرون صحرا مین اب یادِ الٰہی

غرض یہ مشورہ ٹھہرا کہ ناگاہ
حضورِ پیرِ دانا دل گیا شاہ

بجالایا قدمبوسی کے آداب
دلِ مرشد کیا خدمت سی شاداب

کیا درپیش اپنا مقصدِ دل
بہت شادان ہوا درویش کامل

کہا شہ سے یہ اُسنے شاد ہوکر
کہ ہے تجویز شاہنشاہ بہتر

زہے طالع زہی ساعت زہی بخت
کہ جبدم رام بیٹھین برسر تخت

کیا جب پیر دانا نے یہ ارشاد
ہوا شاہنشہ آفاق دلشاد

بششٹ نامور کو لیکے ہمراہ
سوی دولتسرا آیا شہنشاہ

سومنت خانساماں کو بُلایا
اُسے مرکوز باطن سب جتایا

غرض سُنکر شہِ عالم کا ارشاد
سومنتِ نامور نے با دلِ شاد

مُہیا سب کیا سامان شاہی
کیا آراستہ ایوان شاہی

کہا جو کچھ بششٹ نامور نے
کیا حاضر وزیر پُرہنر نے

ہر اک دریا کا آب پاک آئے
گل و برگِ درختان سب منگائے

کیا اسباب عشرت جُملہ حاضر
ہوئے ارباب فرحت جُملہ حاضر

ہوئی ظاہر اودھ مین جب خبر یہ
ہوی دل شاد و خرم سب کہ و مہ

امیرانِ جہان از خاص تا عام
سب آئے سُنکے حالِ قشقہ رام

حریم بادشاہی مین ہوئی دھوم
ہوئین چشم فلک پُر خون حسد سے
خوشی کا تھا یہان سامان سارا
اودھ مین دیکھکر شادی کا سامان
بصد منت بلا یا سرستی کو
کہ اے نطق زبانِ ہر کہ و مہ
کہ بہر کشتنِ دیوانِ اظلم
کرے دُنیا مین گردہ بادشاہی
تو ہی ہون دیو جن شاہِ ملک پہ
نہین زیبا کوئی تیرے سوا ہے
کچھ ہووے ایسی قدرت آشکارا
اودھ سے آج صحرا کو روان ہو
سُنا جب ساردا نے یہ فسانہ
ہوئی جاکر وہان پر حیلہ انگیز
کنیز اک کیکئی کی منتھرا نام
کیا نطق زبان کو اُسکے اغوا
جو دیکھا یہ اودھ مین جلوۂ عیش
سراپا تن پہ روشن آتش خشم
کہا یون کیکئی سے با غم و آہ

ہوئی خوش بانوے فرخندہ معصوم
نہ باز آیا وہ اپنے فعل بد سے
کیا کچھ غیب سے اور آشکارا
ہوا خیل ملائک دل مین حیران
کہا حال اودھ سب اُن سے رُو در رُو
دل روشن پہ تیری ہی عیان یہ
لیا ہے رام نے اوتار آدم
پڑے خیلِ ملائک مین تباہی
شہِ جن مسند آرا ہو فلک پر
فقط تیرا ہمین اب آسرا ہے
خلافت رام کو ہو ناگوارا
ترا احسان ہو ہمکو امان ہو
ہوئی سو سے اودھ پیدل روانہ
نپایا کوئی دشمن اُس جگہ تیز
زبس تھی عقل ودانش سے وہ ناکام
وہ نکلی شہر مین بہرِ تماشا
حضورِ کیکئی آئی بصد طیش
روان مانند دریا چشم خشم
کہ کیا غافل تو ہے اے بانوے شاہ

بھرت کو شاہ نے گھر سے کیا دور / خلافت ہے بنام رام منظور
محبت پر ہی نازان شہ کی ناحق / یہ تیرا ہی خیال خام مطلق
بظاہر تجھپہ عاشق ہی شہنشاہ / ہے باطن مین کوسلا کی ہی چاہ
یہ کوسلا کا ہی سب مکر اور فن / کہ بیشک سوت کی ہو سوت دشمن
خلافت کا اگر ہو رام کو تاج / ترا فرزند ہو ردی کو محتاج
یہ سنکر کیکئی بولی غضبناک / کہ کیا کہتی ہی تو اے شوخ بیباک
اگر ہو رام کو تاج خلافت / بھرت کو ہے نہ ہے فخر و سعادت
مرے دل سے ہے بر آئین سب مطالب / بھرت اور رام ہین یکجان دو قالب
سنو انمین کبھی ہرگز جدائی / اگر ہو یکطرف ساری خدائی
تو ہی یہ باطن و بدکار و بدذات / غضب تو نے نکالی منہ سے یہ بات
کہا پھر منتھرا نے باصفائی / بھلائی مین ہوئی حاصل برائی
کوئی ہو بادشہ کیا مجکو مطلب / نہین لونڈی سے بی بی ہو نگی مین اب
وہے ہو نہین کنیز بانوے شاہ / کیا راہ نمک خواری سے آگاہ
کہا مین نے براہ خیر خواہی / مبارک رام کو ہو بادشاہی
نہین خواہش مجھے کچھ سیم و زر کی / خطا کی مین نے گر تمکو خبر کی
مجھے مطلب نہین ہی کچھ کسی سے / خوشی اپنی ہی مالک کی خوشی سے
ولے کیا کیجیے اب اسکا چارا / برائی سے ہے تمھاری ناگوارا
[illegible]نے مین یہ دشمن ہی سبھو پر / کہ دشمن ہو برادر کا برادر
خصوصاً جبکہ ہو وے بادشاہی / مقرر ہو برادر پر تباہی

زبان چرب سے جب کی یہ تقریر ہوئی تب کیکئی بیزار و دلگیر
نہو دلگیر تب بولی یہ نادان کہ ہے تدبیر اس مشکل کی آسان
کئے ہیں شہ نے جو دو عہد محکم کہو تم شہ سے امشب شاد و خرم
سحرگہ رام ہون صحرا کو راہی بھرت کو دیجئے دیہیم شاہی
کیا یون کیکئی کو جبکہ اغوا ہوا برگشتہ دل پھر کیکئی کا
عروس پیرہن تن سے کیا چاک ہوئی آشفتہ غلطان بر سر خاک
کیے غم سے پریشان مشکبو بال بچھایا گرد تن کا خاک پر جال
بوقت شب ہوا شاہ نکو روز محل مین کیکئی کے رونق افروز
پریشان حال دیکھا کیکئی کا ہوا دلگیر شاہ عالم آرا
یہ اسکے عشق مین دیوانہ تھا شاہ کہ تھی وہ شمع و پروانہ تھا شاہ
نہ تھی بیتابی معشوق منظور نہ کرتا تھا کبھی نزدیک سے دور
جو فرش گل پہ کرتی تھی سدا خواب اسے دیکھا زمین پر در تپ و تاب
ہوا آشفتہ خاطر دیکھکر شاہ سر بالین پروین پر گیا ماہ
کہا اے جان شاہ عالم آرا ہوا کیا رنج دل پر آشکارا
ہوا پیدا جہان مین کون سرکش ستایا تجھکو کسنے اے پریوش
خلافت سے کرون کس شہ کو اخراج کرون کس بینوا کو صاحب تاج
ز روے شکر بولی کیکئی تب کیا تمنے مرا کہنا سدا سب
کیے تھے پیشتر دو مجھسے اقرار کیے تمنے وفا اب تک نہ [illegible]
نہین ہے آپ سے کچھ مجھکو امید نہین کھلتا ہے مجھپر آپ کا بھید

کہا دسرت نے ای جانِ شہنشاہ — کرو مطلب سے اپنے مجھکو آگاہ
بجالاؤن اُسے بالراس والعین — دلِ بیتاب کو بخشو ذرا چین
قسم ہی رام کی گرجان مانگو — تو حاضر ہے نہین افسوس مجھکو
یہ سُنکر کیکئی با دیدۂ تر — ہوئی حاضر حضورِ شاہ اُٹھکر
کہا مین شاہ سے دو مجھکو مطلب — وفاے عہد ہے شاہونکو انسب
بھرت کو سلطنت کا دیجیے کام — بیابان مین رہین چودہ برس رام
یہ سُنکر ہوگیا بیہوش دسرت — گرا سرسے زمین پر تاج دولت
ہوا چہرہ غمِ اندوہ سے زرد — کہا یون کیکئی سے با دمِ سرد
بھرت کو تاج دو دون راحتِ دل — جُدائی رام کی لیکن ہے مشکل
نہین قابل سفر کے ہین ابھی رام — قیامت تک رہیگا بد ترا نام
مناسب ہے کہ اس سے درگذر ہو — غضب ہی گر جُدا لختِ جگر ہو
کہا اُسنے کہ اے شاہِ زمانہ — نہین شاہون کو زیبا ہے بہانہ
نہین ہی جھوٹ شاہونکو سزاوار — نہین اقرار مین واجب ہی انکار
بھرت سے آپکو کیا دشمنی ہے — جو اُلفت رام کی دل پر ٹھنی ہے
وہ بولی تلخ یون شہ سے ستمگر — نمک چھڑکا لبِ زخمِ جگر پر
گیا ہر چند دسرت نے بہانا — ولیکن کیکئی نے کچھ نہ مانا
[illegible]قان زمین پر شاہ خاموش — رہا مطلق نہ تاج و تخت کا ہوش
دلِ مردان ہی ٹکڑے مکرزن سے — خدا دیوے امان عورت کے فن سے
قوی ہے عورتونکا مکر و نیرنگ — کئے برباد لاکھون تاج و اورنگ

سومنت آیا بوقت صبح اُس جا — جو یہ حالِ پریشان شہ کا دیکھا
کہا روے ادب سے اے شہنشاہ — ہوا کیا آپ کا یہ حالِ ناگاہ
کہا تم رام کو لاؤ شتابی — پھر آکر پوچھنا حالِ خرابی
وزیرِ نامور یہ سنکے گفتار — حضورِ رام آیا با دلِ زار
کہا اے صاحبِ تکوین ایجاد — شہنشہ نے کیا ہے آپ کو یاد
اُٹھے یہ سُنکے شادان شاہِ کونین — کیا حکمِ پدر بالراس والعین
پدر کے سامنے آئے شتابان — زبس حالِ پدر دیکھا پریشان
زمین پہ مضطرب ہی شکلِ ماہی — کہین کلغی کہین ہے تاجِ شاہی
زمین پر اسطرح تھا شاہ کا حال — ہُما غلطان ہی گویا بی پر و بال
کہا تب رام نے با اشکباری — کہ ہی کس واسطے یہ سوگواری
جو ہو تقصیر میری وہ عطا ہو — بجا لاؤن جو صاحب کی رضا ہو
نہین درکار مجھکو افسر و تخت — رضاے والدین ہی حاصلِ بخت
وہی ہی نیک لڑکا اس سرا مین — رہے مادر پدر کی جو رضا مین
خدا دلشاد ہی ایسے پسر سے — نہو جو منحرف حکمِ پدر سے
سُنی جب رام کی شیرین یہ تقریر — اُٹھا روے زمین سے شاہ دلگیر
جو آیا دیکھنے سو رام کے ہوش — ہوا با گریہ و زاری ہم آغوش
زبس غم سے نہ تھا یارائے گفتار — رہا مانند نرگس محو دیدار
کہا تب رام سے مان نے یہ مضمون — بھرت سے مجھکو تم پیارے ہو افزون
کئے تھے شاہ نے دو تجھ سے اقرار — وفا مین اُنکے اب ہی صاف انکار

اگر دنیا مین چاہو بول بالا
کہا شاہ دو عالم نے زہی بخت
یہ کہکر شاہ سے رخصت ہوئے رام
ہوئے مادر سے رخصت رام جاکر
یہ شاق اسپر ہوئی بس فرقت رام
ہوئی بیتاب سیتا سنکے یہ حال
ہوا جینا اُسے بے رام مشکل
فراق رام کب ہو اُسکو منظور
سیا پھر آئی پیش مادر رام
ہوئی پابوس خوشدامن ادب سے
ہوئی دلگیر خوشدامن یہ سنکر
بیابان مین نہین عورت کا ہی کام
رہو تم پاس میرے بادل شاد
کہا سیتا نے ای خوشدامن پاک
نہین بہتر ہی اس سے کوئی دولت
رہا کب دامن شوہر ہو زن سے
نہین دلکو مری ہی تاب فرقت
سیتا کی سُنکے شاہ و حسرت
بلایا جانکی کو باغم و آہ

بجالاؤ قرار شاہ والا
مبارک ہو بعزت کو افسر و تخت
پڑا دولتسرا سے شہر مین کہرام
بہت روئی گلے مل ملکے مادر
زمین پر ماں گری بے صبر و آرام
پریشان صورت سنبل کیے بال
نہ لائی تاب ہجر گل عنادل
غضب ہے شمع سی پروانہ ہو دور
پریشان موے زلف عنبرین فام
ہوئی رخصت کی خواہان کے سب سے
کہا ای راحت دلہاے مضطر
نکر برباد ناحق ننگ اور نام
رہے تا خاندان شاہ آباد
نہون جانے سی میرے آپ غمناک
کرے عورت جو شوہر کی اطاعت
کہین سایہ جدا ہوتا ہی تن سے
عطا کر خوشدلی سے مجھکو رخصت
ہوا دلمین بہت بیتاب و طاقت
کہا سب اس سے رنج و محنت راہ

کہا سیتا نے خارِ کلفتِ دشت | مجھے ہی رام کے ہمراہ گلگشت
شہنشہ نے زبس غم سے ملی ہاتھ | ہوئی سیتا نکلکر رام کے ساتھ
وہ نکلے اسطرح دونون وطن سے | کہ رخصت ہون گل و بلبل چمن سے
ہوا لچھمن پہ جب یہ آشکارا | ہوا بے رام رہنا ناگوارا
ازل سے تھے جو باہم شرط و اقرار | ہوا واجب وفا سے عہد ناچار
ہوئے پیش پدر حاضر ادب سے | کیا معروض شاہِ جان بلب سے
مجھے بھی حکم ہو ای صاحب گنج | نہو کچھ رام کو تا راہ مین رنج
برادر کی یہی ہی نیک بختی | رہے پیش برادر وقت سختی
سلف سے عالمون نے ای خرد ور | کہا ہے قوتِ بازو برادر
غرض لچھمن ہوئے یہ کہہ کے رخصت | ہوئین بے نور ہر دو چشم حسرت
بہ پیش رام آگے شاد لچھمن | ہوئے اک جا پہ باہم جلوہ افگن
کہا شہ نے سمنتِ پُر خرد سے | کہ تو آگاہ ہی سب نیک و بد سے
دکھا کر چار دن بن کا تماشا | ادھر مین پھیر لانا بادلا سا
وہ لایا رتھ بحکم شاہِ دوران | چڑھا کر پیچلا سوے بیابان
ہوئے سب رام کے درپے جُز و کُل | برنگ خار پکڑا دامنِ گل
جدا جسدم ہوئے وہ غیرتِ باغ | دلِ حسرت نے کھایا لالہ سان داغ
پڑا شہر ادھر مین شور و شیون | چلے ہمراہ گریان مرد اور زن
ادھر مین یہ ہوا رونیکا سیلاب | ہوئے ہر جا لبالب نہر و تالاب
رواق و طاق منظر کا اڑا رنگ | ہوا غم سے مشبک سینۂ سنگ

زمین تھے غمسے گریان سقف و دیوار
نظر آتے تھے روزن چشم خونبار

مکانِ شاہ کے ہر طاق و منظر
بپئے گریہ تھے شکل دیدۂ تر

ہزارون چشم سی روتا تھا دریا
حباب اُسکے ہوئے دیدے سراپا

کیا غم سے سحر نے پیرہن چاک
اُڑائی سر پہ اپنے شام نے خاک

جہان گریان تھا سب آہ و فغان سے
فرشتے گلفشان تھے آسمان سے

نہ کھولی آنکھ ایسی شہ نے کی بند
یکایک جبکہ چھوٹے دونون فرزند

زمین پر شاہ تھا اسطرح بیتاب
کہ ہو جسطرح سے آتش پہ سیماب

فزون تھے ہر گھڑی درد و غم و آہ
بہے لختِ جگر اشکونکے ہمراہ

لہو تھا ہر بُنِ مژگان سی جاری
پسند آنکھونکو آئی اشکباری

اودھ مین زاغ نالان تھین بلبل
اُگے کانٹے یہان پھولی وہان گل

چلے جبدم اودھ سی رام و لچھمن
گرا لنکا مین سر سے تاج راون

ہوئی بیداد گر کو بد شگونی
دکھائی نیک بختی نے زبونی

ہوئے جسجا پہ وارد رام جا کر
ہوئے شب باش مرد و زن وہانپر

تشفی رام نے کی سب کی اُسجا
کہا ہر ایک سے دیکر دلاسا

سوے خانہ ہو تم سب رونق افروز
نہو وحشتِ صعوبت مین غم اندوز

اودھ مین تم رہو باشادمانی
کرو عیش و طرب سے زندگانی

سفر مین رنج ہی اندوہ و غم ہی
وطن کا چھوٹنا یارو ستم ہے

ملائے خدا رنج غریبی
کہ ہی رہنا وطن کا خوش نصیبی

شہ کونین نے کی جب یہ تقریر
ہوئے پیر و جوان سب سنکے دلگیر

فراق رام کی تھی کب انھین تاب
رہی غم سے پریشان بیخور و خواب

بچشم لطف دیکھا رام نے جب
مری فرقت مین نالان خلق ہے سب

مری فرقت انھین ہے ناگوارا
دہا نکی اپنی قدرت آشکارا

ہوی غافل جوان و پیر دکو دک
نقاط لفظ شب جب سب ہوی حک

وہان سے تب سومنت و رام و لچھمن
ہوئے سوے بیابان جلوہ افگن

قریب میر پور پہونچے شتابی
یہان وقت سحر آئی خرابی

ہوئے سب عاشقان رام بیدار
ہوئے سب نشۂ غفلت سے ہشیار

نپایا کچھ نشان رام و لچھمن
دل و جان سے نظر آتے تھے تن من

دوان صحرا مین تھے یون با دل زار
براے مہرہ ہیکل جس طرح مار

بیابان مین تھے یون ہر سمت پویان
پیاسا جسطرح ہو آب جویان

تڑپتا تھا کوئی صحرا مین غمناک
مثال ماہی دریا سرِ خاک

فراق سرو مین کوئی لب جو
برنگ فاختہ کرتا تھا کو کو

تلاش گل مین گریان شکل بلبل
یہان دشت کرتا تھا کوئی غل

نہ آئے جب نظر وہ غیرت گل
ہوئے آوارہ شکل نکہت گل

خراب و خستہ و غمگین و مضطر
پھرے سوے اودھ با دیدۂ تر

ہوئے داخل اودھ مین با دل زار
لگے دیکھنے یہ کرنے زیست ناچار

آنا نکھادہ مردم صحرائی کا راجہ رامچندر کے پاس اور راہ بتانا جنگل کا اور
رخصت کرنا سومنت وزیر کو اور پہونچنا راجہ رامچندر کا ساتھ اسکے چترکوٹ پر

تھا وہ اک مردم صحرا نشین تھا
ہمیشہ دشت مین مسکن گزین تھا

میان وحشیان رہتا تھا دلشاد
سدا کرتا تھا دل مین رام کی یاد

خبر پائی کسی سے بہر گلگشت
اودھ سے رام آئے جانب دشت

بلا کر اپنے سب خویش و برادر
ہوا پابوس شہ کا مشعل اختر

ادب سے وہ جو پیش رام آیا
قرین تر رام نے اُسکو بٹھایا

نہ دیکھا تھا جو ساری زندگی مین
کیا حاصل وہ تھوڑی بندگی مین

شہ کونین سے پایا جو رہبر
ہوئے دل شادمان حد سے فزون تر

سومنت نیک باطن سے کہا تب
گران دلکو تمھارا رنج ہے اب

زیادہ اب نہین واجب ہے تکلیف
سوے شہر اودھ لیجاؤ تشریف

اگر باقی رہیگی جان تن مین
تو پھر دیکھینگے ہم تمکو وطن مین

سومنت نامور یہ سُنکے گفتار
ہوا بادیدۂ غمدیدہ خونبار

ہوا رنگ بدن سے غم دگرگون
بہنے موے مژہ فوارۂ خون

کہا رو رو کے اے محبوب عالم
توہی ہے دہر مین مطلوب عالم

اودھ آباد ہے تیرے قدم سے
حیات بادشہ ہے تیرے دم سے

مناسب ہے تمھین اب دستگیری
کہ ہے بیٹا عصاے عہد پیری

جدائی نامناسب ہے پدر سے
فراق جان قیامت ہے جگر سے

یہی ارشاد شاہ عالم آرا
دکھا کر چار دن سیر و تماشا

[illegible]ن سے اودھ کو پھیر لانا
نہونے پائین رام آگے روانا

کہا تب رام نے اے دانش آرا
نہین حکم پدر سے مجکو چارا

بجالاؤن پدر کا گر نہ احکام
رہون تا عاقبت دنیا مین بدنام

رہے جان تن مین یا باہر ہو تن سے
نہین باہر ہوئین شہ کے سخن سے

غرض دیگر تشفی لاکھ جان سے
کیا دستور کو رخصت وہان سے

چلا وہ وشت سی اسطرح رو کر
چلے جسطرح کوئی مال کھو کر

بشکل خاکساری اسطرف رام
سوئے لنکا ہوئے راہی سبک گام

خوش آئی رام کو جو خاکساری
ملی ساری بدنین خاک ساری

رخ انور زیادہ تر ہوا صاف
کہ آئینہ ہو خاکستر سے شفاف

کیے سنبل صفت ژولیدہ گیسو
نرکھا جوگ مین فرق اک سر مو

لباس زرد تن پر زعفران رنگ
بشکل زاہدان پہونچے لب گنگ

لب گنگا جو پہونچے رام و لچھمن
لگے جنگ و جدل کرنے برہمن

کوئی کہتا تھا شاہ عالم آرا
دعا گو ہو نہین مدت سی تمھارا

کوئی کہتا تھا آئین آپ اس جا
برہمن ہون تمھارے خاندان کا

غرض سب جمع کر یکجا برہمن
نہائے شاد و خندان رام و لچھمن

بہت بخشے سبھو نکو لعل و گوہر
ہوا خیل برہمن شاد و خوشتر

ہوئی فرصت جو انکو زرکشی سے
کسی کے ہاتھ پکڑے تھی کسی نے

طلب کی کشتی افلاک پایا
وے ملاح کامل فن نہ لایا

کہا ایسے قدم سے مجھکو ہے ڈر
اڑے چھونے سے جسکے صاف پتھر

زیان صاحب تمھارا اسمین کیا ہو
ستم ہے گر مری کشتی

اسی کشتی سے ہے میرا گذارا
نہین ہے اور روزی کا سہارا

ارادہ اسطرف ہی گر تمھارا
قدم دھونے کا ہو مجھکو اشارا

قدم کا امتحان جبتک نہوگا
نہین ممکن اُترنا اُسطرف کا

محبت سے کیے اُسنے سخن جب
کہا دریا دلی سے رام نے تب

خوش آئی مجھکو تیری آشنائی
وہی کر جسمین حاصل ہو صفائی

یہ سُنکر شادمان ملاح آیا
بظرفِ خوب آبِ پاک لایا

قدم دھوئے صفاکی راہ کی خاک
ہوا سب خاندان ملاح کا پاک

چڑھایا رام کو کشتی پہ دلشاد
ہوئی کشتی روانہ صورتِ باد

ہوئے گلریز گردون سے بہشتی
ہوئی پھولون سے مالامال کشتی

شبکتر کشتی فرخندہ منزل
برنگِ موج پہونچی سوے ساحل

میانِ ریگ اُتری رام و لچھمن
ہوی ذرّے سے فروغِ پاسی روشن

وہان سیتا نے کی گنگا کی تعظیم
پرستش کی بہت از روے تکریم

ثنا خوان یون ہوئی دل سے لبِ آب
کہ تجھ سے گلشنِ عالم ہے شاداب

تجھی سے ہر بشر کی آبرو ہے
گناہونکی تجھی سی شُست و شو ہی

بخیر و عافیت گر دیکھکر بن
پھرون سوے اودھ با رام و لچھمن

پرستش مین کرونگی دل سے تیری
دعا مقبول کر تو جی سے میری

میانِ آب سے آئی یہ آواز
کہ خاطر جمع رکھ اے مایۂ ناز

[illegible] و شادمانی رام و لچھمن
اودھ کو پھر کرینگے رشکِ گلشن

[illegible]ر رام و لچھمن اور سیتا
ہوئے گنگا سے رخصت سوے صحرا

ہُوا رہبر نکوہادِ نیک باطن
عجب ہادی عجب راحل عجب دن

وہاں دونون تھی سیتا کی یون شان — کہ دو قالب مین تھی گویا کہ اک جان
خراماں مثل کبک کوہساری — شکر و صورت باد بہاری
پڑا جس خار پر پاے نگارین — ہوا وہ مثل گل شاداب و رنگین
غبار پا جو بالاے ہوا تھا — بچشم پیر گردون توتیا تھا
مگر تھی خاک کیا اکسیر ثانی — کہ ہر ذرے مین تھا سونیکا پانی
جو رکھا پاے نازک سنگ رہ پر — ہوا وہ غیرت برگ گل تر
غرض طے کرکے یونہین چند منزل — ہوے دریاے تربینی پہ داخل
عجب دریا عجائب چشمۂ تر — برنگ آب حیوان روح پرور
عیاں ہی نام تربینی اسی سے — ہم گنگ و جمن ہین سرستی سے
یہی ہی وہ ہرین دریاے اعظم — بجھاتا ہی یہی نار جہنم
نہائے اسجگہہ دونون برادر — دیا زنار بندون کو بہت زر
بھرودواج ایک عابد تھا وہان پاک — نہان عالم سے مثل ذرۂ خاک
گئے دونون برادر اسجگہ شاد — کیا ویرانۂ درویش آباد
ہوئی عابد کو از بس شادمانی — مدارا کی برسم میہمانی
ہوا جب نیر افلاک روشن — ہوئے عابد سے رخصت رام و لچھمن
خرام ناز سے دونون برادر — سبکتر سہو پہنچے دریاے جمن پہ
کیا رخصت وہان سے رہنما کو — ہوا حد سے فزون غم پیش[illegible]
کہا اُسنے بہت رنج و الم سے — جدائی ہی ستم ایسے قدم [illegible]
گئے رام اُسطرف دریا کے چالاک — حضور بالمیک عابد پاک

نظر آئے جو دونون سرو شمشاد — ہوا عابد غمِ دُنیا سے آزاد
شتابی اُٹھکے با تعظیم لایا — مکانِ پاک مین اپنے بٹھایا
ہوا دیدار سے دلشاد درویش — برِ شیرین محبت سے کیے پیش
کہا عابد نے شاہِ دو جہان سے — بہت نزدیک ہی کوہ اک یہان سے
گل و لالہ سے ہی وہ کوہ معمور — بنامِ چترکوٹ عالم مین مشہور
روان ہی ایک زیرِ کوہ دریا — جہانمین نام مندا کن ہے اُسکا
وہ بحرِ گنگ کا ہی چشمۂ صاف — نظیرِ گنگ ہین سب اُسکے اوصاف
ہوا اُس کوہ پر تم جاکے دلشاد — کرد پا سے زمینِ کوہ آباد
لبِ دریا مکانِ عابد ان ہین — شکار و سبزہ و گل بس وہان ہین
ہوئے عابد سے خوش دونون برادر — چلے اُسجا سے با رُخسارِ انور
صبا کیطرح پہونچے شاہِ والا — قریب چترکوٹ کوہ بالا
کہین کیا ہم دلا کیفیتِ کوہ — کہ گلشن سے فزون تھی نزہتِ کوہ
گلُ سوسن کی تھی اسطرح سی شان — کہ تھی اک نیلم و یاقوت کی کان
عجب شبنم سے پُر وہ سبزۂ تر — زمُرد کے دُرِ تر سے تھے مُقطّر
ہر اک جا چشمۂ شیرین تھے جاری — روان تھی ہر طرف بادِ بہاری
کہین طاؤس رقصان تھے بصد ناز — کہین تھی بلبل و قمری کی آواز
ک[illegible] ہنستے تھے باہم لالہ و گلُ — کہین تھا شاخ گل پر شور بلبل
[illegible]اتی تھی طوطی نغمہ تر — خرامان تھے کہین کبکِ سُبکتر
کہین نرگس تماشا دیکھتی تھی — گلُ و بلبل کا جلسہ دیکھتی تھی

کسی جا جو متے تھی باد ل شاد — مثالِ بادہ خواران سرو شمشاد

ہواے تازہ سے صحرا تھا گلشن — عیان تھی ہر طرف پھولونکی خرمن

کہین نسرین تھا سنبل سی ہم آغوش — شفق ہو شام سی جسطرح ہمدوش

شمیمِ گل جو جاتی تھی ہوا پر — دماغ آسمان تھا عطر پرور

وہان دیکھا جو یون سبزیکا انبوہ — ہوئے شادان فرو کش بر سرِ کوہ

ہوا مقدم سے صحن کوہ گلزار — کھلے مانندِ گلشن ہر خس و خار

ہوئی افزون قدم سی رفعتِ کوہ — ہوئی گردون سے بہتر شوکتِ کوہ

ہوا گلزار صحرا سیکڑون کوس — پڑا چشمِ خزان مین خار افسوس

یہانکا حال تو چھوڑا اسی جا — سنو اب حال تم شاہ اودھ کا

پھر آنا سومنت کا رتھ خالی لیکر صحرا سے اودھ مین اور بیان کرنا راجہ دسرت کا حکایت سرون کی کونسلا سے اور جان دینا فراق مین مہاراجہ رامچندر اور لچھمن جی کے اور آنا بھرت جی کا کیکے یعنی کشمیر سے جہان انکا ننہال تھا

سومنتِ غمزدہ عریان و گریان — بعد غم کرکے طی راہ بیابان

گیا سوے اودھ خلقت سی چھپکر — میانِ عاصیانِ رد [illegible]

باہِ گرم و با جان و دلِ سرد — بچشمِ سرخ و با رخسا[illegible]

گیا پیش شہنشہ اشک ریزان — مفصل سب کہا حالِ بیابان

ہوا شاہ جہان پر جب یہ روشن — سومنت آیا نہ آئے رام و لچھمن
فراق رام کی طاقت کہان ہے — ہو تیر طالب نظارہ جان ہے
برنگ عد شورش ہر گھڑی تھی — گھڑی کی ابر مژگان سے جھڑی تھی
جرس کیطرح ہر ساعت تھا نالان — دم رخصت کی گنتا تھا وہ گھڑیان
ہوئی آفت جدائی جب پسر کی — دعا یاد آئی پھر اُن بے بصر کی
بٹھا کر پاس بانوی کلان کو — کہا حال گزشتہ اُس سے رو رو
کہ اک دم مین برائے سیر و گلگشت — شکار افگن گیا تھا جانب دشت
اُٹھا شور آب دریا سے قضا را — سمجھکر صید مین نے تیر مارا
وہان تھا اتفاقاً آدمی زاد — لگا تیر سے کی اُسنے فریاد
مین پہونچون جبتک ای فخر زمانہ — ہوا تیر قضا کا وہ نشانہ
گیا مین اُسکی بالین پر دم نزع — گران تھا اُسکو گھڑی اُسپر غم نزع
نظر آیا مجھے درویش کامل — برنگ ماہ روشن دیدۂ دل
لب دریا تڑپتا ہے زمین پر — سراپا شکل بسمل خون مین تر
حباب آسا کھلی تھی چشم حیرت — مجھے دیکھا کہا اے شاہ دسرت
مرے مان باپ نابینا ہین ای شاہ — بزیر نخل بیٹھے ہین سر راہ
اُنھین دونون کا مین نور بصر ہون — اُنھین دونونکا مین جان و جگر ہون
جہانھین ہی عیان ہر دن مرا نام — مرے دیدار سے تھا اُنکو آرام
[illegible]تا تھا اُنکو دوش پر مین — رضا مین اُنکی تھا شام و سحر مین
ہوئے وہ تشنہ لب صحرا مین اسدم — برائے آب آیا مین سوئے یم

مجھے بیجرم و عصیان تونے مارا خبر ہے اُنکی اسے دسرت خدارا
سحر سے آج دونون تشنہ لب ہین بہت آغشتۂ رنج و تعب ہین
پلا جا کر شتابی اُن کو پانی دم آخر غضب ہی تشنہ جانی
یہ کہکر سوے جنت وہ سدھارا نہ دیکھا کوئی مین نے اُسکا چارا
بصد اندوہ و درد جانفشانی گیا لیکر وہان آہستہ پانی
نظر آئے وہ دونون انپے آپ مثال ماہی بے آب بیتاب
غرض جسجا تھے وہ دونون صفاکیش بہت نزدیک سے پانی کیا پیش
کہا اُنسے پیو لایا ہون پانی صدائے غیر اُن دونون نے جانی
کہا تو کون ہی سرون کہان ہے تری آواز سے مجکو عیان ہے
کہا مین نے کہ تم پانی کرو نوش کرو رنج پسر دل سے فراموش
قضا نے اُسکو بھیجا سوے جنت گنہگار آپ کا حاضر ہے دسرت
یہ سنتے ہی ہوئے وہ سخت بیتاب نہ کی ہرگز اُنھون نے خواہش آب
ہوئے سوے عدم بے آب راہی وہین قالب کو چھوڑا شکل ماہی
دم آخر کہا یون با دل زار غم ہجر پسر ہے سخت دشوار
ہوا جیسے ہمین فرزند کا غم یہی ہو حال تیرا شاہ عالم
یہ کہکر وہ سگئے راہ عدم کو ہوئی اُس روز سے تشویش ہمکو
دکھایا آسمان نے اب وہی دن نہین ہے زندگی اب اپنی ممکن
یہ کہکر شہ ہوا بیہوش یکبار فراق رام مین چھوڑا اتن
لیا ہمراہ توشہ رام کا نام سوے باغ جنان پہونچا سبک گام

جو دیکھا شہ کا کوشلیا نے یہ حال — گری بالین شہ پر کھولکر بال
حریم بادشاہی مین پڑا غل — بچشم خونفشان دوڑے جز و کل
گریبان مثل گل غمسے کیا چاک — ہوئے غلطان برنگ سبزہ برخاک
کوئی دیوار پر سر مارتا تھا — کوئی چھاتی پہ پتھر مارتا تھا
کسی کا دم الم سے ہونٹھ پر تھا — کسی کا نوک مژگان پر جگر تھا
میان پیر و جوان سب نوحہ گر تھے — بھرت اور شترہن نانا کے گھر تھے
بششٹ نامور نے یہ سنا حال — گیا جنت کو شہ با عز و اقبال
حریم شاہ مین آیا خردمند — کیا تفہیم سب کو از رہ پند
کرو موقوف اب سب آہ و زاری — کہ ہے بیفائدہ یہ اشکباری
کرو صبر و شکیبائی گوارا — نہین ہی موت کا جز صبر چارا
ہوا اسطرح ناصح پیر دانا — کیا پیش بھرت قاصد روانا
حفاظت سے تن بیجان وہ شہ کا — بھرت کے آنے تک روغن مین رکھا
خبر مرگ پدر کی جبکہ پائی — چلے نالان خروشان دونون بھائی
برنگ گل کیے پرزے قبا کے — پریشان مو کیے زلف دوتا کے
بیابان سے غرض افتان و خیزان — ہوئے داخل اودھ مین اشک ریزان
گئے بالین شہ پر باغم و درد — کہا مادر سے اپنی بادم سرد
کہان سیتا کہان ہین رام و لچھمن — ہوا کس طرح بیجان شاہ کا تن
[illegible] شا سیر دکل گشت — گئے ہین رام و لچھمن جانب دشت
تعین بخشا پدر نے تاج اور تخت — ہوا برگشتہ لیکن کوکب بخت

قضا نے آکے گھیرا شہ کو ناگاہ
ہوئے راہی سوے جنت شہنشاہ

سنا مادر سے جب یہ حال سارا
بھرت نے غم سے پتھر سر پہ مارا

کہون کیا اُسگھڑی کی وہ مصیبت
ہوا برپا وہان شور قیامت

بھرت اور سترہن دیکھے جو دلگیر
زروے پند بولا عابد پیر

کہ ناحق ہے یہ شور آہ وزاری
کہ ہے اس امر مین بے اختیاری

سرانجام کفن اُٹھکے کرو زود
کہ ہو شاہ جہانکی روح خوشنود

کلام پیر سے آیا اُنھین ہوش
ہوئے سب گریہ وزاری سے خاموش

جو تھی ہندوستانمین رسم دیرین
بھرت نے سب کیا سامان تکفین

میان چوب صندل پر لب جو
جلایا قالب شاہ نکو خو

ہوئے فارغ عزاداری سے جب لوگ
حریم شاہ سے باہر ہوا سوگ

بھرت کے پاس آیا عابد پیر
لب شکر فشان سے کی یہ تقریر

کہ اے نیک اختر برج سعادت
ہمایون گوہر درج سعادت

تجھے زیبا ہے تخت وتاج شاہی
تو ہے شایستۂ شان مباہی

خوشی سے آج مثل مہر روشن
سریر شاہ پر ہو جلوہ افگن

رعیت ہے جو مثل غنچہ دلتنگ
بہار نو سے پھر خندان ہو گلرنگ

کیا جب پیر دانا نے یہ ارشاد
بھرت بولے کہ ای فرخندہ بنیاد

یہ تاج و تخت ہے سرمایۂ شر
ہوا اسکی بدولت رانگان گھر

خلافت مین ہوئی یہ برخلافی
غبار آگین ہوے دلہا [illegible]

نہین خواہش مجھے افسر کی زنہار
مجھے ہے بندگی رام درکار

نا ہی کہ دیکھو نین رخ رام — نہین ہی دلکو ضبطِ صبر و آرام
را در ہو تب سوے خرابات — کرونگین سلطنت ہیہات ہیہات
وقتِ صبح کل تو پیشوا ہو — رہ مقصد مین میرا رہنما ہو
کرون دیدار روے رام و لچھمن — کرون آنکھین غبار پا سے روشن
لاؤن اُنھین روے حلف سے — بٹھاؤن تخت پر عز و شرف سے
نہین سمجھون بجاے شاہِ نامی — کرون شام و سحر اُنکی غلامی
سوا اِسکے نہین کچھ آرزو ہے — اُنھین کی بندگی مین آبرو ہے
غرض یہ مشورہ اُس روز ٹھہرا — کہ چلیے صبحدم کل سوے صحرا
ہوئے خرد و کلان یہ سُنکے بیکل — بھرت جاتے ہین لینے رام کو کل
کیا اسباب غربت سبنے تیار — رہے شب بھر مثالِ ماہ بیدار

چلنا بھرت اور سترہن اور بششٹ مُن اور مادران مہاراجہ کے رامچندر جی کا واسطے لانے مہاراجہ رامچندر کے اور نہ آنا اُنکا صحرا سے

سحرگہ جب خاور سے نکلا — ہر اک بیتاب اپنے گھر سے نکلا
ہوئے ہمرہ بھرت کے سب روانہ — عزیز و اقربا خویش و یگانہ
سومترا کیکئی اور مادرِ رام — چڑھین سکھپال مین بے صبر و آرام
بششٹ پیر دانا نیک بنیاد — ہوا اسوار رتھ پر بادلِ شاد
بھرت سترہن با فوج و لشکر — چلے منزل بمنزل سب کو لیکر
جبین سجدہ تھی ہر دم زمین پر — نشانِ سجدہ تھا روشن جبین پر

بیابان مین بھرت سے از رہ دُور
بلا کر شہنشاہ جنکت پُور

بھرت نے کی بہت تعظیم و تکریم
بہت کی شاہ متھلا پور نے تفہیم

ہوا لشکر نمایان جب لب گنگ
نکھادِ پیر سمجھا مکر و نیرنگ

ہوا نادان وہ دلین اپنے بدظن
بھرت ہی رام کا سو جان سے دشمن

زبردستی لیا چھین افسر و تخت
نکالا رام کو بے توشۂ و رخت

اب آیا اس ارادے پر ستمگار
کرون دونون برادر کو گرفتار

بلا کر اپنا لشکر بر لبِ گنگ
کہا اے ضیغمانِ بیشۂ جنگ

کرو کوشش اے یاران جانی
کہ ہے امروز وقتِ جانفشانی

بھرت ہی رام اور لچھمن کا دشمن
اُسی کی فوج ہے یہ شور افگن

ہر اسے رام میدان مین سرِ جنگ
ملے جنت تجھے بر ساحلِ گنگ

سُنا لشکر نے جب یہ حکم سردار
سنبھالے اپنے اپنے سب نے ہتھیار

میان فوج جو پیر و جوان تھے
جری مانند شیر نیستان تھے

ہوئے غران برنگِ شیر ہر سُو
کمانین سب نے کین خم شکل ابرو

کیا حملہ سبھون نے ہر طرف سے
بڑھا اک ایک اپنی اپنی صف سے

جو تھے سب سرکش و سرباز و سرہنگ
سر میدان ہوئے آمادۂ جنگ

گئے فوجِ بھرت کے جبکہ نزدیک
کہا اتنے مین ہوئی بائین طرف چھینک

کہا اک پیر دانا نے یہ بڑھکر
شگون عطسۂ چپ ہے نکوتر

یقین ہے ہم پھرین فتح و ظفر سے
پیام آشتی آوے اُدھر سے

نہین لازم ہے سبقت در رہِ جنگ
کہ ہے اس جنگ مین کچھ صلح کا ڈھنگ

قرینے مین نے اُن لوگونکے جانے
بھرت جاتے ہین بھائی کو منانے

لکھا اور رہنما بولا کہ اے پیر
بجا کہتا ہے تو واجب ہے تاخیر

کر دیا رو نہ اتنی اضطرابی
خبر لاؤن مین لشکر سے شتابی

محبت دشمنی چھپتی نہین ہے
کہین بگڑی ہی چھپتی نہین ہے

محبت سے بھرت آئینگے گر پیش
تو رکھونگا قدم پر اُنکے سر پیش

اگر دیکھونگا کچھ بیڈھب ہین تو ۔
کہونگا مین اشارے سے سمجھ کر

لکھا د آگے ہوا یہ کہکے راہی
محبت کی شگون نے دی گواہی

گیا آگے بھرت کے جبکہ بڑھکر
ملے شفقت سے تب دونون برادر

کہا عابد نے یہ ہے رہبر رام
میان راہ آئے گا ترے کام

بھرت اُس سے ہوئے اُسدم ہم آغوش
برادر بھی ہوا دلشاد ہمدوش

گرا تب رہنما اُنکے قدم پر
ہوا دل مین نہایت شاد و خوشتر

اُٹھایا دستِ شفقت سے بھرت نے
خبر پوچھی محبت سے بھرت نے

ہوتھے وہ بحرِ عشقِ رام مین غرق
نبایا آشنائی مین ذرا فرق

ہوا رہبر بہت دلشاد و مسرور
گمانِ بد تہ دل سے کیا دور

چلا آگے بلا کر اپنا لشکر
بشکل ہادیان نیک محضر

اُتر کر گنگ سے دونون برادر
قریب کوہ پہونچے لیکے لشکر

وہان دیکھی عجب کیفیت کوہ
گل و لالہ کا تھا گرد اُسکے انبوہ

ر نو گلون سے تھی ہم آغوش
ہزار دن بلبلین پھولون سے ہمدوش

نسیمِ تازہ ہر جانب رواں تھی
مشامِ دہر مین عنبر فشان تھی

چلے پیدل ادب سے دونون بھائی — زمین پر ہر قدم کی جبہ سائی
لکھا دی پیشوا نے شہ سے جا کر — کہا آئے بھرت با فوج و لشکر
ہوئی لچھمن کو سنکر اضطرابی — اٹھے تیر و کمان لیکر شتابی
کہا بھائی سے ای شاہِ دو عالم — بھرت کے مکر سے آگاہ ہین ہم
کیا ملک اودھ سے ہمکو اخراج — لیا قبضہ مین تخت و دولت و تاج
اب آیا ہی یہان با مکر و نیرنگ — کرون جنگل مین چلکر آج ہی جنگ
کرون سوے عدم دونون کو راہی — کرون آفاق مین مین بادشاہی
بھرت کو بھی سے پیچ پر سرکشی ہی — وگرنہ پھر یہ کیون لشکر کشی ہے
زر و حشمت بناے دشمنی ہے — خلافت مایۂ کبر و منی ہے
اگر ارشاد ہو ای شاہ والا — کرون تیرون سے مین لشکر کو بالا
بچا نے دون کوئی حلقہ سے باہر — کرون حلقوم سب کے خون سے تر
کرون دونون برادر پا شکستہ — حضورِ شاہ لاؤن دست بستہ
جو کی یہ رام سے لچھمن نے تقریر — ہوئے خوشدل شہ با عز و توقیر
کہا ہنسکر بھرت ایسا نہین ہے — بھرت سے ہمکو کچھ شکوہ نہین ہے
بھرت ایجان بیشک بے خطا ہے — بھرت مجھپر دل و جان سے فدا ہے
مری اسکے نہین ہی کچھ جدائی — گل و بو کیطرح ہے آشنائی
مین ہون شمشاد اور وہ فاختہ ہے — جدائی میرے دل سے باختہ ہے
مین گل ہون عندلیب زار ہی وہ — ہمیشہ طالبِ دیدار ہے وہ
مین ہون گر شمع تو پروانہ وہ ہی — محبت مین مری دیوانہ وہ ہے

تمھین لچھمن نشان ابتک نہین ہے / بھرت کی بندگی مین شک نہین ہے

ہوئی یہ سنکے لچھمن کو تشفی / جگہ پہلو مین اپنے رام نے دی

بھرت اور ستر ہن آئے سر کوہ / ہوا چار و طرف لشکر کا انبوہ

ملے آکر ادب سے دونون بھائی / قدم پر رام کے کی جبہہ سائی

برادر سے ملے یون کوہ پر رام / بہم جیسے ہون مہر و مہ سر شام

ادب سے جاکے پھر دونون برادر / گرے دلشاد سیتا کے قدم پر

دعا سیتا نے دی از راہ شفقت / فزون ہو رام کی دل مین محبت

ادب سے رام و سیتا اور برادر / ہوئے پابوس مرشد پہلے جاکر

قدم پر کیکئی کے با صفائی / گرے پھر جاکے خوشتر دونون بھائی

ملے پھر مان سے اپنی جاکے دلشاد / دعا دی مان نے ای فرخندہ بنیاد

کہ جبتک آب ہی گنگ و جمن مین / روان ہین شمس و مہ چرخ کہن مین

رہو دلشاد تم دونون برادر / رہے زیر نگین ہر ہفت کشور

جبین رکھکر سومترا کے قدم پر / خسر سے پھر ملے دونون برادر

ادھر کے تھے جہان تک مرد اور زن / ملے دلشاد سب سے رام و لچھمن

غرض جب ہو چکی سب سے ملاقات / بہت کی رام نے سب کی مدارات

نہ دیکھا شب کو جب کوئی چپ و راس / بھرت ور بیر آئے رام کے پاس

کہا ای حاکم با عز و تمکین / جدائی مین تری عالم ہے غمگین

[illegible]ے اندوہ مین شاہ زمانہ / ہوا آخر سوے جنت روانہ

خلافت مین اودھ کی ہی تباہی / تبہ ہی افسر و اورنگ شاہی

کرو عزمِ سفر اب دل سے تم دور / کہ دولتخانۂ شاہی ہے بے نور

کرو خاکِ قدم سے چلکے روشن / کہ تا ہووے خرابہ رشکِ گلشن

کرو اب چلکے تاج و تخت آباد / رعیت کو کرو دیدار سے شاد

تمھین واجب ہے اب تاج امیری / مناسب ہے بھرت کی دستگیری

پدر کی طرح کر شفقت سے خرسند / کہ ہے چھوٹا برادر جائے فرزند

سنا جب یہ خدیوِ بحر و بر نے / کہ رحلت کی سوے جنت پدر نے

ہوئے اندوہگین دونون برادر / کہا عابد سے یون با دیدۂ تر

کہ مین پابندِ اقرارِ پدر ہون / بھلا کس طرح اُس سے درگزر ہون

نہین واجب ہے بدعہدی پسِ شاہ / نہین مجکو ہے تاج و تخت کی چاہ

وفائے عہد تک دونون برادر / رہین دلشاد کارِ سلطنت پر

پھرونگا جب مین گلگشتِ سفر سے / رضا تیری بجا لاؤنگا سر سے

کہی جب یہ شہِ کونین نے بات / بھرت نے یون کئے اُس دم مقالات

کہ اے شائستۂ تاجِ خلافت / جدائی ہے تری مجکو قیامت

کلاہِ سلطنت ہے بار مجکو / نہین یہ بوجھ ہے درکار مجکو

مرے دم مین ہی دم تیرے قدم سے / قدم تیرا ہے ہمدم میرے دم سے

تصور اِس قدم کا دمبدم ہے / نچھوڑونگا قدم تا دم مین دم ہے

تمنا ہی کہ ای شاہ دل افروز
رہون تیری غلامی مین شب و روز

چلون ہمراہ شاہ ذی ہمم کے
غبار آسا رہون نیچے قدم کے

کہا شاہ دو عالم نے برادر
نہین مر سے تیرے فرقت ہی مو بھر

وفای عہد تک ای صاحب ہوش
نکرنا تو مجھے دل سے فراموش

یہ کہکے رام نے دونون برادر
کیے رخصت عزیز و فوج و لشکر

بھرت کی دیکھکر بس سینہ کوبی
عطا کی رام نے نعلین چوبی

کہا نعلین یہ اپنے قدم کی
تجھے دیتا ہون غمین بہر تشفی

سری کرنا اسی نعلین سے یاد
بسر کرنا اودھ مین بادل شاد

برادر نے عطا کی وہ جو نعلین
بھرت لیکر چلے بالراس و العین

غرض پہونچا اودھ مین دونون بھائی
دل و جان مین غم و رنج جدائی

فراق رام مین سب بادل زار
لگے رہنے برنگ ابر خونبار

بھرت نے دی برادر کو خلافت
لیا خود گوشہ از بہر عبادت

وہ پاے رام کی نعلین کامل
پرستش کے لئے رکھی مقابل

شروع آرن کانڈ سیر اور گلگشت کرنا راجہ رامچندر کا چترکوٹ کی پہاڑ پر اور آنا راجہ اندر کے بیٹے کا بصورت زاغ سے کے منقار مارنا سیتا کے پیر مین نظر آزمایش زور او طاقت راجہ رامچندر کے

ز روی شاستر پیر سخندان
زبان خامہ سی ہی یون دُر افشان

که اکدن رام از بہر تماشا ہوئے صحن چمن مین جلوہ آرا
بہار لالہ و گل سی ہوئے شاد کیا سرو سمن کو غم سے آزاد
شگفتہ دل ہوا سیر چمن سے گل خندان چنے شاخ سمن سے
بنا کر خوشنما پھولون کا زیور تن سیتا پہ پہنایا سراسر
خوشی سے رام و سیتا اور لچھمن ہوئے فرش حجر پر جلوہ افگن
کہ ناگہ اندر کا فرزند نادان ہوا وارد بشکل زاغ پران
جنیتا نام باردے سیہ پر سیہ کار و سیہ شکل و سیہ پر
کیا دل مین یہی اندیشۂ خام کہ دیکھون آج چلکر طاقت رام
شغال نیمجان کا دیکھئے دل کہ آیا شیر نر کے وہ مقابل
تماشا ہی یہ چیونٹی کو ہوئی چاہ کہ لاؤن چلکے بحر شور کی تھاہ
قریب جانکی آیا وہ مکار لگائی پانون پر نشتر سی منقار
لگا منقار کا جو زخم کاری ہوا فوارۂ خون اس سے جاری
ہوئی یون پشت پا منقار سی ریش کہ عقرب مارتا ہے جسطرح نیش
لہو سے پاے نازک یون ہوا سرخ لگائے جسطرح کوئی حنا سرخ
جو دیکھا پاے سیتا سے روان خون ہوا شاہ دو عالم دل مین محزون
اڑا زاغ سیہ باطن فلک پر کیا تیر عدو کش رام نے سر
گیا زیر زمین بالاے گردون پھرا زیر و زبر دلگیر و محزون
گیا پیش پدر با آہ و زاری نکی پھر باپ نے کچھ پا[illegible]ی
گیا زاری کنان تب پیش برہما مقام امن اسکا بھی نہ دیکھا

کیا کیلاس پر با حالتِ غیر — نہ رکھی اُسجگہ بھی جان کی خیر
پھرا چار ونطرف وہ تیرہ باطن — نہ چھوڑا تیر نے پیچھا و لیکن
نہ دیکھی جب کسی ڈھب سے رہائی — قدم کے رام کی تب یاد آئی
ہوا مجبور تیرِ تیز پر سے — کیا باہر خیالِ خام سر سے
بصد منت ہوا پا بوس آکر — جبینِ بندگی رکھی قدم پر
کہا اے بادشاہِ جن و آدم — تو ہی ہے جرم بخشِ ہر دو عالم
تجھی سے مشکلِ ہر شے ہے آسان — تو ہی ہے حامیِ انسان و حیوان
سنگِ جانستان سے تو نے جا کر — چھوڑایا فیل کو دریا کے اندر
کیا پرہلاد کا دل شاد تو نے — مصیبت سے کیا آزاد تو نے
عذابِ سخت مین مین مبتلا ہون — گرفتارِ غم و درد و بلا ہون
نہین ہے اب مرا غمخوار کوئی — زمانہ ہے براے کینہ جوئی
نگہبان اب مری حرمت کا تو ہی — کہ تیرے ہاتھ میری آبرو ہے
شتابی غم سے کر آزاد مجھکو — جہانین رزق سے کر شاد مجھکو
گرا یہ کہکے جسدم وہ قدم پر — ہوئے شاہِ دو عالم شادمان تر
امان دی جان کی راہِ کرم سے — نکالا حلقۂ درد و الم سے
بچایا آفتِ تیرِ دان سے — امان بخشی بلاے جانستان سے
و لیکن تھی جو اُسکی سخت تقصیر — ہوئی واجب اُسے ہرگونہ تعزیر
دیا کچھ یہ قدرت کا اُسے زور — رہ الطاف سے اک چشم کی کور
امان پائی تو زاغِ تیرہ پیکر — ہوا راہی وہان سے آسمان پر

ادھر رخصت ہوا زاغ سیہ فام | ادھر اُس کوہ سے آگے چلے رام

چلنا راجہ رامچند رکا چترکوٹ کی پہاڑ سے طرف صحرا کے اور ملنا عابدون سے بیابان مین اور مقام کرنا بیچ بنج بٹی اور ڈنڈک آرن کے اور چند مدت تک رہنا وہان مع سیتاجی اور لچھمن جی کے

چلے اُس کوہ سے جب رام و لچھمن | مثال جہرومہ بار دسے روشن
شکار افگن سو دشت و بیابان | بہ نزد اتری پہونچے شتابان
کیا عابد نے جب نظارۂ رام | ہوا بہر قدمبوسی سُبک گام
گرا جا کر قدم پہ با دل شاد | پرستش رام کی کی حد سے ازاد
ہوئے عابد سے خوش رام انکو کیش | بہ شیرین برہمن نے کیے پیش
ملی دلشاد انوسُو ئیا سے سیتا | لباس نوزن عابد نے بخشا
بصد شفقت ہوئی سیتا سے ہمدوش | وہان سیتا نے شیرین بہ کیو نوش
بوقت شب کیا اُسجا پہ آرام | ہوئے عابد سے رخصت صبحدم رام
چلے دونون برادر شاد و فرحان | شکار افگن بیابان در بیابان
ہوئے جس دشت مین وہ جلوہ افگن | ہوا وہ دشت فیض پا سے گلشن
بہار نو قدم سے تھی جو ہمدم | بیابان ناز کرتا تھا ہر اک دم
شمیم لالہ و گلہا سے احمر | مشام روح کرتی تھی معطر

درختان سعادت مند پایہ
ہما کیطرح سب کرتے تھے سایہ

جہان جاتے تھے شاہ جن و آدم
قدم لیتے تھے وحش و طیر باہم

بڑا اک دیو تھا مکار عالم
ستمگار جہان خونخوار عالم

ستمگر مردم آزار و جفاکیش
زمانہ ظلم سے اسکے تھا دلریش

گزک کرتے تھے وقت مینوشی دو دام
سمجھتا تھا بشر کو لقمۂ خام

ہوا ناگاہ جنگل سے نمایان
بہ پیش رام آیا شاد و خندان

قریب رام آیا جب وہ ناپاک
لگا سر پہ اڑانے دشت کی خاک

ہوا سیتا پہ دست انداز آکر
وہان سے لیگیا ظالم اڑا کر

بٹھا کر اسکو گوشہ مین وہ ناپاک
برائے جنگ پھر آیا غضبناک

بشکل کوہ وہ آیا سیہ دل
ہوا دونون برادر سے مقابل

کبھی ظاہر کبھی پنہان ستمگر
زمین پر گاہ و گاہے آسمان پر

کبھی نزدیک آیا اور کبھی دور
لڑا وہ دیر تک اس ڈھب سے مغرور

کیے لاکھون فریب و مکر و افسون
بہت کی آسمان سے بارش خون

ہزارون تیر لچھمن نے کیے سر
لگا کوئی نہ اس ظالم کے تن پر

جو دیکھا رام نے دیو نگونسار
کسی ڈھب سے نہین مرتا ہی زنہار

کمان غصے سے کھینچی بیحابا
کیا تو وہ اسے تیر اجل کا

گرا جب تیر کھا کر وہ زمین پر
ہوئے شادان ملک چرخ برین پر

مگر اسنے کی جب رام کی یاد
ہوئے شاہنشہ کون و مکان شاد

تن بیجان کیا اسکا تہ خاک
عذاب نار دوزخ سے کیا پاک

ادھر سیتا کو لاتے جا کے لچھمن　　چلے دونون برادر شیر افگن
گئے جنگل مین جب وے چار فرسنگ　　تو دیکھا ایک عابد نام سربھنگ
ہمایون صورت و فرخندہ تمثال　　نکوکار و نکو سیرت نکو فال
زبان پرور و نام ایزدِ پاک　　طریقِ بندگی مین چست و چالاک
عبادت مین خدا کی چشم بیدار　　برنگ نرگسِ سرمست و سرشار
ریاضِ بندگی مین با دلِ شاد　　کھڑا اک پیر سے مانند شمشاد
بروی خاک فرقِ سجدہ ہر دم　　مثالِ بید مجنون با تنِ خم
گئے جب رام نزدِ عابدِ پاک　　ہوا پا بوس عابد آ کے چالاک
وفورِ عشق سے آخر تنِ زار　　بھڑک اُٹھا برنگ شعلۂ نار
وہین پر صورتِ پروانہ بیباک　　ہوا اُس شمع رو پر جل کے وہ خاک
خرامان اُسجگہ سے رام و لچھمن　　شکار افگن گئے سوے سوتچھن
جو نام رام عابد نے کیا گوش　　رہا اُسکو نہ تن من کا ذرا ہوش
بصد بیتابی و شوق و تمنّا　　ہوا پا بوس شاہ عالم آرا
ہوا دیدار سے عابد بہت شاد　　کیا وصف شہنشہ حد سے ایزاد
ہوئی حاصل بزرگی اُسکو شہ سے　　ضیا جسطرح اختر پائے مہ سے
غرض ہمراہ عابد رام و لچھمن　　ہوئے آگے وہان سے جلوہ افگن
مکان اک دشت مین دیکھا نہ تا قاف　　مثالِ سینۂ روشن دلان صاف
اگست عابد تھا اُسجا جلوہ آرا　　وہان پہونچے خرامان رام و [illegible]
کیا عابد نے جب نظارۂ رام　　پرستش کی بصد اعزاز و اکرام

ہوا دیدار سے شادان برہمن ادب سے چومے پاے رام و لچھمن
کہا شہ نے ز روے مہربانی کہ ہی تجھ سے عیان راز نہانی
بتا ایسی سبب تدبیر کوئی کرون دیوؤن سے تا مین کینہ جوئی
کہا عابد نے تب اے رشک شمشاد کرو تم جا کے ڈنڈک بن کو آباد
ہوئے کنبھج سے رخصت رام و لچھمن چلے صحرا بصحرا صید افگن
بتایا تھا جو اُس عابد نے صحرا کیا فیض قدم سے اسکو خضرا
جو تھی اُس دشت مین آب و ہوا خوش ہوی دیمین شہ ارض و سما خوش
درخت اُس دشت مین تھے پانچ یکجا بر شیرین لگے اُسمین سراپا
سطراسب بہار جاودان سے بری ہر ایک آسیب خزان سے
برنگ سرو تھا ہر نخل موزون بزرگی مین تھی وہ طوبیٰ سے افزون
عیان ہر شاخ سے رنگ جوانی موافق صورت یاران جانی
زبس تھا اسجگہ کا پنج بٹی نام وہان پاتے تھے وحش و طیر آرام
ہوئے اُسجا فرو کش رام و لچھمن کیا صحراے ڈنڈک بن کو گلشن
کیا رہنا وہان کا شاد و خرم ہوئے مشغول صید و سیر ہر دم

آنا سُوپنکھا ہمشیر راون کا اور عاشق ہونا اُسکا راجہ رامچندر اور لچھمن جی پر اور ناک کٹنا اُسکی لچھمن جی کے ہاتھ سے اور جانا اُسکا کھر دوکھن کے پاس واسطے فریاد کے

رقم پرواز معنی پیر دیرین | بیان کرتا ہے یہ مضمون رنگین
کہ جس جا تھے فروکش رام و لچھمن | وہان تھا مسکن ہمشیرۂ راون
عجب وہ دیونی تھی کوہ پیکر | اُسے کہتا تھا سُپ نیکھا برادر
بوقتِ صبح اکدن وہ قضا را | سُوئے دشت آئی از بہرِ تماشا
نظر آئے وہان دونون برادر | بہم جسطرح ہون تابندہ اختر
کیا غش دیکھکر روے جہانتاب | گیا دل سے وہین صبر و خور و آب
ہوا زخمی جو تیرِ عشق سے دل | ہوئی بیتاب شکلِ مرغ بسمل
کیا شیطان نے آخر اسکو گمراہ | ہوئی اُس بادیہ کو وصل کی چاہ
چھپا کر صورتِ زشت اپنی مکّار | ہوئی شکلِ پری بنکر نمودار
کیا اُسنے وہ چہرہ آشکارا | کہ مہ نے غش کیا وقتِ نظارا
رُخِ انور پہ یون زلفِ سیہ فام | شفق پر جسطرح ہو سایۂ شام
جبین یون گیسوؤن مین جلوہ افگن | میانِ ابر گویا برق روشن
وہ ابرو اُس بتِ کافر کی خونریز | سوا تیغِ ہلالی سے وہ تھی تیز
نہو کسطرح بینی وصف سے پاک | کہ حسن و خوبروئی کی تھی وہ ناک
بیان اُس گوش کی جب مین نے کی شان | گل و لالہ کے سُنکر کھل گئے کان
لبِ شیرین نبات و نیشکر سے | نزاکت مین فزون گلبرگِ تر سے
وہ آنکھین اُسمین وہ سرمے کی تحریر | کیا آہو کو گویا پابزنجیر
وہانِ تنگ مین وہ پان کا رنگ | رہے غنچہ حسد سے جسکے دل تنگ
وہن مین جلوہ گر یون سلکِ دندان | صدف مین جسطرح گوہر درخشان

مسی مالیدہ دندان یون دہن مین / کھلے جسطرح نافرمان چمن مین
وہ جان بخشِ زنانہ چاہ غبغب / سراسر آب شیرین سے لبالب
کرون کیا اُسکی گردن کا مین اوصاف / صراحی جسطرح بلّور کی صاف
وہ پستان اور سینہ پُر نزاکت / حباب نور دریا سے لطافت
شکم وہ تختۂ قاقم سے شفاف / سبوئے خوبی سے مملو ساغرِ ناف
وہ سیم آسادہ ساعد رشکِ سیماب / مثالِ شاخِ نخلِ میوہ شاداب
میانِ صاف کا جب ذکر آیا / قلم نے سر کو زانو پر جُھکایا
زبس محنت سے دست و پا کیے شل / کہا ناچار یہ عقدہ ہی لاحل
وہ زانو گر نظر آجاے عریان / تو ہو چشمِ فلک حسرت سی گریان
سراپا پانوُن اس کافر کے پُرنور / کہ شرمندہ ہو جس سے لوحِ بلّور
ادا و ناز مین سر تا قدم خوب / پریرو دیکھکر جسکو ہون مجوب
مرصع زیور و پوشاک پُر زر / سراپا تن مین پہنے وہ سمن بر
عجب ناز و ادا سے وہ پریزاد / حضورِ رام آئی خرم و شاد
لبِ شیرین سے بولی پاس جاکر / کہ اے محبوب عالم ماہ پیکر
مین ہون رشکِ پری ہمشیرِ راون / خجل ہے آگے میرے ماہ روشن
پریرو خوبرو رشکِ قمر ہون / گرامی خاندان عالی گہر ہون
جن و شیطان مین ڈھونڈھا مینے اکثر / نپایا اپنے قابل کوئی شوہر
پریزادون مین اکثر جستجو کی / فرشتون نے بہت سی آرزو کی
نہ دیکھا جب کوئی اپنا مقابل / ہوا مایل نہ اپنا اُسطرف دل

پسند آئی مجھے کچھ تیری صورت | جو پیش آئی مین از راہ محبت
وگرنہ غیر ممکن تھی ملاقات | بنی آدم سے کب مائل ہون جنات
مین لائق تیرے تو لائق ہی میرے | محبت بن پڑیگی میرے تیرے
فرشتہ ہی اگر تو مین پری ہون | تو ہی گر ماہ مین بھی مشتری ہون
اگر چہرہ ہی تیرا عالم افروز | رخ گلگون ہی میرا بھی جہانسوز
اگر مژگان ترے ہین نشتر تیز | تو ہین ابرو مرے بھی خنجر تیز
اگر ہے آنکھ تیری غارت ہوش | تو صبح حشر ہی میری بنا گوش
دہن تیرا اگر تنگ شکر ہے | مرا غبغب بھی اک شیرین ثمر ہے
لب خندان ترا گر جانفزا ہے | تو میرا بھی تبسم دلربا ہے
کہا جب دیونی نے اس ادا سے | ہنسے شاہ زمن اوس مہ لقا سے
کہا ای گلعذار نازک اندام | نہ ہوگا تجھکو میرے ساتھ آرام
مین ہون پابند اسباب تعلق | ہنسین گے مجھکو ارباب تعلق
نہ ہو دو زن کو اک شوہر سے راحت | رہے ہر روز رنج و درد و آفت
وہ بھائی مرا نا کتخدا ہے | اگر راضی ہو میری بھی رضا ہے
یہ سنکر وہ پری رشک گلشن | سبک رفتار آئی پیش لچھمن
رخ لچھمن نظر آیا جو دلکش | زیادہ رام سے اونپر ہوئی غش
غرور و شوخی و ناز و ادا سے | کیا آگاہ اپنے مدعا سے
کہا لچھمن نے ای شیرین شمائل | ترا مقصد نہ ہوگا مجھ سے حاصل
برادر ہے مرا شاہ دو عالم | جمال و حسن مین ماہ دو عالم

زر و لعل و گہر سے گنج بر گنج — کسی شی کا نہین مطلق اُسے رنج

ہزاروں لعبتان رشک شمشاد — اُسے زیبا ہین ای دخت پریزاد

جسے چاہے کرے وہ شاہ بانو — جواہر مین بٹھائے تا بہ زانو

مطرّا بوستان دستۂ گل — سرود مطربان رشک بلبل

شب مہتاب مین گلزار کی سیر — مُہیا ہے اُسے بے منت غیر

اگر ای نازنین وہ صاحب تخت — کرے ہمخوابہ تجکو ہی زہی بخت

مناسب ہی کہ اُسکے پاس جاکر — خوشامد سے دوبارا التجا کر

مین ہون انکا غلام کفش بردار — نہین مجھکو یہ گستاخی سزاوار

اگر لون مین تجھے بالفرض ہمراہ — تو ہوگی تو کنیز بانوے شاہ

ہوئی جب دیونی لچھمن سے مایوس — پھری با درد و رنج و آہ و افسوس

حضور رام آئی پھر شتابان — بصد منت کہا ای فخر شاہان

نہ تجھسا شہ نہ مجھ ایسی پری ہی — تجھے شایستہ میری ہمسری ہی

مگر زنہار مجھسے اب بہانا — پذیرا کر مجھے شاہ زمانا

کہا پھر رام نے ای غیرت ماہ — نہو لچھمن کے بہکانے سے گمراہ

اُسے بخشا ہی مین نے افسر و تخت — ابھی ہی وہ جوان سال و جوان بخت

حسین و خوبصورت ہے نکوکار — تری ہم بستری کے ہی سزاوار

مگر تو خواہش نسبت مرے ساتھ — کہ ہی میرا گریبان اور سکے ہاتھ

جواب رام سُنکر وہ سیہ کار — پھر آئی پیش لچھمن با دل زار

پھری پھر پیش لچھمن سے بصد یاس — بشکل زشت آئی رام کے پاس

ہوئی وہ آمد و شد سی جو بیزار ‏ کہا دونون برادر تم ہو عیار
کیا شرمندہ مجھکو مکر و فن سے ‏ ہنسی کی تمنے راون کی بہن سے
گئی بیتاب غصے سے بہت پیش ‏ قدِ بالا دکھایا کوہ سے بیش
وہ پُرہیبت دکھائی اپنی ہیئت ‏ مجسم ہوکے آئی خود قیامت
کیا سیتا پہ یون چنگِ ستم باز ‏ ہماکو جسطرح گھیرے غلیواز
ہنسے اُسوقت شاہِ عالم آرا ‏ برادر کو کیا اُسدم اشارا
برادر نے نکالی کارد تیز ‏ برنگ دشنۂ فولاد خونریز
قریب آئی خردشان جب وہ بیہوش ‏ وہین لچھمن نے کاٹے بینی و گوش
نصیحت سے جو تھے گوش اُسکے خالی ‏ ہوئی اُسکی مناسب گوشمالی
نہ کام آئی کچھ اسکی مہ جبینی ‏ کہ خود بینی نے کھوئی اُسکی بینی
لہو مین دیکھکر اپنا تن زار ‏ گئی زاری کنان وہ سوے کہسار
برادر تھے وہان دو اسکے مقہور ‏ کھر و دوکھن بنام زشت مشہور
اجنہ مین تھے وہ سردار نامی ‏ ہزارون دیو کرتے تھے غلامی
وہان رہتے تھے وہ عز و شرف سے ‏ عمل رکھتے تھے راون کیطرف سے
جفاکار و دل آزار و ستمگر ‏ خبیث خرس خوار و آدمی در
گئی آگے اُنھون کے غم رسیدہ ‏ دکھائے بینی و گوش بُریدہ
گری شکلِ بلاے ناگہانی ‏ بچشم تر بہت کی خونفشانی
برادر سے کہا با شور و فریاد ‏ کہ آئے ہین یہان دو آدمی زاد
کہون جو کچھ کہ ہی تشبیہ تھوڑی ‏ مقرر چاند سورج کی ہی جوڑی

مراد دو جہان شاہ دو عالم ۔۔۔ عزیز ہر دل و ماہ دو عالم
نظر ترچھی ہی گو بانکی ادا ہے ۔۔۔ وے چشم ترحم جانفزا ہے
غضب ہی گر کبھی ترچھی نظر ہو ۔۔۔ زمین و آسمان زیر و زبر ہو
جسے دیکھے کبھی چشم کرم سے ۔۔۔ اُسے ہستی مین لائے پھر عدم سے
سمن بر زرد عارض سبز پوشاک ۔۔۔ اُسے کہتے ہین رام ارباب دراک
سہی قد سوسنی پوشاک گلفام ۔۔۔ اُسے کہتے ہین لچھمن خاص در عام
حسین و دلربا و ناز پرور ۔۔۔ بشر اسطرح کے دُنیا مین بے شر
نہ دیکھے خواب مین چشم ملک نے ۔۔۔ سُنے ہرگز نہین گوش فلک نے
زنِ گلفام ہی اک اُسکے ہمراہ ۔۔۔ ملک کو جسکی پابوسی کی ہو چاہ
بُتِ شیرین ادا فرخندہ پیکر ۔۔۔ سراپا تن مین پہنے لعل و گوہر
بجانون حور ہی یا مشتری ہے ۔۔۔ سراپا حسن و نازِ و دلبری ہے
بشر مین لاکھ ہو گو خوش ادائی ۔۔۔ کہان یہ دلبری و دلربائی
گذر میرا ہوا اُس جا قضا را ۔۔۔ مجھے دونون نے بے تقصیر مارا
بہت کی دشت مین گو مین نے فریاد ۔۔۔ نہ پہونچا کوئی شیطان از پے داد
فغان کی ہر طرف ہر سو پکارا ۔۔۔ نہ دوڑا کوئی فرمان بر تمھارا
نہ لی تمنے خبر میری شتابی ۔۔۔ تمھارے آگے میری یہ خرابی
رباب و رقص دمے شام و سحر ہے ۔۔۔ نہین تمکو مگر راون کا ڈر ہے
چلو جلدی اگر رکھتے ہو یارا ۔۔۔ نہین مٹتا ہی نام و ننگ سارا
کفِ افسوس رہجاؤ گے ملکہ ۔۔۔ نہ ہاتھ آئے گی ایسی ناز پرور

آنا کھر و دوکھن کا چودہ ہزار شیاطین لیکر اور لڑنا راجہ رامچندر اور لچھمن جی سے اور مارا جانا سب راچھسون کا اُنکے ہاتھ سے

قلمزن عاقل وصورتگر راز
برروے صفحہ یون ہی نامہ پرداز

کہ کھر دوکھن ہوے یہ سُنکے بیتاب
ہوئے رم دیدہ دیسے خورد خواب

کہا لشکر سے ہو طیار جلدی
سنبھالو اپنے سب ہتھیار جلدی

یہ سُنکر دیو نکلے ہر طرف سے
اُڑے شکل ملخ شور و شغف سے

بلانوش و جوان و جنگجو سب
زبون کار و قبیح و زشت خو سب

غرض چودہ ہزار عفریت سرکش
لیے گرز و کمان و تیر و ترکش

شتابی سب وہ ڈنڈک بن مین آئے
خزان جسطرح سے گلشن مین آئے

جو دیکھا رام نے دیوونکا لشکر
کہا لچھمن سے اے فرخندہ پیکر

خروشان دیو آئے فوج در فوج
برنگ سیل دریا موج در موج

الگ دیوون سے سب کو وہ جا کر
حفاظت تم کرو سیتا کی دم بھر

سر میدان بحال تازہ روئی
حریفون سے کرون مین جنگجوئی

مٹاؤن نام جن روے زمین سے
جلا دون سب کو تیر آتشین سے

غرض باجانکی بے رنج و اندوہ
گئے لچھمن بسوے دامن کوہ

براے جنگ دیوان شاہ دل شیر
چلے میدان مین تنہا صورت شیر

ادھر میدان مین آئی فوج دشمن
ہوا تاریک روے روز روشن

کیا یون آکے دیوون نے دہان تنگ
فلک پر ابر کا جسطرح ہو شور

کہا دوکھن نے کھر سے ای برادر
امان مانگین اطاعت تو دیجے
وگر ہو کچھ غرور دولت و تاج
ہوا دوکھن کا جب کھر کو یہ احکام
کہا قاصد سے رو سے مہربانی
کہ شاہنشاہ انکا ہی جو راون
اُسی کے ہم ہین چھوٹے دونون بھائی
ستم ہی اُس سے تمنے دشمنی کی
جہانمین گرز اُسکا صف شکن ہی
شہنشہ ہو ملک ہو کون تم ہو
خطا کی تمنے دُنیا سے سزا ای
ہمین تہ نظر مطلق نہین شر
اگر چاہو کہ ہو تقصیر ماضی
گنہ بخشے شہنشاہ جوان بخت
اگر یہ جانکی ہے تمکو پیاری
کہا قاصد نے یہ پیغام دیوان
سُنا جب رام نے یہ سخت پیغام
شہ دسرت کے ہم دونون پسر ہین
عیان ہی نام اپنا رام و لچھمن

پیام آشتی ہے سب سے بہتر
غریبون کی دل آزاری نہ کیجے
زر و زن سب کرو میدانمین تاراج
کیا قاصد روانہ جانب رام
یہ کہنا رام و لچھمن سے زبانی
زمانے مین ہی اُسکا نام روشن
اُسی کی سب جہانمین ہی دُہائی
کہ ناحق ناک کاٹی دیونی کی
یہ سپنکھا اُسی شہ کی بہن ہے
ستایا تمنے راون کی بہن کو
مناسب ہی تمھاری گوشمالی
ترحم آہے تمھاری کم سنی پر
کرو راون کو سیتا دیکے راضی
کرے خوش ہو کے تمکو صاحب تخت
نہین ممکن ہی جان بخشی تمھاری
کہا سب پیش شاہ جن و انسان
زبان نرم سے بولے وہان رام
زمانے مین ازل سے نامور ہین
جہان مین مثل مہر و ماہ روشن

اودھ سے چھوڑ کر اورنگ وافسر یہان آئی ہین ہم دونون برادر
جہانمین از برائے دولت وتاج نہین ہم حاکم لنکا کے محتاج
زبس مد نظر ہے صید دیوان تم ایسے آہوونکے ہم ہین جویان
کیا راون نے ظلم از بس زمین پر بہت مغرور ہے تاج و نگین پر
ملاؤن خاک و خون مین اب سر جنگ کرون تاراج تاج و چتر واورنگ
جو کاٹی بینی ہمشیر راون عبث ہی غم تمھین اے خیل دشمن
وہ تھی ناپاک قابل اس سزا کے مقابل کیون ہوئی سیتا سے جا کے
اگر غیرت ہے تو میدان مین آؤ نہین تو منھ نہ دنیا مین دکھاؤ
ہوا قاصد یہ سنکر سخت حیران کھرودوکھن کے پاس آیا شتابان
جواب صاف دیوؤنکو سنایا کھرودوکھن نے سنکر طیش کھایا
کہا لشکر سے ہان گھوڑے کرو تیز کرو خنجر بفرق دشمنان تیز
یہ سنتے ہی شیاطین سیہ فام چلے چارونطرف سے جانب رام
وہ جھرمٹ کرکے سب اسطرح آئے گھٹا خورشید پر جسطرح چھائے
شہ کونین پر میدان مین یکبار ہراک جانب سے کی تیرونکی بوچھار
کیا دیوؤن نے نرغا ہر طرف سے مچایا شور وغوغا ہر طرف سے
تفنگ و تیر میدان مین کیے سر چلائے گرز شاہ مہ لقا پر
شہ کونین کو بس آگیا جوش کمان غصے سے کھینچی تا بنا گوش
ہزارون تیر مارے ایک پل مین تلاطم پڑ گیا دیوؤنکے دل مین
گری انپر بلا سے تیر اڑ کر تہ و بالا ہوا دیوؤنکا لشکر

وہ بادل سے جو برسے دیو گمراہ | بمشکل نہ نکل آئے شہنشاہ

فراہم ہوکے پھر آئے تبہ کار | پریشانی سے اپنے بادلِ زار

کیا تب شہ نے حملہ دشمنون پر | دلیرانہ مثالِ ضیغمِ نر

کیے سر سیکڑون تیر دو پیکان | ہوئے زخمی ہزارون دیو شیطان

گرا جیسے خدنگِ مار پیکر | گری برقِ اجل گویا کہ اوسپر

جو بھاگے بدحواسی سے بد و نیک | گرے گھبرا کے باہم ایک پر ایک

ہزارون مر گئے باہم کچل کے | ہزارون مر گئے کافر دہل کے

صفِ پیکار مین شاہِ زبردست | دوان تھے صورتِ پیلِ سیہ مست

ہوئے شرمندہ جب تو سیہ رنگ | فریب و مکر سے کرنے لگے جنگ

کبھی آ کر پڑے روے زمین پر | چھپے اوڑ کر کبھی چرخِ برین پر

اوڑاتے تھے کبھی میدان مین خاک | کبھی ظاہر کبھی غائب تھے ناپاک

فلک پر اوڑ کے برساتے تھے ہر بار | کبھی اژدر کبھی کژدم کبھی مار

کبھی کرتے تھے روشن دشت مین آگ | برنگِ غول جاتے تھے کبھی بھاگ

ہوئے غصے مین شاہِ عالم افروز | کیے سر آتشین تیرِ عدو سوز

لگے جلنے تو سب گھبرا کے بھاگے | کمانین چھوڑ کر چلا کے بھاگے

جو دیکھا رام نے بھاگے ستمگر | کیا تیرونکا حلقہ گردِ لشکر

دیا ہرگز نہ میدان مین سنبھلنے | کیا دنبال شاہِ خوش عمل نے

جو چھوڑے شہ نے تیرِ آتش انگیز | گرے فوجِ عدو مین برق سی تیز

ہوئے سب خاک اک پل مین ستمگر | برنگِ دیو آتشبازی جل کر

ہوئے تن سب کے یار سر سے ہلکے
نشانہ سب ہوئے تیر اجل کے

جو دیکھا شہ نے میدان صاف شر سے
سوئے مسکن پھرے فتح و ظفر سے

ادھر سے لاکے سیتا کو برادر
ملے شاہ جہان سے شاد و خوشتر

بفتح و شادمانی رام و لچھمن
ہوئے مشغول صید و سیر گلشن

جانا شپ نیکھا کا راون کے پاس واسطے فریاد کے اور آنا راون کا ماریچ دیو کو لیکر پنچ بٹی مین اور ہرن بننا ماریچ کا اور شکار ہونا راجہ رامچندر جی کے ہاتھ سے اور لیجانا راون کا سیتا جی کو لنکا مین اور اتارنا بیچ باغ کے

عجب پیر فلک ہی فتنہ ایجاد
پئے آزار مردم ہے یہ استاد

سدا کرتا ہے یہ چرخ سیہ قلب
مثال داربازان بازی قلب

خمیر شر ہی اسکی ذات مین عین
نہ دیکھا دونکو یکجا چار دن چین

بجا ہی جو کرو اسکی شکایت
نہو باور تو سنیے یہ حکایت

دیا یعنے وہ شہ کو رنج غربت
غریبی مین فزون کی اور کربت

کہ شپ نیکھا نے جب با دیدۂ تر
موئے دیکھے یہان دونون برادر

بصد حسرت بیابان سے وہ گمراہ
سو لنکا گئی با نالہ و آہ

سریر زرفشان پر شاہ راون
بصد جاہ و حشم تھا جلوہ افگن

مرصع تاج زر فرق زبون پر
سر نخوت رواق نیلگون پر

نشان وزور وزمین وزر سے مغرور
شراب شور و جنگ و شر سے مسرور

پیاپے دور ساغر بر کف دست
تماشاے رباب و چنگ پرست

بطِ مے کا سیان تک خون بہا تھا
کہ رنگِ جام خندان ہنس رہا تھا

ہزارون لعبتان رشک گلشن
حضورِ شاہِ لنکا جلوہ افگن

ہر اک جامِ مے گلگون سے سرشار
پری اور دیوؤنکا تھا جمع دربار

جو شُپ نکھا نے دیکھی یہ وہان سیر
سر محفل گئی با حالت غیر

کہا رو رو کے درد و غمسے بھائی
دُہائی ہے دُہائی ہے دُہائی

مے گلگون سے ہر دم مست و مدہوش
پڑا رہتا ہے تو از خود فراموش

رباب و چنگ و رقص و مے ہے دن رات
خبر تجھکو نہین ہے اپنی ہیہات

کسے شادی ہے کسکو درد و غم ہے
تو اتا کون ہے کس پر ستم ہے

یہ غفلت یہ فراموشی غضب ہے
شہنشہ کو یہ مدہوشی غضب ہے

جو مال و ملک و زر سے بیخبر ہے
نہین وہ بادشہ ہے جانور ہے

خدا نے ملک بخشا ہے پئے داد
نہ دے گر داد وہ سلطان ہے جلاد

خبر تجھکو نہین اے خود فراموش
بشر کاٹے بہن کے بینی و گوش

نہ دیگا گر یہان تو داد میری
کرونگی حشر مین فریاد تیری

دکھائے جب بہن نے کان اور ناک
ہوا غیرت سے راون دلمین غمناک

کہا ارکان دولت سے یہ امکان
بشر کاٹے مری ہمشیر کے کان

فلک رتبے ہین مجھسے آج کم ہے
بشر دیوون پہ غالب ہو ستم ہے

کہا راون نے اُس سے اے نکوفال
کہا تھا تونے کھر دوکھن سے یہ حال

جہانمین کون ہی اُنسے دلاور ‏ سمجھتے ہین بشر کو لقمۂ تر
کہا خواہر نے ای شاہ جہانگیر ‏ ہوئے پہلے وہ دونون طعمۂ تیر
ہوا لشکر پہ یزدا دونکا سب گرد ‏ یہ سُنکر وہ خجالت سے ہوا زرد
کہا راون نے کر تو مجھکو آگاہ ‏ یہ سُنکر بولی سُپ نکھا کہ ای شاہ
اودھ سے رام و لچھمن دو برادر ‏ برائے سیر آئے ہین یہان پر
بنی آدم ہین دسرت کے پسر ہین ‏ جمال و حُسن مین شمس و قمر ہین
لیے ساتھ اک زن فرخندہ بنیاد ‏ میانِ وحشیان پھرتے ہین دلشاد
اُنھون نے سُنکے تیری خواہر پاک ‏ زبردستی سے کاٹے کان اور ناک
کھر و دوکھن جو دوڑے سُنکے فریاد ‏ ملائی خاک و خون مین اُنکی بُنیاد
شہِ لنکا نے سُنکر سب یہ تقریر ‏ تشفی کی بہن کی ہو کے دلگیر
نہ سویا رات بھر بستر پہ اُس روز ‏ رہا غیرت سے مثلِ شمع جانسوز
سحر اُٹھا جو راون صورتِ زاغ ‏ ہزارون غم سے تھے دلپر سیہ داغ
گلِ صد برگ سان غیرت سے منھ زرد ‏ خمارِ می سے سر مین شدتِ درد
سوے دربار آیا دل مین ناشاد ‏ کیا آرابچی سے اپنے ارشاد
وہ لایا رتھ شتابی کر کے تیار ‏ ہوا راون اکیلا اُسپہ اسوار
یہان لچھمن بحکمِ شاہ والا ‏ گئے جب پھول لینے سوے صحرا
کہا سیتا سے شہ نے مونسِ جان ‏ کرونگا جنگ مین اب با حریفان
رہو یکچند تم آتش مین دلشاد ‏ کرونمین خاک جنِ و دیو برباد
بحکمِ رام سیتا پاس سے تا فرق ‏ میانِ چشمۂ آتش ہوئی غرق

ہوا پھر رام کی قدرت سے خوشتر
ہوئی گلزار آتش جانکی پر

ہمانا خالقِ آب و گلِ و نار
کرے روشن دلان پر آگ گلزار

بجسم سایۂ سیتا ہمہ تن
رہا ہمراہ شاہ شیر افگن

بچانا ابعید کچھ لچھمن نے زنہار
دیے سیتا کو خوش گلہای گلزار

ادھر وہ سر نے جا کر دشت کے بیچ
جھکایا فرق سے سر پیش ماریچ

کہا ماریچ سے اے پیر دانا
تو ہے دیوانِ لنکا سے توانا

مہم سخت ہے درپیش مجھکو
مناسب ہے اعانت آج تجھکو

مرے تیرے بہت دن سے ہی الفت
ادا کر آج سب حقِ محبت

ادھر سے دو برادر آدمی زاد
برنگِ سرو سرکش فتنہ ایجاد

پئے سیر و شکار آئے ہین اس راہ
زنِ رشکِ قمر لائے ہین ہمراہ

انھون نے گوش و بینی سوپ نکھا کے
سراسر ظلم سے کاٹے بلا کے

پکڑ لائین انھین چلکر برادر
نکالین دل سے خارِ غم سبکتر

سنا ماریچ نے جب رام کا نام
کہا اے بادشاہِ خاص و عام

برہ شون کر یہ خیالِ خام سر سے
نکل باہر نہ ہرگز اپنے گھر سے

بسوے خانہ جا اے نیک باطن
سمجھ تو رام و لچھمن کو نہ کم سن

یہ لڑکے وہ ہین اے فرخندہ پیکر
جنھین لایا تھا بسوامتر جا کر

انھون نے تیر اک مارا تھا میرے
کہ مین آکر گرا ہمسایہ تیرے

نہین واجب ہے انکے پاس جانا
کہ انکا زور بل ہے میرا جانا

ہوا آزردہ راون سنکے یہ بات
کہا ماریچ سے اے دیو بدذات

مرے فرمان مین ارض و فلک ہین — مرے قابو مین سب جن و ملک ہین

مرا چنگل قوی ہے شیر نر سے — درندے کانپتے ہین میرے ڈر سے

مری تیغ دو دم برق غضب ہے — امان جان اجل کو مجھ سے کب ہے

اگر چلنے مین ہی تاخیر تجھکو — کرونگا طعمۂ شمشیر تجھکو

سُنی راون کی جب اسطرح تقریر — ہوا ماریچ غم سے سخت دلگیر

زبس ہیبت سے کانپا صورتِ بید — اُٹھایا زندگی سے دستِ اُمید

نہ دیکھی جب کسی ڈھب مخلصی آہ — چلا مجبور تب راون کے ہمراہ

کہا دل سے ہوا اب بخت روشن — کہ پھر دیکھونگا پائے رام و لچھمن

وہ محبوبِ دو عالم بیگمان ہین — نگہبانِ زمین و آسمان ہین

جو بخشین جان تو ہی بندہ نوازی — کرین گر قتل تو ہی سرفرازی

وہان ہر آئنہ میرا بھلا ہے — کہ مین بندہ ہون وہ صاحب مرا ہے

یہ دل مین گفتگو کرتا رہا وہ — رکابِ شاہِ لنکا مین چلا وہ

شتابی الغرض ماریچ راون — ہوئے وارد قریبِ رام و لچھمن

شہِ لنکا نے دیکھے دونون بھائی — فراموش اپنی کی ساری خدائی

بہم یون دونون بھائی جلوہ گر تھے — مہ و خورشید گویا یکدگر تھے

رُخ روشن جو تھی وہ صورتِ برق — تجلی غرب سے تھی لیکے تا شرق

تجلی کی نہ لایا تاب راون — ارابہ سے گرا بیتاب دشمن

عداوت سے اُٹھا کر جو نظر کی — تو شکل شیر تھی صورت بشر کی

ہوئی کچھ ہیبت ایسی آشکارا — قدم راون نے بس آگے نہ مارا

حضور رام کب ہو دیو گمراہ — مقابل شیر کے کیونکر ہو روباہ
وے اسطرح کا پائے کہان زور — جو ہو بیل و مان کے سامنے ہور
کہان طاقت شغال نیچان کو — پلنگ خونفشان کے روبرو ہو
ہوا سبقت سے جب مجبور آدن — کہا مارتیچ سے اے صاحب فن
جن وشیطان سے تو دانش مین ہی پیش — کوئی تدبیر کر ایسی یہان پیش
کہ جاوین رام و لچھمن بہر نخچیر — کردن سیتا کو تنہائی مین تسخیر
بنا آہو کی صورت وہ نگون بخت — پہنکر پوست کا سرتا قدم رخت
عجب آہو سراپا شوخ و طناز — بری آہو سے آہو سے سرافراز
نظیر اسکا جو ڈھونڈھو تم ہرن مین — نہ نکلے چین و تاتار و ختن مین
سبکتر چال مین کبک دری سے — سبق لیجائے اڑنے مین پری سے
پری سے ناز و غمزے مین نہین کم — کرے سایہ سے اپنی خود بخود رم
عجائب خوبرو زیبندہ نخچیر — کرے عالم کو خوش چشمی سی تسخیر
کوزن و گور سے قامت مین بالا — غزالان دو عالم سے نرالا
ہرن بنکر غرض دیو سیہ مست — لگا صحرا مین کرنے ہر طرف جست
پڑی اسپر نظر سیتا کی ناگاہ — ہوئی اسکی اسیری کی بہت چاہ
شہنشہ سے کہا اے صاحب تیر — شتابی کر اسے صحرا مین نخچیر
جو آئے ہاتھ یہ زرین غزالا — بنے گا خوب اسکا مرگ چھالا
زبس تھی خاطر معشوقہ منظور — شہ ارض و سما نے شاد و مسرور
ہرن پر تیر مارا جلد اٹھکر — گرا سایہ کی صورت وہ زمین پر

گزند تیر اُسکو کچھ نہ پہونچا
نظر سے ہو گیا غائب وہ اُچکا

بچا زندہ جو وہ تیرِ اجل سے
نمایان پھر ہوا جادو کے بل سے

شہِ کونین نے پھر تیر مارا
گیا وہ تیر پھر خالی دوبارا

نہ پہونچا اُسکو مطلق صدمۂ تیر
ہوا پنہان فلک پر آہوی پیر

ہوا ناگاہ پھر ظاہر زمین پر
مقابل رام کے آیا اُچھل کر

کمان مین رام نے پھر تیر جوڑا
غزال سحر پر غصّے سے چھوڑا

نظر آیا نہ پھر آہو کہین پر
نہ ٹھہرا سایہ بھی روے زمین پر

کبھی پیدا کبھی پنہان ہوا وہ
کبھی ٹھہرا کبھی رم ہو گیا وہ

فریب و جعل سے وہ دیو مغرور
شہِ ارض و سما کو لے گیا دور

ہوا حیران بہت وہ شاہ والا
نہ آیا دام مین آہوے دانا

پری کیطرح اُڑتا تھا وہ ہر آن
چھلاوے کیطرح کرتا تھا حیران

خدا جانے ہرن تھا یا کہ جادو
نہ پایا رام نے کچھ اُسپہ قابو

بہت بھاگا غزالِ تیرہ باطن
نہ چھوڑا رام نے پیچھا ولیکن

ہوا جنگل مین جسدم شاہ کیہان
نظر سے لچھمن و سیتا کے پنہان

پئے آہو کیا شہ نے تگاپُو
کیا تسخیر آخر کو وہ آہو

کیا پیچھا اجل نے صورتِ غول
گیا شیطان اپنی چوکڑی بھول

سرِ آہو پہ مارا شاہ نے تیر
گرا بیتاب ہو کر آہوے پیر

کیا یہ فن دمِ مرگ آشکارا
وہان لچھمن کو رو رو کر پکارا

شتاب آؤ برادر جان بلب ہون
اسیرِ حلقۂ رنج و تعب ہون

یہ کہکر چپ ہوا وہ فتنہ پرواز
پڑی یہ گوش مین سیتا کے آواز

ہوئی بیتاب سیتا سُنکے زاری
کہا لچھمن سے با صد بیقراری

خبر لے اپنے بھائی کی شتابی
پئے نخچیر آئی کچھ خرابی

بیابان مین کوئی بسمل ہے بیشک
صدائے نالہ آتی ہے یہان تک

مبادا ہو کہین بھائی تمھارا
تمھین جو صدمۂ غم سے پکارا

خبر لینا تمھین اسدم روا ہے
کہ ہر انسان کے پیچھے بلا ہے

کہا لچھمن نے اے جان برادر
برادر ہے مرا رشکِ غضنفر

کہ جسکے ڈر سے وقتِ تیغ رانی
نہنگ شیر کا زہرہ ہو پانی

مقابل کب ہو اُس سے دیو دجّال
فرشتے کے اُکھیڑے جو پر و بال

نہین خطرہ اُسے جن و پری سے
نہ کچھ ہے ڈر اُسے جادوگری سے

مخالف ہون اگر لاکھون موافق
نہ ہون قوت مین وہ اُس سے مطابق

یہ نالہ ہے شکارِ جان بلب کا
ہوا کشتہ کوئی تیرِ غضب کا

ہوئی سیتا یہ سُنکر سخت دلگیر
نہ خوش آئی اُسے لچھمن کی تقریر

کہا آزردہ ہوکر اے نکوکار
ازل سے ہی برادر کا تو غمخوار

برادر کے لیئے چھوڑا پدر کو
روا دلپر کیا رنج سفر کو

شریکِ غم انیسِ شادمانی
رہے تم رات دن با مہربانی

یہان ناگاہ ہنگامِ مصیبت
بھلا کیون ترک کی راہِ رفاقت

کیا سیتا نے جب اسطرح مذکور
ہوئے لچھمن رضائے حق سے مجبور

ادب کی راہ سے کچھ دم نہ مارا
جدائی جانکی سے کی گوارا

برنگ دائرہ کھینچا زمین پر | بگرد جانکی نقش مدور
ہوئی یون دائرہ مین وہ سمن بر | کہ ہو مہ جسطرح ہالہ کے اندر
کہا لچھمن نے اے فرخندہ پیکر | قدم اس نقش سے رکھنا نہ باہر
کہ یہ نقش حفاظت بیگمان ہے | پری و دیو سے اسمین امان ہے
ورے اس نقش سے باہر خطر ہے | غلط جو نقش ہی وہ بے اثر ہے
تلاش رام مین یہ کہکے لچھمن | سوے صحرا ہوی جلدی قدم زن
رہی صحرا مین سیتا جبکہ تنہا | میان ہالہ مہوش جلوہ آرا
یکایک گوشۂ صحرا سے راون | ہوا ظاہر وہان شکل برہمن
لگا صندل جبین سے تا بنا گوش | کمر تک رشتۂ زنار بر دوش
ملے تن پر جبین سے تا قدم خاک | تن لاغر مین پہنے جامۂ خاک
حضور جانکی آیا جفا کیش | دعا دیکر کہا اے عصمت اندیش
کئی دن سے ہوئین بے دانہ و آب | نہین ہی بھوک کی اسدم مجھے تاب
مین آیا سنکے تجکو صاحب جود | عطا کر مجھکو ہو جو کچھ کہ موجود
ہوا اسطرح جب سائل برہمن | اٹھی لیکر ثمر وہ پاک دامن
جتی نے یون کہا تب ای نکو ذات | نہین لیتا ہوئین و البتہ خیرات
اگر اس دائرے سے آکے باہر | کرے مجھکو عطا تو ہے نکوتر
جو تھی اہل کرم وہ غیرت ماہ | ہوئی مکر عدو سے کچھ نہ آگاہ
برنگ ماہ ہالے سے نکلکر | لگی دینے بر نو وہ سمن بر
بغل مین جانکی کو لیکے راون | سوے لنکا اڑا ناگاہ دشمن

سیتاھرن

چلا سیتا کو لیکر یون وہ بے پیر | غزال ناتوان کو جس طرح شیر

آگاہ ہونا جٹائی گرگس کا سیتا جی کو لیجانے سے اور جنگ کرنا راون سے اور مارا جانا اسکے ہاتھ سے اور لیجانا لنکا مین سیتا کو

درخت اک اُس جگہ تھا سایہ افگن | وہان تھا ایک گرگس کا نشیمن
توانا طائر و شہزور گرگس | قوی تر نسر طائر سے وہ از بس
کہن سال و خرد ور دُور بین تر | میان طائران بالا نشین تر
جٹائی نام شہ کا ہمنشین تھا | فراز شاخ پر خلوت گزین تھا
وہ سُنکر گریہ سیتا کی آواز | سر راون پہ پہونچا صورت باز
ارابہ جاکے گھیرا بر سر راہ | لیا سیتا کو رتھ سے اپنے ہمراہ
پکارا راون سے ای کم بخت اظلم | یہ ہے محبوبہ شاہ دو عالم
گوے صحرا گیا وہ ماہ انور | پئے نخچیر آہو با برادر
اُنہین تو لیچلا ہے غائبانہ | کہے گا کیا تجھے راون زمانہ
زن بیگانہ پر اے شاہ لنکا | نظر کرنا نہین واجب ہی بیجا
جو دیکھے چشم بد سے عورت غیر | نہین دونون جہانمین ہے اُسے خیر
یہ ہے اُتم زمانہ ای سیہ دل | بہر صورت پرستش کی ہے قابل
امان گر جان کی ہے تجکو درکار | تو ہو اب جانکی سے دست بردار
وگرنہ مجھ سے مشکل ہی رہائی | کہ میری تیری اسدم ہے لڑائی
وہان گرگس نے جسدم کی یہ تقریر | شہ لنکا نے پاسخ مین دیا تیر

کہا غصے سے ای حیوان مطلق — ہوا پیری مین تو نادان مطلق

کہان راون کہان تو کرگس پیر — ارے نادان یہ کیا ہے تیری تقریر

نہین ڈر جان کا ہے تجھکو ہیہات — کہ چھوٹے منہ سے کرتا ہے بڑی بات

نہ کر برباد اپنی مشت پر مفت — نہ لے آفت کسی کی جان پر مفت

ہوا آشفتہ کرگس سُنکے یہ غل — سر راون پہ مارا اُسنے چنگل

گرا بیتاب ریگستان مین دشمن — گرا سر سے زمین پر تاج راون

وہ ماری زور سے منقار سر پہ — ہوا سر سے قدم تک خون مین تر

بغل مین اپنے سیتا کو اُٹھایا — ارابہ سے بزیر نخل آیا

بٹھا کر سو تشفی سے وہ پُر دل — ہوا پھر جا کے راون کے مقابل

سنبھالے اسطرف راون نے ہتھیار — ادھر کرگس ہوا لڑنے پہ تیار

بہت غصے سے کرگس کے پرون پر — ہزارون تیر راون نے کیے سر

ہوا زخمی نہ تیر تیز پر سے — نہ پر محکم تھے کرگس کے پیر سے

تن راون پہ ماری اُسنے منقار — کیے سب دست و سر مجروح یکبار

کبھی چونچ اور کبھی چنگل سے مارا — کیا زخمی تن اُس کافر کا سارا

کیے چنگل سے زخمی رتھ کے گھوڑے — کمان و تیر سب راون کے توڑے

نہ لایا دیوتا تاب جنگ کرگس — گرا غش کھا کے روے خاک پر بس

رہا یکچند بیہوشی سے خاموش — پھر آیا جب تن مجروح مین ہوش

علم کی ہاتھ مین غصے سے شمشیر — پھر آیا غیظ مین وہ صورت شیر

وہ خنجر زور سے کرگس پہ مارا — ہوا کرگس کا شہپر پارہ پارہ

لڑائی مین نہ پارا زور بل سے / ہوا مجبور کرگس پر اجل سے
لگے تن پر بہت جب زخم کاری / گرا تب خاک پر با اشکباری
زبس تھی آرزوے دیدن رام / رہا آنکھون مین دم چون مرغ در دام
ادھر کرگس گرا روسے زمین پر / اُدھر راون اُڑا سیتا کو لیکر
بہت سیتا نے کی فریاد و زاری / بچشم تر بہت کی اشکباری
فراق رام مین بجز نالہ و آہ / نتھا غمخوار کوئی اُسکے ہمراہ
فلک پر گرچہ وہ با چشم تر تھی / ولے سوے زمین ہر سو نظر تھی
وہ روتی جاتی تھی چرخ برین پر / صداے نالہ آتی تھی زمین پر
بہت گریان تھے رونا اُسکا سُنکر / زمین پر وحشی اور طائر فلک پر
وہ جاتی تھی چلی با رنج و اندوہ / نظر آئے کئی میمون سر کوہ
وہان سیتا نے از بہر نشانی / دوپٹہ اپنا پھینکا زعفرانی
اُڑا کر الغرض سیتا کو راون / ہوا داخل حصار زرین رہزن
میان باغ سیتا کو بٹھا کر / کئی پریون کی چوکی کی مقرر
رہی بے رام سیتا خار و خس مین / جدا گل سے رہی بلبل قفس مین
ہرن کو مار کر جب شاہ والا / پھری لیکر ادھر سے مرگ چھالا
ہوئی لچھمن سے رستے مین ملاقات / کہا شاہ دو عالم نے کہ ہیہات
کہان سیتا کو چھوڑا تم نے تنہا / یہان دیوون سے ہی دشوار بچنا
مجھے اندیشہ ہی ہیہات ہیہات / نہوگی جانکی سے اب ملاقات
کہا لچھمن نے اے شاہ نکوکار / کیا سیتا سے مین نے عذر سو بار

نمانا مجھکو بھیجا آپ کے پاس / نہ لائین آپ اپنے دلمین وسواس
نہین ڈر ہی اُسسے دیوؤنسے ای شاہ / وہان بالہ مین ہی وہ صورت ماہ
غرض اس گفتگو مین رام و لچھمن / شتابی آ گئے پہونچے سوے سکن
نہ پایا جانکی کو اُس جگہ پر / ہوئے اندوہگین دونون برادر
بہت جنگل مین ہر سُو خاک چھانی / کہین پائی نہ سیتا کی نشانی
بہت ڈھونڈھا بیابان مین بصد رنج / نہ دیکھی پر کسی جا صورت گنج
بہت ڈھونڈھا میان دشت و گلزار / نہ پایا پر سُراغ بلبل زار
بہت ڈھونڈھا تہ ہر سرو آیا / نشان قمری شیدا نہ پایا
بہت ڈھونڈھا میان سبزہ ہر سُو / نہ پائی پر کہین اُس گل کی خوشبو
بہت کہسار مین کی جانفشانی / نپائی اُس ہما کی کچھ نشانی
کسی جانب خبر اُسکی نہ پائی / چلے غمناک آ گے دونون بھائی
بچشم پُر سرشک و با دل زار / چلے غمگین بسوے دشت و کہسار
گریبان چاک غم سے صورت گل / پریشان حال شکل زلف سنبل
دلون مین غم لبو پر آہ و زاری / سرشک خون بہم آنکھونسے جاری
مثال بلبل مہجور و بیتاب / برنگ نرگس بیمار بیخواب
بیابان در بیابان با غم و سوز / صبا کیطرح سرگردان شب و روز
فغان ہر وقت ہر دم شور و شیون / فراق جانکی مین رام و لچھمن
غزالون سے کبھی کہتے تھے رُو رُو / کہین دیکھا ہی تم نے جانکی کو
کبھی کہتے تھے مرغان چمن سے / خبر سیتا کی لاؤ جا کے بن سے

نظر آئے میان دشت ناگاہ کمان و تیر ٹوٹے بر سر راہ
پڑا ہر جا پہ خون تازہ دیکھا رخ ہر خار و خس پر غازہ دیکھا
کہا لچھمن سے اس جا کچھ ہوئی جنگ نظر آتے ہین خار دشت گلرنگ
غرض پہونچے وہان دونون برادر جہان تھا کرگس مجروح مضطر
پڑا تھا خاک پر وہ مرغ بسمل لبون پر جان تھی تن مین مضطرب دل
تن زخمی سے بال و پر جدا تھے مژہ پر لخت دل اشکون کی جا تھے
نہ تھی مطلق اُسے یارائے آواز حباب آسا تھی چشم آرزو باز
براہ موت سرگرم سفر تھا ولے تھا منتظر دیدار شہ کا
تڑپتا تھا بیابان مین سر راہ صدائے آہ و نالہ سُنکے ناگاہ
سر مجروح پر با آہ و شیون بحال زار پہونچے رام و لچھمن
تامل سے کہا ای کرگس پیر کیا کسنے تجھے یون کُشتۂ تیر
کہا رو رو کے ای دارائے عالم شہ لنکا جو ہے اعدائے عالم
یہان آیا تمھارے غائبانہ ہوا سیتا کو لیکر وہ روانہ
مرے اُسکے ہوئی باہم لڑائی شکست آخر کو مین نے اُس سے کھائی
ترے دیدار کا مین منتظر تھا ارادہ اب ہی عقبےٰ کے سفر کا
ہوا غمگین یہ سُنکر شاہ کونین کہا کرگس سے یون ای قرۃ العین
بہت شادان ہوا مین آج تجھسے جو ہو درکار تجھکو مانگ مجھسے
حیات جاودان چاہے تو بخشون گلستان جنان چاہے تو بخشون
کہا جسکے لیے اہل ریاضت ہزارون سال کرتے ہین عبادت

بوقتِ نزع ای فرخندہ انجام / نہین منھ سی نکلتا ہے ترا نام
مجسم اب تو میرے روبرو ہے / مجھے اسکے سوا کیا آرزو ہے
کہ تیرے آگے ہو انجام میرا / بنا بگڑیگا ورنہ کام میرا
جیا لاکھون برس تک تو کیا ہی / فنا ہی عاقبت اکدن فنا ہی
قدم کا تیرے اسدم سامنا ہے / مجھے جینے سے یہ مرنا بھلا ہی
یہ کہکر آنکھ پھر اُسنے نہ کی باز / وہین کی روح نے قالب سے پرواز
ہوئے غمسے یہ گریان دونون بھائی / کنارِ آب لاش اُسکی جلائی
دیا جنت مین اُسکو آشیانہ / ہوئے شاہ زمن آگے روانہ
نظر آیا وہان دیوِ قویِ چنگ / حضورِ رام آیا از پۓ جنگ
کبندھ اُس دیو کا تھا نام مشہور / سبب تھا زور بل پر اپنے مغرور
لیئے تیر و کمان و گرز و خنجر / کیا حملہ شہنشاہِ جہان پر
جو آیا اژدہے کیطرح دہ پیش / کہا لچھمن سے شہ نے اے وفا کیش
مصیبت مین نہو دشمن سے سرگرم / دلِ دشمن کرو اخلاق سے نرم
دُرشتی نامناسب ہی بنا اہل / کہ نرمی سے مہم جو سخت ہو سہل
گئے لچھمن یہ سُنکر جانب دیو / کہا ظالم رہا کر شیوۂ دیو
نہو بیہودہ خارِ راہ ظالم / نہو کینے سے مارِ راہ ظالم
کہا تب دیو نے ای نیک منزل / رہائی ہی تمھاری مجھ سی مشکل
نہ جائیگا یہ عذر و حیلہ کچھ پیش / کہ مشکل ہی بچے قصاب سے میش
جو دیکھی رام نے مشکل رہائی / ہوئی واجب ستمگر سے لڑائی

خدنگ خصم افگن سے یکبار — تن کافر کیا سر سے سبکبار
بوقت مرگ وہ عفریت غدار — ہوا باشکل نورانی نمودار
زمین سے با تن پر نور اُٹھکر — گرا پاے شہنشاہ جہانپر
کہا از روز ازل گندھرپ تھا مین — بہت تھا خوبرو و مہ لقا مین
دعا دی مجھکو دُرباسا نے اکدن — ہوا اُس روز سے مین صورت جن
بیابانمین باہ و اشکباری — تری کرتا تھا ہر دم انتظاری
ترے الطاف سے از صاحب بخت — ہوا روشن مرا اب کوکب بخت
یہ کہکر شہ سے با شان مباہی — سوے گردون ہوا گندھرپ راہی
چلے آگے وہان سے دونون بھائی — رفیق جان و دل درد جدائی
میان مرغزار سبز و شاداب — برنگ ابر پہونچے چشم پر آب
اُسی سبزے مین دیکھا جوہڑا ایک — مصفا مثل قلب عارف نیک
وہان تھی جلوہ گر اک عورت پاک — براہ بندگی آلودہ خاک
بیاد رام صبح و شام مشغول — میان بندگان خاص مقبول
اُسے کہتے تھے سیوری خاص اور عام — سُنا اُسنے کہ آئے ہین ادھر رام
سدا اس آرزو مین وہ زن پاک — صفا کرتی تھی رستے کی خس و خاک
محبت سے براے دعوت رام — بر شیرین برنگ سیب و بادام
درخت بار ور سے چُن کے ہر روز — جدا رکھتی تھی یکجا وہ دل افروز
مثال مہر و مہ دونون برادر — گئے دلشاد سیوری کے مکانپر
ہوئی دیدار سے سیوری بہت شاد — ہوئی رنج و غم دنیا سے آزاد

ہرے پتون کا اک دونا بنا کر — وہ لائی اُسمین بھر کر میوۂ تر
بہت شادان ہوے شاہ خطا پوش — محبت سے وہ بیٹھے پھل کیے نوش
اگرچہ قوم مین سب سے تھی کہتر — کیا رتبہ ولیکن سب سے بہتر
کیا جب رام نے سیوری کو ممتاز — ہوئی سب عابدون سے وہ سرافراز
مزہ سیوری نے پایا زندگی کا — کہ گھر بیٹھے ملا پھل بندگی کا
ہوئی جب طاعتِ حق مین مکمل — ملا اِس باغ دُنیا کا اُسے پھل
غرض دعوت سے وہ فارغ ہوئی جب — خبر سیتا کی پوچھی رام نے تب
کہا آگے ہی پنپا پوریان سے — خبر پاوگے سیتا کی وہان سے
ہوئے رخصت یہ سنکے رام و لچھمن — ہوئے آگے وہان سے رام و لچھمن

آغاز کرکنڈا کانڈ پہونچنا رامچندر اور لچھمن جی کا تلاش جانکی جی مین بیچ شہر پنپا پور کے اور ملاقات ہونا ہنومان جی اور سگریو سے

کہُن پیرِ سخندانِ معانی — بیان کرتا ہی باشیرین زبانی
کہ ہم بال صبا دونون برادر — تلاشِ جانکی مین زار و مضطر
میانِ دشت پنپا پور پہونچے — بسوے بوستان رنجور پہونچے
جو تھے بیمارِ ہجرِ دلربا مین — ہوا اُنکا گذر دار الشفا مین
بہارِ لالہ و گل سے وہ صحرا — برنگِ باغ جنت تھا مطرا
نہالِ میوہ ہر سو شاخ در شاخ — کشیدہ سر بادج نیلگون کاخ
روان ہر جا پہ شیرین چشمۂ تر — زمرد گون بہر سو سبزۂ تر

سری رامچندر جی سے ہنومان کی ملاقات

بہر سو لالہ و گل فوج در فوج — نسیم صبح ہر سو موج در موج
کہین نسرین پہ سنبل سایہ افگن — مثال زلف بر رخسار روشن
کہین کرتی تھی نرگس عشوہ و ناز — مثال چشم معشوقانِ طنّاز
کہین صد برگ بھرتا تھا دم سرد — برنگ عاشقان چہرہ ہا زرد
کہین لپٹے تھے باہم سرو و شمشاد — بطرزِ عاشق و معشوق دلشاد
کہین نسرین پہ جوبن تھا پری کا — کہین شبّو پہ عالم مشتری کا
وہ عالم تھا جوانانِ چمن کا — رہے باد بہاری جسپہ شیدا
ہجومِ بلبلان ہر شاخ گل پر — گلون کے کان شورِ نغمہ سے کر
میانِ سبزہ طوطی نغمہ پرداز — مثالِ مطربانِ شوخ و طنّاز
میانِ ہر چمن مرغانِ طنّاز — باہنگ سرود عشق و مساز
سمان یہ دیکھکر خاقانِ دوران — ہوئے محو تماشاے گلستان
اُسی صحرا مین اک کوہِ کلان تھا — بلندی مین نظیرِ آسمان تھا
زبس اس کوہ کا رَبموک تھا نام — تننگ عابد وہان کرتے تھے آرام
وہان رہتا تھا اک شگر بو بندر — کئی میمون تھے ساتھ اُسکے وہانپر
ہمایون بوزنہ سردار میمون — مبارک صورت و رخسار میمون
بہت دن سے نہان تھا بر سر کوہ — بصد رنج و ہزارون درد و اندوہ
برادر تھا جو اُسکا دشمنِ جان — اسی سے کوہ پر رہتا تھا پنہان
بیکایک درمیانِ سبزۂ تر — نظر آئے اُسے دونون برادر
برنگِ لالہ و گل جلوہ افگن — بعارض مثل مہر و ماہ روشن

ہوئی سُگریو کو ہیبت فزون تر ۔ مبادا ہون یہ جاسوسِ برادر
ہنومان انمین اک بندر تھا ذی ہوش ۔ وفادار و وفا جو و وفا کوش
انیسِ غم شریکِ رنج و محنت ۔ سدا سگریو کی کرتا تھا خدمت
اُسے سُگریو نے بھیجا سوے دشت ۔ کہا دو تن جو کرتے ہین وہ گلگشت
تو اُنسے پوچھکر احوال سارا ۔ اُسی جا سے مجھے کرنا اشارا
برادر نے اگر بھیجے ہین جاسوس ۔ تو بھاگون کوہ سے با رنج و افسوس
کیا سُگریو نے جبدم یہ ارشاد ۔ چلا اپنی صبا فرخندہ بنیاد
ادب سے جا کے پیشِ رام و لچھمن ۔ یہ کی گفتار با شکلِ برہمن
کہ ای خورشید و ماہِ برجِ اقبال ۔ دُر و لعلِ خوش آب دُرجِ اجلال
جمال و حسن مین با نیک خوئی ۔ فرشتو نمین نہ دیکھا تمسا کوئی
کہان آئے ہو تم کسکے پسر ہو ۔ پریشان کیون سوے بحر و بر ہو
کرو اپنی حقیقت آشکارا ۔ کیا رنجِ سفر کیونکر گوارا
کہا شہ نے کہ ہم دونون برادر ۔ شہِ دسرتھ کے ہین پُورِ دلاور
ہمارا نام ہی دُنیا مین روشن ۔ اودھ کے شاہزادے رام و لچھمن
پدر سے ہو کے رخصت بہرِ گلگشت ۔ وطن سے اپنے آئے جانبِ دشت
ہوئی محبوبہ گم اپنی یہان پر ۔ اُسی کے ہجر مین ہین زار و مضطر
مثالِ وحشیان پھرتے ہین بن بن ۔ خدنگِ عشق سی زخمی دل و تن
پھرے ہر چند ہم صحرا بصحرا ۔ نشان ملتا نہین ہی اُس ہما کا
اسی درد و الم مین مبتلا ہین ۔ گرفتارِ غم و رنج و بلا ہین

کیا سب حال اپنا ہمنے روشن ‏ بیان کر حال اپنا ای برہمن
کہا اے بادشاہ جن و آدم ‏ بیان دو بوزنہ رہتے تھے باہم
بنام بال اور سگریو مشہور ‏ محبت مین قرین اور کینہ سے دور
بہم رہتے تھے یکجا دونون بھائی ‏ ہوئی اک روز آپس مین لڑائی
قوی پُر زور و دولت مین جو تھا بال ‏ کیا سگریو کا کاشانہ پامال
ہوا از روئے زور و دولت سے مغرور ‏ برادر کو نکالا شہر سے دور
اُسی کے خوف سے ای شاہ والا ‏ بیابان ہی کوہ پر سگریو ایسحا
محبت کا اگر ہو اس سے کچھ طور ‏ منگا دیگا خبر سیتا کی فی الفور
غرض ابن صبا نے سب یہ کہکر ‏ چڑھائے دوش پر دونون برادر
بصد دلشاد لایا بر سر کوہ ‏ کیا سب بندرون نے آکے انبوہ
ہوئی سگریو کو دیدار سے فرح ‏ کیا ابن صبا نے حال سب شرح
کہا سگریو نے ای شاہ کونین ‏ کرون مین بندگی بالراس و العین
وہے اس شرط پر ای صاحب داد ‏ سُنے گر گوش دل سے میری فریاد
کہا شاہ جہان نے اے برادر ‏ ہوئی میری تری اُلفت فزون تر
بیان کر ماجرائے بال سارا ‏ مفصل شرح کر احوال سارا
ہوا اب درد و رنج و غم سے دلگیر ‏ کرونگا بال کو مین کشتۂ تیر
کہا سگریو نے شاہ نکو فال ‏ برادر ہی جو وہ دشمن مرا بال
مری اُسکی بھی تھی باہم یون محبت ‏ گل و بلبل مین ہو جسطرح اُلفت
قضارا دیو مایا بی ستمگر ‏ کسی اطراف سے آیا وہان پر

زبس تھا جنگجو وہ عربدہ کیش | برائے جنگ آیا بال کے پیش
ہوئی دونون مین آویزش بکثرت | رہی آخر نہ اُسکے تن مین طاقت
ازل سے تھی دعائے پیر درویش | کہ آئے کوئی دشمن بال کے پیش
تن دشمن سے کم ہو زور آدہا | بدن مین بال کے ہو آشکارا
ہوا فی الجملہ مایابی جو کمزور | مصاف بال سے بھاگا بصد شور
خروشان درپئے دشمن گیا بال | گیا مین بھی ودان بھائی کے دُنبال
گریزان وہ عدو با درد و اندوہ | چھپا جا کر میان رخنۂ کوہ
کہا یون بال نے مجھسے وہان تب | شغاب کوہ مین جاتا ہون مین اب
یہان تم پندرہ[۱۵] دن تک ہماری | بزیر کوہ کرنا انتظاری
ہوا دشمن پہ گر اپنے مظفر | تو دیکھونگا ترا دیدار آکر
کیا دشمن نے گرچہ کام میرا | تو پھر سب ہے یہ تخت و تاج تیرا
گیا وہ کوہ کے اندر یہ کہکر | رہا مین انتظار بال در پہ
زبس کی انتظاری تا بہ یکماہ | نہ آئی بال کی آواز ای شاہ
میان کوہ سے ناگاہ یکبار | ہوا طوفان سیل خون پدیدار
جو دیکھی مین نے جوئے خون جاری | ہوئی خاطر کو میری بیقراری
مبادا اب نکلکر وہ جفا کیش | کرے تیغ ستم سے مجھکو دلریش
ہوا دل پر جو خوف جان سے اندوہ | گیا مین عنقریب رخنۂ کوہ
اُٹھا کر ایکجا سے مین نے پتھر | کیا مسدود اُس رخنے کو جا کر
گریزان غم سے سوے خانہ آکر | سُنایا سب کو احوال برادر

وزیرون نے جو دیکھا تخت خالی — بٹھایا مجھکو با تجویز عالی
کہ ناگہ قتل کرکے دیو کو بال — بسوے خانہ آیا فارغ البال
جو دیکھا مجھکو تخت سلطنت پر — ہوا مانند دشمن خشمگین تر
ہوئے اُسکی طرف سارے اراکین — لیا اورنگ و افسر مجھسے سب چھین
زر و زن سب کیا تاراج یکسر — نکالا مجھکو اپنے گھر سے باہر
مقیم اُس روز سے ہین کوہ پر ہون — بحال جانگزا و چشم تر ہون
یہان آتا نہین ہی بد دعا سے — دمے ڈرتا ہون مین اُسکی وغا سے
اگر اُس غم سے ہو دلشاد میرا — دل و جان سے کرونگا کام تیرا
کہا سگریو نے یہ حال جسدم — شہ کونین کو از بس ہوا غم
جو دیکھا دیدۂ سگریو نمناک — کیے اشک آستین لطف سے پاک
کہا غمگین نہو ای صاحب تخت — تجھے بخشا کیا انکا افسر و تخت
بصد اقبال و دولت تیرے ہمراہ — روان ہون از براے جنگ بدخواہ
ہے تیرا اجل اُسکو کردن آج — شہنشاہی کا پہناؤن تجھے تاج
کیا جب رام نے اس طرح ارشاد — ہوا سگریو دل مین خرم و شاد
کہا سگریو نے یون اے جہاندار — کہ دیکھا مین نے اک دیو نگونسار
کوئی اک حوروش رتھ پر بٹھائے — لیے جاتا تھا گردون پر اُڑائے
وہان سے باد فور حسرت و درد — زمین پر اُسنے پھینکا جامۂ زرد
تری تقریر سے ای شاہ دانا — مقرر جانکی تھی مین نے جانا
یہ کہکر وہ دوپٹہ زعفرانی — دکھایا لا کے سیتا کی نشانی

جو پایا رام نے وہ جامۂ زرد — ہوا موقوف جسم زار کا درد
ولیکن تھی جو غم سے بیقراری — شہنشہ نے بہت کی اشکباری
جو دیکھا رام کو میمون نے دلگیر — کہا از راہ ہوش و عقل و تدبیر
لگاؤنگا پتہ سیتا کا مین سب — سنو غمگین شہنشاہ جہان اب
فلک پر ہو اگر وہ صورت ماہ — بٹھاؤن تیرے آگے لاکے ای شاہ
زمین مین ہو اگر مانند ماہی — نہ لاؤن تا نہ رکھون تاج شاہی
جو ہو باغ جنان مین صورت حور — کرون مین اس سے چشم شاہ پُرنور
اگر دریا مین ہو نزد نہنگان — دگر صحرا مین ہو پیش پلنگان
ستم سے گر کوئی دیو جفاکار — اُڑا کرے گیا ہو سوے کہسار
بصد تدبیر و عقل و دانش و ہوش — کرون لا کر شہنشہ سے ہم آغوش
تمنا ہی دلی ای شاہ فی الحال — نکالون دل سے خار کینۂ بال
طفیل شہ سی جب ہو دفع دشمن — کرون سیتا کی جُستجو بہ تن
ولیکن ہے مجھے اندیشہ ای شاہ — نہین زور برادر سے تو آگاہ
کہ مارا اُسنے دیو دُند بھی نام — یہ اُسکے اُستخوان ہین کوہ اجسام
اُسے کوئی اُٹھا سکتا نہین ہے — اُٹھانا کیا ہلا سکتا نہین ہے
اُٹھائے جو اُسے یہ ہے مقرر — وہ ہوگا بال سی رن مین مظفر
سوا اسکے ہی یہ اک دوسری بات — کہ ہین تاڑ اسجگہ پر حلقہ زن سات
یہ ہی شرط ای شہنشاہ جہانگیر — کرے انکو نشانہ جو بیک تیر
وہ مارے بال کو میدان کے اندر — وگرنہ ہی غضب شہ زور بندر

سنا جب رام نے یہ قصۂ بال
چل فرسنگ پر پھینکے دہان سے
جو تھے تاڑ اسجگہ پر حلقہ افگن
دکھایا رام نے یہ معجزہ جب
کہ بیشک صاحبِ اعجاز ہین یہ
دلیرانہ پئے جنگ برادر
مکان بال پر دی جا کے آواز
سر سگریو پہ گھونسا دہ مارا
نہ لایا تاب مشت بال سگریو
بصد سوز و فغان بھاگا وہان سے
رہا مین طاقتِ شہ کے بھروسے
جوان و پیلتن ہے میرا دشمن
گئی تھی آج نا حق جان بیری
کہا شاہ دو عالم نے یہ ہنسکر
تفاوت کچھ نہ پایا یکدگر سے
دو بارا جاؤ تم سوے برادر
شہ کونین نے با مہربانی
معطر ہار پھولون کا منگایا
بدستِ پاک پہنائی دہ مالا

اُٹھائے اُستخوان اُنگلی سے فی الحال
ہلا گردون صدا سے اُستخوان سے
کیا اک تیر سے ساتون مین روزن
دلِ سگریو کو آیا یقین تب
دو عالم مین بہت ممتاز ہین یہ
چلا ہمراہ شاہ ہفت کشور
تر و شان بال آیا صورتِ باز
رہا اُسکو نہ کچھ لڑنے کا یارا
ہوا اک دار مین بیحال سُگریو
کہا آکر یہ شاہِ دوجہان سے
نہ سمجھا تھا مگر لڑ کو نکلے شو شے
کیا صاحب یہ تمنے کیا لڑکپن
عبث آیا مین ان باتون مین تیری
کہ تھے ہمشکل تم دونون برادر
نہ مارا تیر مین نے اس نظر سے
نہ ہوگا بال اب کی تجھ سے جان بر
ز روے عقل از بہرِ نشانی
قرین تر اپنے میمون کو بلایا
ہوئی سُگریو کو طاقت دوبالا

جو پائی بازوِ قدرت سے پشتی
ہوا دشمن سے پھر مصروف کشتی

دلاور دونوں ہیموں تھے زبردست
بھڑے آپس مین دو پیل سیہ مست

جو تھے وہ دونوں ہیموں تیر جنگال
لڑائی مین بڑے جدال و قتال

ہوئے ہم پنجہ باہم صورت شیر
کوئی بالا کبھی کوئی کبھی زیر

کمین گہ سے بزیر نخل بالا
تماشا دیکھتے تھے شاہ والا

جو دیکھا رام نے غالب ہوا بال
تگاپو سے ہوا اُسگر یہ بیحال

خدنگ جانستان کھینچا کمان سے
کیا سر بال کی جانب وہان سے

ہوا اِس تیر سے زخمی تن بال
گرا میدان مین شکل مرغ بے بال

لگا تن پر جو اُسکے زخم کاری
ہوا نالان بدرد و آہ و زاری

تن زخمی سے دم آیا لبون پر
گئے بالین پہ تب شاہ دلاور

مارا جانا بال کا راجہ رامچندر کے ہاتھ سے اور زار نالی کرنا تارا اُسکی زوجہ کا مع انگد اُسکے فرزند کے

کیا تب بال نے شہ کا نظارا
تن زخمی سی بولا ورو سارا

بوقت تلخ عیش زندگانی
یہ کی تقریر با شیرین زبانی

کہ اے سرمایۂ خیل سلاطین
یہ ہے کس دادگر کا رسم و آئین

کرے خون بندگان بیخطا کا
بجائے داد ہو موجد جفا کا

کیا کیون قتل بے تقصیر مجھکو
یہ دی کس جرم پر تعزیر مجھکو

عدو کو جنگ مین مین نے پچھاڑا
بھلا کیسے تمھارا کیا بگاڑا

پران و بید مین تم نے لکھا ہے کہان ناحق یہ خونریزی روا ہے
ہوئی سگریو سے کیا خیر خواہی کہ بخشی تم نے میری بادشاہی
مگر وہ دوست مین دشمن ہون تیرا کہ زیر نوک ناوک تن ہے میرا
زمانے مین ہزارون ہین بد و نیک ترے آگے ہین دشمن دوست سب ایک
کہا اسدم یہ شاہ بحر و بر نے کہ لکھا ہے یہ اہل شاستر نے
تن طفل و برادر دختر خواہر ارے نادان یہ ہین چار دن برابر
انھین دیکھے جو کوئی چشم بد سے قلم بہتر ہے سر اسکا حسد سے
خصوصاً شہ کو لازم ہے فزون تر جہانتک خاندان مین ہون برادر
انھین درجہ بدرجہ شاد رکھے رعیت عدل سے آباد رکھے
جناب حق نے تجھکو اے ستمگر کیا تھا لشکر میمون کا افسر
تجھے واجب تھی سب کی دستگیری کہ تھا سر پر ترے تاج امیری
کیا تو نے تبہ ننگ برادر ستم سے تیرے دختر تھی بتدر
نہین بیجرم تجھکو مین نے مارا کہ ہے تقصیر تیری آشکارا
و لیکن دیکھکر تیری تباہی پذیرا مین نے کی سب عذر خواہی
گنہ بخشے ترے مین نے سراپا طلب کر اب جو ہو تیری تمنا
اگر ہو آرزو دے زندگانی تو بخشون تجھکو عمر جاودانی
زر و حشمت اگر ہو کاش منظور رہ شفقت سے رکھون سب بدستور
کرون سگریو کو تیرا ملازم کہ ہے پرداخت اسکی تجھکو لازم
کہا تب بال نے شاہ دل افروز پرستش تیری کرتا تھا شب و روز

دم آخر ہوتا بہتر مرا انجام
بنا آخر تری شفقت سی سب کام

ترے قدمو پہ مین ہون گرچہ قربان
تو مجھپر موت کا ہی آج احسان

کہ برسون عابدانِ پاک و مقبول
عبادت مین تری رہتے ہین مشغول

کبھی دریا مین تا گردن شب و روز
کبھی صحرا مین دن بھر آتش افروز

کبھی پھرتے ہین عریان سالہاسال
کبھی شانون پہ ڈالے شیر کی کھال

ملی سر سے قدم تک خاک تن پر
کبھی تھی گرد خاکستر بدن پر

ہزارون کرتے ہین تدبیر ای رام
دم آخر پہ آتا ہے نہین نام

ہمہ تن سامنے اب میرے تو ہے
مجھے کس شے کی صاحب آرزو ہے

مین رخصت ہوتا ہون اے شاہ نامی
کریگا اب تری انگد غلامی

غلامی مین اُسے اب کر پذیرا
کہ ہی شائستۂ خدمت وہ لڑکا

یہ کہکر بالی نے راہِ عدم لی
شہنشہ نے اُسے جنت مین جا دی

زنِ بالی دلاور تھی جو تارا
بحُسن و دلبری گویا ستارا

خبر شوہر کے مرنے کی جو پائی
بردے لاش بیتابانہ آئی

بروے لاش روئی بادلِ زار
برنگِ شمع بر بالین بیمار

سر اپنا غم سے مارا بر سرِ سنگ
پراگندہ کیے موے سیہ رنگ

جو دیکھی آتشِ غم کی ترقی
سمجھائی شہ نے باآبِ تشفی

ادھر سُگریو کو لچھمن نے جا کر
بٹھایا آپ تختِ سلطنت پر

کیا سُگریو کو تارا سے ہم عقد
لٹایا شاہ میمون نے بہت نقد

وہان انگد کو از روی گواہی
کیا قائم مقام بادشاہی

کہا تب رام نے ای نیک اقبال
کہ آئی اب قرین فصل برشکال

ہونگا کوہ پر جبتک ہی برسات
پھرا ہون ہر طرف سرگشتہ دنرات

کرو اب جانکی کی جستجو تم
کرو میمون روانہ چار سو تم

وفاے عہد اب لازم ہی بھائی
اسی دن کے لئے ہے آشنائی

یہی آئین ہین مہر و وفا کے
کہ آئے آشنا کام آشنا کے

وہی ہی دوست جو ہو روزِ مصیبت
شریک دوست ہو با مہر و الفت

عدو وہ دوست ورنہ بے سخن ہے
جو رنج آشنا مین خندہ زن ہے

یہ کہکر الغرض دونون برادر
بسوے کوہ آئے شادمان تر

فرشتون نے برنگ تازہ گلشن
بنایا تھا بروے کوہ مسکن

مقیم اسجا ہوئے دونون برادر
بیادِ جانکی با حال مضطر

ذکر آنا فصل باران کا اور بیتاب ہونا راجہ رامچندر جی کا فراق مین جانکی جی کے

عجائب موسم باران ہے خوشتر
سمان کیا ہی گھٹا کا آسمان پر

عجب کیا فصل باران کے کرم سے
گل و لالہ کھلین شاخ قلم سے

جب آیا موسم ابر گہر ریز
ہوا رعد آسمان پر شور انگیز

گھٹا مین کوندتی تھی برق تابان
بہار آب مین آتش نمایان

ہوئی ہر سو روان بادِ بہاری
مشام سبزہ مین کی مشکباری

ملے باہم جو برق و باد و باران
ہوئے مے ریز مثل بادہ خواران

ہوا فیضِ ہوا سے دشت گلزار
زمرد گون ہوا دامان کہسار

ہوئی منعم تہید ستان گلشن ہوا ہر غنچے کا پر زر سے دامن

ہوا سے ابر نے صحبت جو کی گرم عروسِ غنچہ کی جاتی رہی شرم

کیا ابر سیہ نے چرخ پر شور ہوئے نقصان زمین پہ ہر طرف ہور

لگا سبزہ ہر اک سو لہلہانے لگی ہر گل پہ بلبل چہچہانے

ہوا شبنم سے جامِ بادہ ہر گل ہوا ہر غنچہ رشکِ شیشۂ مُل

ہوا گرم اشہ دحامِ گل سے کہسار کیا شہرِ یمن کا سرد بازار

ہجومِ گل ہوا وہ ہر چمن مین ہوا چلنے لگی رُک رُک کے بن مین

جھکی ہر گل پہ ہر جا شاخِ سنبل رُخِ رنگین پہ ہو جسطرح کاکل

شجر بیمار تھے جو سال بھر سے ہوئے تازہ بیکایک ابر تر سے

ہوئے ہر خار نو پھولون سے معمور ہوئی ہر برگ سے پژمردگی دور

زمین پر خشک تھے جو چشمۂ آب ہوئے سب فیضِ ابرِ تر سے سیراب

فروغِ آتشِ گل سے لبِ آب نظر آتے تھے بوتیمار سرخاب

ہوا آبِ روان سے دشت دریا ہوا دریا ہجومِ گل سے صحرا

دلا ہو جبکہ یون کیفیتِ ابر دلِ عاشق بھلا کیونکر کرے صبر

نہو محبوب جسکے بر مین یاران اُسے ہے ابرِ باران تیر باران

سحاب و برق ہو ٹھنڈی ہوا ہو غضب ہے گل سے گر بلبل جدا ہو

بہارِ ابر مین کب ہے یہ مرغوب جدا ہو عاشقِ شیدا سے محبوب

فراقِ جانکی مین با دلِ زار شہنشہ نے جو کی گلگشت کہسار

نظر آئی عجب کیفیتِ دشت ہوئی چشمِ تمنا محو گلگشت

کہین بلبل کو دیکھا گل سے ہمدوش ‌ ‌ ‌ کہین شمشاد سے قمری ہم آغوش

کہین سبزہ پہ طوطی بولتا تھا ‌ ‌ ‌ شکر سر زمزمے مین گھولتا تھا

کہین نسرین سے باہم نسترن تھی ‌ ‌ ‌ کہین شبو سے جوہی خندہ زن تھی

کہین نرگس کی دیکھی چشم بیدار ‌ ‌ ‌ تماشائے چمن مین مست و سرشار

کہین دیکھے لبالب چشمۂ آب ‌ ‌ ‌ برنگ ظرف مستان مئے ناب

لب جو دیکھکر سرسبز شمشاد ‌ ‌ ‌ قد سیتا انھین آیا بہت یاد

جو دیکھا سنبل پر پیچ کا خم ‌ ‌ ‌ بیاد کاکل سیتا کیا غم

بیاد چشم سیتا با دل زار ‌ ‌ ‌ ہوی نظارۂ نرگس سے خونبار

جو یاد آئے وہ مژگان صورت نیش ‌ ‌ ‌ ہوی خار الم سے جان و دل ریش

چمن مین دیکھکر گلہاے رعنا ‌ ‌ ‌ کیا زرد زرد خیال روے سیتا

بندھا جو دم خیال سلک دندان ‌ ‌ ‌ بہائے اشک مثل ابر نیسان

جو یاد آیا لب پان خوردہ کا رنگ ‌ ‌ ‌ ہوئے غم سے مثال غنچہ دلتنگ

بہم دیکھے گل و بلبل ہم آغوش ‌ ‌ ‌ تصور سے ہوئے سیتا کے ہمدوش

بہار و ابر سے خوش آئے ہر روز ‌ ‌ ‌ کہ جیسے پیرہن ہو ماہ دل افروز

نہو پہلو مین جس عاشق کے دلدار ‌ ‌ ‌ اسے آتشکدہ ہے صحن گلزار

جو دیکھا شہ نے سوئے دشت و صحرا ‌ ‌ ‌ فراق جانکی مین یہ تماشا

ہوئے غم سے نہیں بس صبر و طاقت ‌ ‌ ‌ چبھے غم کے جگر مین خار کلفت

بہت کی مثل باران اشکباری ‌ ‌ ‌ بہت کی رعد کے مانند زاری

ہوئے بیتاب غم سے صورت برق ‌ ‌ ‌ ہوئے سیل سرشک چشم مین غرق

غرض اسطرح سے تا موسم ابر
رہے بیخواب وبے آرام و بے صبر

مشغول ہونا سُگریو کا عیش و عشرت مین بوجہ پانے حکومت کے اور فراموش کرنا تلاش سیتا کی اور آزردہ ہونا راجہ رامچندر جی کا بوجہ وقوع اِس امر کے اور بھیجنا لچھمن جی کا سُگریو کے پاس واسطے یاددہی تلاش سیتا کے بتاکید تمام

دماغ خامہ ہے عرش برین پر
کہ لکھتا ہے یہ مضمون مشک پرور

ہوا جب شاہ پمپاپور سُگریو
ہوا دلمین بہت مغرور سُگریو

ہوا مشغول رقص و رنگ و نرات
ہوا مفتون لبشور چنگ و نرات

جو پائی بے مشقت دولت و گنج
ہوا مصروف نائے و نوش بیرنج

کبھی کہسار مین مشغول گلگشت
شکار افگن کبھی تھا جانب دشت

کبھی گلشن مین بوئے گل سے سرشار
کبھی کرتا تھا بن مین سیر گلزار

عروج نشۂ عشرت مین بندر
ہوا کوتاہ بین جامے سے باہر

زر و زور و غرور و تمکنت سے
ہوا غافل امور سلطنت سے

رہا یون عیش و عشرت مین جو مشغول
گیا دل سے تلاش جانکی بھول

رہا غافل بعیش و کامرانی
نکی کچھ جستجو مین جانفشانی

ہوئے جب منقضی ایام باران
کہا شہ نے بیان لچھمن سے ایجان

گئی بارش ہوا آغاز سرما
نہ پایا کچھ و لیکن حال سیتا

ملا سُگریو کو اورنگ و افسر
ہوا مغرور مال و ملک و زر پر

ہوا از بس کہ نخوت سی بدہوش
کیا مطلب مرا دل سی فراموش

کرون کل سلطنت سی اُسکو اخراج
میر انگد پہ رکھون صبح کو تاج

بسوی شہر پنپا پور جا کر
تو کر آگہ اُسے کل ای برادر

کیا لچھمن سے جب اسطرح ارشاد
بوقت صبح وہ فرخندہ بنیاد

گیا پیش سپہ سالار میمون
کہا غصے سی ای سردار میمون

گیا برسات کا موسم سراپا
نہ بھیجا تو نے کچھ احوال سیتا

ہوا تو بادشہ جسکی بدولت
اُسی کے کام مین کی تو نے غفلت

نجانی قدر کچھ تاج تہی کی
مگر طالع نے تیرے کوتہی کی

یہ سُنکر شاہ میمون بادم سرد
ہوا غیرت سے شکل زعفران زرد

زبس کی عجز سے دندان نمائی
کمال شرم سے گردن جھکائی

کہا مین ہون غلام شاہ نامی
ازل سے ہے مجھے عہد غلامی

اگر سوسن صفت ہر مو زبان ہو
نہ یک مو شکر شہ مجھسے عیان ہو

کرون گر شکر لطف شاہ مین قال
زبان ہو مثل برگ گل مری لال

مین اپنے بخت کی برگشتگی سے
رہا محروم شہ کی بندگی سے

رہ عقل و خرد سی ای شہنشاہ
کیا پیر فلک نے مجھکو گمراہ

یہ چتر و جاہ و تخت و جاہ و حشمت
ہوا حاصل مجھے شہ کی بدولت

تری بخشش سے ابر روح پرور
ہوا مین قطرۂ ناچیز گوہر

وہ طالع ہی منور آج میرا
کہ ہے چرخ برین محتاج میرا

خبر لچھمن کی تارا نے جو پائی
لیے آغوش مین انگد کو آئی

قدم پر عجز سے انگد کو ڈالا
کیا سب بندرون نے گرد بالا

ہوئے دیدار سے ازبسکہ دلشاد
کہا لچھمن سے اے فرخندہ بنیاد

یہ ویرانہ ترے نقش قدم سے
ہوا معمور دینار و درم سے

ترے رخسار سے ای صبح اُمید
ہوا کاشانہ میرا برج خورشید

اگر مانند بلبل سالہا سال
دیا طوطی صفت باشکرین قال

ثنای شاہ مین ہون نغمہ پرداز
نہو سوسن صفت یکحرف آغاز

غرض کی عذر خواہی حد سے افزون
چلا ہمراہ لچھمن شاہ میمون

ہوا آکر ادب سے شہ کے پابوس
دل شہ سے گیا سب رنج و افسوس

کہا ای شاہ گر میری خطا ہے
دیے تجھسے مجھے چشم عطا ہے

دل و جان سے شریک درد و غم ہون
رفیق و مونس رنج و الم ہون

کرونگا بندگی تیری شب و روز
بزور و جانفشانی با غم و سوز

ہوا سلطان شہ میمون سے راضی
بر دن کی اپنے دل سے اعتراضی

آغاز شدن رکاند ٹا بھیجنا سُگریو کا گروہ بندر کو واسطے جستجو جانکی کے طرف صحرا کے

سخن سنج زمانہ اب بیان سے
خبر دیتا ہے یون راز نہان سے

کہ شاہ بوزنہ نے بادل شاد
کیا سب بندرون سے اپنے ارشاد

کہ سوے کوہ و دشت و بحر جاکر
کرو تم جستجو سیتا کی یکسر

خبر سیتا کی لائے گا جو میمون — کرونگا اسکو شاہ کوہ و ہامون
یہ سنکر حکم سلطان خیل در خیل — ہوئے میمون روانہ صورت سیل
چلے صحرا بصحرا قاف در قاف — خس و خاشاک سب کرتے ہوئے صاف
لگے کرنے تفحص باغ در باغ — بیابان در بیابان راغ در راغ
ہوئے مشرق سی مغرب تک جہانگرد — پھرے ہر سو نیستانین جو انمرد
نہنگون سے ہر اک دریامین پوچھا — پلنگون سے ہر اک صحرامین پوچھا
پھرے ہر کوہ و صحرامین بہت دن — سراغ جانکی پایا نہ لیکن
ہوا کانٹون سے پا ہر ایک کا ریش — چبھے پانونمین کانٹے صورت نیش
پھرے یکسر جو ریگستانمین بن بن — ہوئے پا آبلون سے رشک گلشن
بحال جانگزا و صورت یاس — سب آئے پھر کے شاہ دہر کے پاس
وفور شوق سے احوال سیتا — شہ عالم نے ہر بندر سے پوچھا
سبھون نے شرم سے غمناک ہوکر — اُٹھایا سر نہ زانو سی وہان پر
حضور رام تھے وہ سب پشیمان — ادب سے تھے وہان حاضر ہنومان
کہا شاہ جہان نے ای دلاور — کریگا کام تو میرا مقرر
روان ہو جانب صحرا شتابی — کہ ہے اب غم سی دلکو اضطرابی
خبر سیتا کی جا کر لائیگا تو — جہان مین نیکنامی پائیگا تو

جانا ہنومان میمون اور جاموَنت شاہ خرسان اور انگد سپہ پال کا واسطے تلاش سیتا کے اور پہونچنا ہنومان جی کا سمندر پھاند کر

لنکا مین اور مارنا پسر راون کا اور جلانا لنکا کا اور خبر لانا سیتاجی کی

زروئے تخور اب پیر نکو خواہ | رہِ مضمون ہے یون کرتا ہی آگاہ
کہ سبقت سی ہنومانِ دلاور | ہوا رخصت شہ میمون سے اٹھکر
شہ کونین نے با مہربانی | انگوٹھی اپنی دی بہرِ نشانی
ہوا جسدم روانہ قاصدِ شاہ | کیا سگریو نے انگد کو ہمراہ
شہِ خرسان رفیقِ شاہِ میمون | ہوا وہ رہنمائے کوہ و ہامون
غرض ابنِ صبا اور شاہِ خرسان | چلے باہم بیابان دربیابان
کبھی جویان تھے سوئے باغ و بستان | کبھی پویان سوئے دشت و نیستان
میانِ دشت دسوئے چشمۂ آب | تلاش جانکی مین بیخور و خواب
صبا کیطرح آوارہ تھے دن رات | پتہ پاتے نہ تھے سیتا کا ہیہات
بہت مضطر تھے تینون خرس و میمون | سمندر پر گئے ناچار محزون
وہان رہتا تھا اک کرگس نکو ذات | جٹاؤ کا برادر نام سنپات
ضعیف و پیر زال و بے پر و بال | نہایت تشنہ اور فاقے سے بیحال
جو دیکھے اسنے فربہ خرس و میمون | ہوا دلشاد و خندان حد سے افزون
کہا دل تھا خدنگ فاقہ سی ریش | خدا نے آج بھیجا مرہم نیش
کرونگا نوش انکو تا ہو دل سیر | رہونگا بھوکھ سے بیفکر تا دیر
وہ تھا بیتاب بس بھوکونکی مارے | کہ پہونچے یہ سمندر کے کنارے
ڈری کرگس سے میمون اپنے دل مین | پڑا ارعشہ ہر اک کے آب و گل مین
کیا گم کثرتِ ہیبت سی رستہ | گئے کرگس کے آگے دست بستہ

سنا اے کرگس پیر کہن سال
فزون تیرا ہو ہردم عز و اقبال

ہے فرخ ترا بخت مظفر
فدا شہ پر ہوا تیرا برادر

دیا اسنے جو کار رام مین تن
ہوا بستان جنت مین نشیمن

کسی شیطان نے یعنے اسکو مارا
عروس رام کو لیکر سدھارا

اسی کی جستجو مین اے برادر
بحکم رام ہم پھرتے ہین مضطر

کہا حال برادر اسنے جب گوش
کیا غم بھوکھ کا دل سے فراموش

رہ و رسم عزاے غم ادا کی
تواضع کی بہت ابن صبا کی

کہا ہم اور جٹاؤ دونون بھائی
نہ رکھتے تھے بہم مطلق جدائی

غرور زور سے دونون برادر
اڑے اک روز ہم اوج فلک پر

نہ لایا تاب وہ خورشید کی بس
ہوا اسوے زمین گردون سے واپس

گیا جوش جوانی سے مین اڑکر
قریب چشمۂ خورشید انور

جلے پر آتش مہر سما سے
گرا مین خاک پر اوج ہوا سے

زبس مجبور اڑنے سے ہوا جب
دعا دی مجکو اک درویش نے تب

یہان آئیگا اکدن قاصد رام
مسلم ہونگے پر بے رنج و آلام

ہوا درویش کا اب قول سچا
ہوا آنا تمھارا آج اس جا

نمایان ہونگے اب میرے پر و بال
مفصل تم سنو سیتا کا احوال

شہ لنکا جو ہے مشہور راون
اڑا لایا ہے وہ سیتا کو دشمن

میان باغ ہے بیتاب جی سے
بہت گھبرا رہی ہے بیبسی سے

نظر مین میری وہ روشن جبین ہے
کہ چشم نسر طائر دوربین ہے

جسے بل ہو سمندر پار جاوے / خبر سیتا کی وہ لنکا سے لائے

کہا تب شاہ خرسان نے برادر / ہوا پیری سے مین کمزور ولاغر

کمال ناتوانی سے ہون مجبور / مرے نزدیک مطلق کچھ نہ تھا دور

کہا انگدنے جاسکتا ہون مین پار / ولے پھرنا ہی یارو سخت دشوار

ہنومان دلاور تھا جو خاموش / کہا اُس سے شہ خرسان نے ذیہوش

کہ تجکو رام نے بخشا ہی یہ زور / تو ہی پھاندیگا اسدم قلزم شور

سمندر کے تجھے طوفان سے کیا غم / کہ مالک ہی ترا خود ساکن یم

نگہبان موج یم سے وہ ترا ہے / جہاز چرخ کا جو ناخدا ہے

غرض ابن صبا نے بے غم وباک / کیا آہنگ لنکا جست چالاک

کہا اُسنے کہ تم ٹھہرو یہان پر / خبر سیتا کی مین لاتا ہون جاکر

یہ کہکر ساحل دریا سے کی جست / قدم جس کوہ پر رکھا ہوا پست

گزند موج سے بیخوف بندر / نہنگ آسا چلا پانی کے اندر

نہ بیم موج نے گرداب کا ڈر / ہوا وہ صورت ماہی شناور

سمندر مین چلا اسطرح بندر / چلے جسطرح آتش مین سمندر

میان آب تھا اک دیو پُرفن / ازل سی تھا پرندونکا وہ دشمن

دم پرواز جس طائر کا سایا / نظر پانی مین اُس ظالم کو آیا

پکڑ کر اُسکا سایہ وہ ستمگر / ہوا سے کھینچ لیتا تھا زمین پر

کبوتر جُرّۂ وشاہین وشہباز / نکرنے پاتے تھے زنہار پرواز

اُسے ابن صبا بس قتل کرکے / کنارے پر گیا دریا اُترکے

چڑھا اک کوہ پر وہ جا کے اُسجا ۔ نظر آیا وہان سے شہر لنکا
عجائب شہر دیکھا طرفہ بازار ۔ چمن ہر خانۂ دہر کوچہ گلنار
بنا ہر خانہ مینا کار زر سے ۔ مرصع سقف دُر لعل و گہر سے
معطر ہر طرف باغ و گلستان ۔ کھلے جسمین گل نسرین و ریحان
میان شہر زیبا قصر راون ۔ معطر چار سوی قصر گلشن
رواق چرخ سے رفعت مین بالا ۔ نگار و نقش مین گلشن سے اعلا
وہ تھا رفعت سی برتر پایہ اُسکا ۔ کہ قصر چرخ تھا ہمسایہ اُسکا
طلائی برج اُسکے زرفشان سب ۔ جڑاؤ لعل و گوہر مین مکان سب
چمک برجونکی اُسکے تا فلک تھی ۔ مگر برق شتابندہ چمک تھی
در و دیوار اُسکے سب سنہرے ۔ لگے برجون پہ سونے کے پھریرے
ہزارون دیو ہر در پر نگہبان ۔ فرشتون کا گذر نی دخل انسان
جن و شیطان کا دیکھا ایک لشکر ۔ بہم لڑتے تھے کشتی ہر جگہ پر
جو دیکھا ہر طرف دیوؤنکا انبوہ ۔ کہا میمون نے دلمین برسر کوہ
یہان یاور نہ کوئی یار تیرا ۔ گذر لنکا مین ہی دشوار تیرا
کیا دلمین پھر اپنے رام کو یاد ۔ سوے لنکا چلا ابن صبا شاد
فرشتون نے ادھر سُرسا کو بھیجا ۔ کہ دیکھو زور بل ابن صبا کا
خوش آئی مادر ماران سر راہ ۔ کہا میمون سے اُسنے ای نکو خواہ
مین آتی ہون ترا زور آزمانے ۔ نہ پائیگا تو مجھ سے آج جانے
یہ کہکر وا کیا مُنہ مثل گلخن ۔ کرے تا لقمہ میمون کو ہمہ تن

کہا میمون نے تب سُرسا سے ہنسکر — سوے لنکا مجھے جانے دے مادر

خبر سیتا کی مین لنکا سے لاؤن — شہِ کونین کو جا کر سُناؤن

تب آؤن تیرے آگے دست بستہ — نہ مجھ وارستہ کا تو روک رستہ

وے سُرسا نے کچھ کہنا نہ مانا — بہت مشکل ہوا میمون کو جانا

گیا آبِ غضب نے جوش تن مین — لگا کف آنے میمونکے دہن مین

گیا سُرسا کے آگے خشمگین تر — وہ دوڑی کھولکر منہ شکل اژدر

وہان میمون نے قد اپنا بڑھایا — دہانِ تنگ مین اُسکے نہ آیا

کیا سُرسا نے منہ تب چار فرسنگ — نظر آیا قد موزون سے پھر تنگ

کئی بار اُسنے مُنہ یون ہی بڑھایا — قدِ بالا نہ میمون کا سمایا

کیا میمون نے تن کو تاہ ناچار — نکل آیا دہن مین جا کے یکبار

اُسے جب عاقل و ہُشیار پایا — یقین اسدم دل سُرسا کو آیا

کریگا یہ جن و عفریت کو زیر — بصورت بوزنہ باطن مین ہے شیر

دعا دیتی ہوئی سُرسا گئی گھر — گیا خوش بوزنہ لنکا کے اندر

زنِ جنِ اک بنام لنکنی تھی — جسے وحش و بشر سے دشمنی تھی

درِ لنکا پہ تھی کافر کی چوکی — وہ نادان دیکھکر بندر کو چونکی

کہا تو کون ہے کسکا ہے بندر — چلا بیخوف یون لنکا کے اندر

جہانتک شہر کے ہین دزد و رہزن — ازل سے ہون مین اُنکی جان کی دشمن

چلا بیخوف تو یون اے جفاکار — کہان بندر کہان راون کا دربار

یہ سُنکر بوزنہ نے بے محابا — بروے لنکنی مارا طمانچا

ہوا پُرخون دہانِ تنگ اُسکا — رُخِ شبگون ہوا گلرنگ اُسکا
کہا ابنِ صبا سے ای خوش انجام — ہوا معلوم تو ہی قاصدِ رام
کہا برہما کا سب سچا ہوا آج — کرو اب شوق سے لنکا کو تاراج
یہ کہکر وہ ہوئی غلطان زمین پر — گیا ابنِ صبا لنکا کے اندر
سحر سے قاصدِ شاہِ زمانہ — پھرا تا نیم شب خانہ بخانہ
صبا کیطرح میمونِ خردمند — پھرا ہر کوچہ و برزن مین ہرچند
گیا زیرِ رواقِ شاہ لنکا — کسی جا پر نظر آئی نہ سیتا
ہوا مایوس دل مین قاصدِ شاہ — خروسِ صبح نے دی بانگ ناگاہ
ہوا بیدار آوازِ جرس پر — ببھیکھن شاہ لنکا کا برادر
لگا دلشاد لینے رام کا نام — کہ تھی اُسکو ہمیشہ الفتِ رام
صدا یہ سُنکے میمون از رہِ ہوش — تحیر سے ہوا سرتا قدم گوش
کہا دل سے یہ کس گُل کی صدا ہے — کہ جسمین سر بسر بوے وفا ہے
بشر کا کھینچتے ہین جن یہان پوست — یہان آیا کہان سے رام کا دوست
کرونگا اس سے اب مین آشنائی — نہو گی آشنا سے بے وفائی
عجب کیا ہے کہ ہو میرا مددگار — کہ ہوتے ہین بدو نمین بھی نکوکار
وہان میمون نے تبدیلِ مکان سے — کہا آہستہ یون شیرین زبان سے
کہ ای شاہنشہِ کونین کے یار — مری مشکل مین ہو اسدم مددگار
یہ سنتے ہی نہ دلمین تاب لایا — ببھیکھن اُٹھکے زیرِ بام آیا
جو دیکھی صورتِ میمون ہوا شاد — کہا ای دستدارِ نیک بنیاد

کدھر آیا کہان تیرا مکان ہے
کہا ہون اے برادر قاصد رام
شہنشاہ دو عالم رام لچھمن
ادھر سے دونون بھائی صید افگن
اڑا لایا کوئی شیطان بس رام
خبر پائی کہ ہے لنکا مین سیتا
یہان کے تو ہے نیک و بد سے آگاہ
عیان کر مجھ سے جو اسکا ہو بھید
بھبھیکن نے سُنا جب رام کا نام
کرونگا جان و دل سے خیر خواہی
اُڑا لایا ہے شاہ لنکا اُسکو
دلے چوکی وہان ہی تر جٹا کی
گذر تیرا کہان ہو گا ہنومان
کہا کچھ غم نہین اے شاہ دیوان
چلا ہیمون یہ کہکر شاد و فرحان
وہان آیا شہ وسط فرق ناگاہ
ادا مین ایک سی تھی خوبتر ایک
فرشتے دیکھکر جنکو ملین ہاتھ
نظر آیا جو سیتا کو وہ دشمن

گزر دشوار وحشی کا یہان ہے
کہ ہے وہ بادشاہ خاص و عام
عیان ہین مثل مہر و ماہ روشن
ہوے رونق فزا سے دشت گلشن
عروس ناز پرور جانکی نام
اُسی کی جستجو مین مجھکو بھیجا
اگر لایا ہو کوئی دہر شاہ
کہ ہی تجھ سے مجھے اب چشم اُمید
کہا مین ہون ازل سے بندۂ رام
سر آنکھون پر مرے فرمان شاہی
یہ اسوک باٹکا بھٹلایا اُسکو
رسائی ہے بہت مشکل ہوا کی
ہزارون دیو اُسجا ہین نگہبان
شہ کو نین ہی میرا نگہبان
ہوا شاخ شجر مین جاکے پنہان
لیے کافربتان چند ہمراہ
جواہر مین سراپا غرق ہر ایک
نظر آئین وہ پریان دیو کے ساتھ
لجائی اور سہمی وہ ہمہ تن

کہا راون نے اے ماہ دل افروز ۔ تری مین یاد کرتا ہون شب و روز
نہین معلوم تیرا دل کدھر ہے ۔ مرے دلکی نہین تجھکو خبر ہے
جدائی ہے تری اب ناگوارا ۔ دکھادے آج روی عالم آرا
کہا تب جانکی نے ای ستمگر ۔ قضا اب کھیلتی ہی تیرے سر پر
خبر تجھکو نہین اے بے حیا ہے ۔ مرا مالک شہ ارض و سما ہے
مجھے لایا تو اُس کے غائبانہ ۔ نہین غیرت ہے او خصم زمانہ
کہان شاہ دو عالم اور کہان جن ۔ قریب آئے ہین تیرے موت کے دن
خبر لنکا کی لے جلد اے سیہ قلب ۔ زر خالص ترا ہوگا مس قلب
ہوئی خاموش اتنا کہہ کے سیتا ۔ ہوا آتش غضب سے شاہ لنکا
علم کی تیغ اُسنے ہمدم برق ۔ سراسر تھی جو آب زہر مین غرق
یہ اپنے دل مین کرکے نیت جزم ۔ کیا قتل عروس رام کا عزم
زن راون جو اک مندودری تھی ۔ جمال و حسن مین رشک پری تھی
وہ تھی راون کی سب زنو مین ممتاز ۔ سبھون سے حسن و خوبی مین سرافراز
وہ رشک بوستان راون کے تھی ساتھ ۔ دیے نازو ادا سے ہاتھ مین ہاتھ
کہا شوہر سے ای فخر شیاطین ۔ نہین ہی بادشاہونکا یہ آئین
کرین بیگانہ زن پر ظلم و بیداد ۔ کرین عصمت کسی کی لاکے برباد
یہ سیتا ہی عروس شاہ کونین ۔ پرستش اسکی کر بالراس و العین
سیہ رُو ہو نہ دنیا مین جفا سے ۔ ارے کافر ذرا ڈر تو خدا سے
ز روے بید قتل زن خطا ہے ۔ خلاف بید کرنا ناروا ہے

کہا مندودری نے اسطرح جب / سوے لنکا پھرا ناچار وہ تب

کہا دیوؤن سے سیتا کو ستاؤ / شتابی بر سرِ مقصود لاؤ

اسے یکماہ کی دیتا ہون مہلت / پھر آگے حق مین اسکے ہی قباحت

ہوئی سیتا یہ سنکر دل مین غمناک / ہوئی غم سے دُر افشان بر سرِ خاک

سرِ مژگان سے کی وہ خونفشانی / ہوئے قطرات خون لعلِ یمانی

ہوا آنکھونکا اشکِ خون سے وہ حال / کبھی گوہر نکلتے تھے کبھی لعل

سحابِ چشمِ تر نے وہ کیا جوش / اُڑا غیرت سے بحرِ شور کا ہوش

تپِ غم سے ہوا تن آتشین بار / ہوئی ہر آہ سوزان سے شرربار

گرے جو گرم آنسو خون سے آمیز / ہوے موے مژہ ہمشکل گلریز

وہ عالم منھ پہ تھا اشکِ روان کا / فلک پر جسطرح ہو کہکشان کا

دل سیتا پہ ہجر شہ سے اُسدم / ہوئی یون مشتعل جب آتشِ غم

شکیب و غم اب و خور نے کی جدائی / فغان و آہ نے کی آشنائی

ہوئی غمخوار و مونس بیقراری / ہوئی ہمراز و ہمدم آہ و زاری

ہوئی عاجز جو راون کے ستم سے / لبون پر جان آئی درد و غم سے

نہ دیکھا جز الم جب کوئی دمساز / کیا اُسدم فلک سے شکوہ آغاز

کہ اے پیرِ جفا اندیش و بیرحم / غریبون پر نہین ہی کچھ تجھے رحم

ارے بیدرد کیا میری خطا ہے / جو تو یون درپئے جور و جفا ہے

عوض کس دشمنی کا اب نکالا / کہ گردابِ بلا مین مجھکو ڈالا

کہا رو رو کے یون پھر ترجٹا سے / بہت مین تنگ ہون اس رنج و بلا سے

سری جانکی جی سے ہنومان کی ملاقات

نہین صورت کوئی ہی زندگی کی | کہ ہر دم درد و غم کی ہی ترقی
مصیبت مین تو ہی ہمراز میری | غم فرقت مین ہی دمساز میری
دل نالان ہی یون بیتاب تن مین | کہ بلبل جسطرح بی گل چمن مین
نہ آتش ہی نہ پانی کیا کرون ہاے | جلون ڈوبون مرون کس طرح آداے
کوئی تدبیر کر راہ کرم سے | کہ چھوٹون اے بہن مین درد و غم سے
تسلی ترجٹا نے کی یہ سنکر | کہا غمگین نہو اے ماہ پیکر
کہ مین نے آج شب کو خواب دیکھا | کہ اک بندر نے پھونکی آکے لنکا
ہوے لنکا مین داخل رام و لچھمن | ببھیکن کو دیا دیہیم راون
سنو اب غم سے تو زنہار دلگیر | کہ جلد اس خواب کی ظاہر ہو تعبیر
کیا جب ترجٹا نی یہ بیان خواب | ہوئین پریان وہ سنکر دلمین بیتاب
ڈرین دلمین جو خواب ترجٹا سے | گھسین پیشانیان سیتا کے پاسے
کہا سیتا نے یہ سنکر بصد غم | زہے طالع قدم دیکھونگی جسدم
سر شاخ شجر سے جبکہ اُس جا | ہنومان دلاور نے یہ دیکھا
کہ سیتا درد و غم سے جان بلب ہے | وبال جان فراق رام اب ہے
انگوٹھی چھوڑ دی سیتا کے آگے | کہ جسکے دیکھنے سے رنج بھاگے
گری انگشتری وہ یون زمین پر | گرا گویا کہ گلبن سے گل تر
ہوئی تابندہ وہ شکل ستارہ | کیا سیتا نے حیرت سے نظارہ
جو چمکی وہ زمین پر مشتری سی | نظر آئی اُسے انگشتری سی
بچشم غور اُسپر جب نظر کی | شہ عالم کی پہچانی انگوٹھی

کہا ہی کون ایسا دیو شاہین
فرشتے کی بھی ہی سب فکر جھوٹی
انگوٹھی دیکھکر سیتا نے کی آہ
کہا یہ رام کی انگشتری ہے
نگین پر نام ہی جو رام کا نقش
یہ ہی اعجاز اس انگشتری کا
مین لایا ہون پیام شاہ ذیشان
تجھسکے لیے بھیجا ہے مجھکو
سُنی سیتا نے یہ آواز جسدم
کہا رُو رُو کے ای غمخوار میرے
جو لایا ہی پیام رام و لچھمن
یہ سُنتے ہی ہنومان دلاور
نظر آیا جو سیتا کو وہ بندر
کہا ہیمون سے ای فرخندہ انجام
بیان کر مجھسے ای بندر یہ مضمون
ملے تم کسطرح شاہِ جہان سے
حقیقت کی بیان ہیمون نے ساری
ہوا باور دلِ سیتا کو اُسدم
کہا رُو رُو کے اے فرخندہ پیکر

کہ لایا رام سے انگشتری چھین
نہی ایسی کہان سچی انگوٹھی
کہ ہیمون نے لب شیرین سے ناگاہ
تری بخت رسا کی مشتری ہے
یہانپر ہے یہ تیرے کام کا نقش
نہوگا ڈر تجھے جن و پری کا
جہانمین نام میرا ہی ہنومان
نشانی یہ عنایت کی ہی تجھکو
نظر کی ہر طرف با چشم پُرنم
نہان ہی کس لیئے دلدار میرے
دکھاتا کیون نہین ہی روے روشن
گرا خوش ہوکے پای جانکی پر
ہوئی حیران نہایت دلکے اندر
تو ہی لایا ہی شاہنشہ کا پیغام
ہوے کیونکر بہم انسان و ہیمون
ہوئی قربت تجھین حاصل کہان سے
ہوئی سگریو سے جسطرح یاری
انگوٹھی ہاتھ مین لی شاد و خرم
خفا مین مجھ سے کیا دونون برادر

کہ میری یاد با صد بیوفائی — یکایک گوشۂ دل سی بھلائی
کرو دن ضبط غم و فرقت مین کیونکر — کہ ہے جورِ عدو سے دم لبو پر
نہ دلکو چین ہے نے شب کو آرام — پئے ایذا ہی ہردم دیو خود کام
کہا میمون نے اے اُمِ زمانہ — جدُائی مین تری شاہِ زمانہ
برنگِ زاہدان پھرتے ہین بن بن — جلائے آتشِ غم نے جگر تن
غمِ فرقت سی بیکل ہین شب و روز — زیادہ ہین اُنھین تمسے غم و سوز
خبر اب تک نہ تھی کچھ آشکارا — جدُائی تھی بناچاری گوارا
سُنینگے جب خبر میری زبانی — کرینگے سُوے لنکا فوج رانی
کہا سیتا نے فوج شہ مین بندر — تمھین ایسے ہین یا ہین کچھ قوی تر
دکھایا جب وہ جسم کوہ پیکر — زمین پر پانوُن اور سر آسمان پر
کہا مجھ سے قوی زیادہ ہین بندر — کہ توڑین پُشت پیل و ضیغمِ نر
ہوئی سیتا کے دلکو تب تشفی — ادب سے بوزنہ نے عرض پھر کی
غم و رنجِ سفر سے ہو تمھین بیتاب — کئی دن سے ہو تمھین بے دانہ و آب
اجازت ہو تو لون اس باغ کی راہ — برِ شیرین کرو تمھین نوش دلخواہ
کہا اسجا ہین لاکھون جن نگھبان — گزر مشکل ہے تیرا اے ہنومان
کہا دیوُون سے مجھکو کچھ نہین ڈر — کہ دشمن سے نگھبان ہے قوی تر
چلا یہ کہکے سیتا سے وہ پُرفن — گیا دلشاد سوے باغ راون
سمان دیکھا وہان سرو سمن کا — عجب عالم نظر آیا چمن کا
برِ شیرین تہِ ہر نخل انبار — سر ہر شاخ میوے سے گرانبار

شگفتہ ہر چمن مین لالہ و گل — خراماں ہر طرف طاؤس و بلبل
ہر چمن نغمہ سے مرغ چمن مست — باب تازہ ہر گلبن زبردست
غرض تھا بھوک سے میمون جو بیکل — مزے سے خوب کھائے توڑ کر پھل
ہوا جب میوۂ شیرین سے دل سیر — لگا پھرنے چمن مین صورت شیر
دم سیر چمن شوخی سے اُس جا — کیا ابن صبا نے یہ تماشا
کہ پھل کھائے درختونکو اُکھاڑا — سراپا باغ راون کا اُجاڑا
جہانتک تھے گل و سرو و صنوبر — کیے پامال میمون نے سراسر
اُجاڑا باغ شکل باد صرصر — نہ نخل خشک چھوڑا نے گل تر
چمن مین دھوم بندر نے مچائی — کیے تو باغ مین آندھی سی آئی
اُکھاڑے بیخ و بن سے پیڑ سارے — جو لوٹے باغبان جھلا کے مارے
ہوا غل ہر طرف لنکا کے اندر — کہ آیا ہے کہین سے ایک بندر
قوی بازو قوی ہیکل قوی دل — نہو شیر ژیان جسکے مقابل
کیا پامال سارا باغ راون — نہین زنہار رہا تھ آتا ہے دشمن
وہان جب باغبان میمون نے مارے — در راون پہ سب جا کر پکارے
کہ باغ شہ مین اک آیا ہی میمون — کیا ہی ظلم اُسنے حد سے افزون
اُجاڑا باغ شاہ نیک منزل — کیے سب باغبان شاہ بسمل
سُنی راون نے جب دیونکی فریاد — کیا اپنے اچھے لڑکے کو ارشاد
کہ لانا زندہ میمون کو پکڑ کے — سراپا طوق آہن مین جکڑ کے
کہا راون نے جسدم یہ پسر سے — چلا دلشاد وہ حکم پدر سے

لیے ہمراہ شیطان سیہ فام — میان باغ آیا کودکِ خام
جو آئے دیو جن شور و شغف سے — کیا میمون پہ حملہ ہر طرف سے
ہنومانِ قوی بازو نے کی جست — اکھاڑا باغ سے نخلِ زبردست
چمن مین دور سے ہر سو ہلایا — کوئی نزدیک ہیبت سے نہ آیا
رہے سب فرق سے مثلِ درختان — مچایا غل برنگ شور رنجتان
چلا میمون مثالِ شیر سرکش — سبھون کے توڑ ڈالے تیر و ترکش
یہانتک گرز مارے اور جنگل — کیے منہ لال سب کے صورت گل
ہوئے تن سب کے شکل لالہ پرداغ — ہوا سینہ ہر اک کا غیرتِ باغ
کسی کا غنچہ سان لب خون سے تر تھا — کسی کا شکلِ گل ٹکڑے جگر تھا
گلِ صد برگ سان باحسرت و درد — سیہ کارونکے چہرے ہوگئے زرد
اُدھر دیوونکا تھا اک جمع میلا — اُدھر تھا باغ مین میمون اکیلا
کمالِ عجز سے دیوِ سیہ لب — انار آسا ہوئے دندان نما سب
ہوئے سب زندگانی سے جو نومید — بہت ہیبت سے کانپے صورتِ بید
ہوئے زخمی بضربِ شاخ پرخار — پڑی گویا سبھون پر مار پر مار
ہوئے سب غرق سیلِ خون مین تا فرق — کہ نیلوفر میانِ آب ہو غرق
کیا ہرچند شیطانون نے غوغا — دے آسیب میمون کو نہ پہونچا
لڑائی مین ہوا غالب جو بندر — گریزان سب ہوا دیوونکا لشکر
ملایا خاک و خونین خیل دشمن — ہوا کشتہ اچھے فرزند راون
گئے راون کے آگے سب گریزان — برنگ شبنم تر اشک ریزان

سُنا وہ فرق نے سب یوں ہارے
ہزاروں دیو اک بندر نے مارے

ہوا شکل چنار آتش غضب سے
بصد غصہ کہا جھلّائے سب سے

نہ لائے بوزنہ کو جو پکڑ کر
نہ آنے پائے وہ لنکا کے اندر

گرامی ایک تھا فرزند راون
سراپا فیل و ضیغم سے قوی تن

برنگ رعد جو وہ پُر غضب تھا
جہاں میں میگھناد اُسکا لقب تھا

قوی بازو قوی پشت و قوی دست
مئے پندار و نخوت سے سدا مست

بدریائے وغا خونیں نہنگے
بمیدان جدل غرّیں پلنگے

پسر کا دلمیں راون کے جو تھا داغ
بُلا کر اُسکو بھیجا جانب باغ

میان باغ آیا وہ سیہ کار
ہزاروں ساتھ اُسکے دیو کفار

وہ کافر باغ میں اسطرح آئے
درختوں پر گھٹا جسطرح چھائے

نظر آیا اُنھیں میموں جو شہزور
مچایا ظالموں نے رعد سا شور

سیہ کاروں نے آکر دن کی کی رات
سر میموں پہ کی تیروں کی برسات

زبس تڑپا برنگ برق میموں
گرا جس پر وہ سیہ پر پی گیا خون

کیا لشکر ستمگاروں کا درہم
ہوا سے ابر ہو جسطرح درہم

جسے پکڑا اُسے دانتوں سے کاٹا
لبوں سے خون ہر بسمل کا چاٹا

کسی کا پیٹ چنگل سی کیا چاک
کسی کے مُنہ سے کاٹے کان اور ناک

ہوئے سب غرق سر تا پا لہو میں
پریشانی پڑی فوج عدو میں

بہت دیوؤں نے مارے تیر خونخوار
ولے میموں پہ سب خالی گئے وار

بہت جادو سے کی دیووں نے تدبیر
کسی ڈھب سے ہوا میموں نہ تسخیر

جو دیکھا ابن راون نے کہ زنہار
نہین ہوتا ہی میمون اب گرفتار

منگایا رشتۂ زنّار باریک
گیا لیکر اُسے میمون کے نزدیک

کہا گر تو ہے پابوس برہمن
تو کر زنّار کو اب طوق گردن

جو کی فرزند راون نے یہ گفتار
ہوا ابن صبا لڑنے سے ناچار

درون رشتۂ زنار آیا
بکار رشتہ گلا اپنا بندھایا

بندھا میمون تو دیوون مین پڑا غل
ہوئے دلشاد وخندان سب جزو کل

گرفتاری مین میمون کے جو تھا شوق
کوئی زنجیر لایا اور کوئی طوق

غرض دیوؤن نے حمدونہ کو پکڑا
سبھون نے ملکے زنجیرون مین جکڑا

بجا فوج عدو مین شادیانہ
ہوئے میمون کو سب لیکر روانہ

حضور خسرو عفریت وشیطان
گئے میمونکو لیکر شاد وخندان

نظر آیا جو راون کو وہ میمون
ہوئی چشم غضب آلودۂ خون

زبان تلخ سے بولا ستمگر
ارے تو کون ہی کس کا ہی بندر

نہ دیکھا ہمنے کوئی ایسا گستاخ
کہ توڑے باغ کے سب بوٹۂ وشاخ

کیا دلمین نہ تونے خوف آئین
لڑا دیوؤن سے بیباکانہ دشمن

پراگندہ کیا سب تونے لشکر
مگر لائی قضا تجھکو یہان پر

سنا جسدم کلام دیو ناپاک
کہا میمون نے تب راون سے بیباک

ارے مین رام کا پیغامبر ہون
کہ ہون ابن صبا اور نامور ہون

ستم تونے کیا ای دیو خودکام
کہ لے آیا اُڑا کر زوجۂ رام

اسی کی جستجو مین بے محابا
سمندر پھاند کر آیا ہون اینجا

مجھے دیوؤن نے بے تقصیر مارا
نہ دیکھا جز لڑائی مین نے چارا

ابھی ہی خیر جو با عزت وجاہ
کرے تو جانکی کو میرے ہمراہ

فلک پر مہ زمین پر تا ہی ماہی
رہے لنکا مین تیری بادشاہی

عداوت مین نہین کچھ منفعت ہے
اُسی کی بندگی مین مغفرت ہے

کہا راون نے سنکر از رہِ ضد
بلا کیا خوب بندر مجھکو مرشد

مناسب ہے کردن مرشد کیخدمت
مجھے کیا خوب کرتا ہی ہدایت

غرض راون نے دیوؤنکو بلا کر
کہا ہی یہ بہت گستاخ بندر

کرو سب ملکے اسپر تیغ رانی
کہ تن کو اسکے ہی سر سی گرانی

ببھیکھن نے کہا تب ای برادر
ستم لازم نہین ہے بوزنہ پر

خلاف بادشاہان ہی یہ قانون
کہ پیغامی کا کیجے بیگنہ خون

سزا دے اور ہو جو اسکے لائق
نہ لے تو اپنے سر پر خون ناحق

یہ سنکر الغرض بولا ستمگر
کہ چھوڑو بوزنہ کو دم جلاکر

جلیگی دم تو ہوگا جی سی عاری
کہ دم ہوتی ہی میمون کو پیاری

ہوا دیوؤن کو جب یہ حکم راون
گرے میمون پہ ہر جانب سے دشمن

تلاش پارچہ مین کی تگ ودو
جہانتک ہاتھ آئے کہنہ ونو

شتابی ظالمون نے اسکی دم پر
لپیٹا صورت مشعل سراسر

جو دیکھا بوزنہ نے یہ تماشا
بڑھائی دم کئی فرسنگ اسجا

ہوئے حیران دیوانِ سیہ بخت
اٹھا لائے سبھونکے جامۂ درخت

سفید و سرخ و سبز و نیلہ و زرد
جہانتک تن مین پہنے تھی زن و مرد

دغا تو بھی نکلی کپڑون نے دُم پر | ہوئے کفار رتب جامہ سے باہر
ہزارون من منگا کر تیل اور گھی | دُم ہیمون سیہ کارون نے تر کی
ہوا صرف اسقدر روغن وُہان پر | چراغون کو نہ تیل آیا میسر
ہوئے مجبور جب شیطان سرکش | لگا دی عاقبت گھبرا کے آتش
دُم ہیمون ہوئی افروختہ جب | تماشائی ہوئے پیر و جوان سب
ہوا چارو نطرف لنکا مین غوغا | چلو دیکھین عجائب ہے تماشا
وفورِ شوق سے بہر تماشا | ہوئے سب جمع اوباشانِ لنکا
نظر کی دُم پہ ہیمون نے وہان جب | کہ آتش مشتعل ہے تیز تر اب
علم کی دُم لبوسے چرخ اخضر | ہوائی کیطرح اوج ہوا پر
جلانے کا ادھر تو تھا بندوبست | زمین سے ناگہان ہیمون کی جست
صبا نے اپنے بخشے اسکو شہپر | نگہ کیطرح وہ پہونچا فلک پر
ہوا پر ہر طرف دُم کو ہلایا | ہوا سے زور آتش نے جو پایا
لگی ہر موجِ قصرِ زرمین آتش | ہوئے نالان جن و شیطان سرکش
زبس ابنِ صبا تھا شوخ و گستاخ | لگا وہ جست کرنے کاخ بر کاخ
کبھی کودا یہان کھاندا وہان پر | اُڑا گہہ اس مکانسے اُس مکان پر
برنگِ برق ہیمون تیز پر تھا | کہ پل مین اسطرف پل مین اُدھر تھا
جو کی اس برج سے اُس برج پر جست | گیا بالا کبھی آیا سوئے پست
فروغِ نار سے لنکا مین تا دور | ہوا ہر برج زر غبارۂ نور
سیاہی سے ملی شونیکی زردی | ہوئے برجِ طلائی لاجوردی

ہوئی جو باد و آتش مین بہم لاگ — لگی ہر خانہ و ہر قصر مین آگ
دُمِ سیمون ہوئی نارِ شرربار — لگے جلنے تمامی شہر و بازار
ہوا ہنگامۂ آتش وہ برپا — قیامت کیطرح تھا شور و غوغا
ہوا آتش سے گلخن ہر گلستان — بنے سرو چمن سروِ چراغان
پڑے ہر شاخ پر جو شعلۂ نار — کھلے ہر نخلِ گلشن مین گُلِ نار
سراپا شعلہ افشانی سے بے ریو — ہوا ہر نخل آتشبازی کا دیو
برنگ شعلہ ہر بوٹی جڑی تھی — کہ ہر شاخ گل افشان پھلجھڑی تھی
سراپا تن جو آتش سے ہوا داغ — ہوئے طاوس سان ہر طائرِ باغ
پڑی جو شعلۂ جوالہ کی تاب — ہوئے داغ سیہ جل جلکے سُرخاب
ہوئی آتش وہان یون شعلہ افروز — چنار آسا ہوئے ہر شعلہ پرسوز
لگی بازار مین آتش سراپا — عجائب ہر دکانین تھا تماشا
تمامی جنس بزازانِ نامی — ہوئی آتش سے جل جلکر تمامی
یہ بزازی مین اندازِ چمن تھا — کہ تھا جو پارچہ وہ گلبدن تھا
ہوئے یہ سُنکے خوش بزازِ ناکام — کہ تھے آنکھون کے اندھے نین سکھ نام
متاعِ سوختہ پر جب نظر کی — کفِ افسوس مل مل چشم ترکی
اُنھین آیا وفورِ غمسے کمخواب — رہے بستر پہ ساری رات بیخواب
یہ تھا آتش کا اسیا گرم بازار — کہ تھا بازار رشکِ صحن گلزار
جلی دوکان حلوائی کی جسدم — کہون کیا تھا جو شیرینی کا عالم
دکانین اُسکی جتنی تھالیان تھین — ہر اک مین آگ کی چنگاریان تھین

گمان کرتے تھے سب اسپر خردمند ۔ شکر پارے ہین یا ہین ریزۂ قند
وہ انگاروں کی تھا لوں سے لپک تھی ۔ ورق کی بیرقیون کی یا چمک تھی
پڑا جو موج آتش کا تھپیڑا ۔ لگا دکّان کا کچھ قفل نہ بیڑا
یہ رنگ آخر دہان آتش نے بدلا ۔ کہ جامن ہو گیا جل جل کے خرما
لگس پر سوختہ تیران تھین ہر سو ۔ شب تاریک مین جسطرح جگنو
جلائی اُسنے لنکا بالا بالا ۔ تلے کرتے رہے سب آہ و نالا
پھوڑا کوئی دیوار و در و بام ۔ کیے پختہ جلا کر حجرۂ خام
بہت شیطان دوڑے لیکے پانی ۔ بجھانے مین بہت کی جانفشانی
بھڑک اُٹھتی تھی یون پانی سی وہ اور ۔ کہ روغن سی ہو آتش تیز جسطور
وہ لو آتش کی اُٹھتی تھی کہ حق ہی ۔ اُسی کا عکس ابتک یہ شفق ہے
اسی آتش کے سب ہین یہ شرارے ۔ زمین پر ذرّی گردون پر ستارے
گرے جو بُرج زر لنکا سے جلکر ۔ رہی ہین کوہ نیلم جا بجا پر
بھبھیکن بندۂ شہ تھا جو برحق ۔ نہ آنچ آئی مکانکو اُسکے مطلق
غرض اسطرح سب لنکا جلائی ۔ سمندر مین دُم سوزان بجھائی
بجھائی دُم تو دریا مین پڑا شور ۔ سراسر آب شیرین ہو گیا شور
پڑی آتش کی گرمی سی تباہی ۔ ہوئے دریا مین بیکل مرغ و ماہی
ہوا آتش سے پانی سر بسر گرم ۔ برنگ بحر چرخ سبز تر گرم
رہین مرغابیان پانی کے اندر ۔ سمندر مین ہو جس صورت سمندر
حباب آتشین پانی کے اوپر ۔ پھپھولے تھی وہ جسم سوختہ پر

غرض میمون دم سوزاں بجھا کر | گیا ہنستا ہوا سیتا کے آگے
کہا اے مادر مخدوم زمانہ | میں اب لنکا سے ہوتا ہوں روانہ
بجا لاؤں جو کچھ ارشاد ہو اب | کہ جس سے رام کا دلشاد ہو اب
عطا کیجے ز راہ مہربانی | برائے شہ کوئی اپنی نشانی
ہوا سیتا کو یہ سنکر بہت غم | کہا ابن صبا سے روکے اس دم
ترے دیدار سے ای قرۃ العین | ہوا تھا کچھ دل بیتاب کو چین
ستم ہی میرے حق میں تیرا جانا | کہ دم ہوگا ترے پیچھے روانہ
وبال جان ہی اب شہ کی جدائی | پڑی ہی روح و قالب میں لڑائی
جگر خون ہی لہو سے چشم تر ہے | لبوں پر جان آنکھوں میں جگر ہے
سمندر ہی یہ لنکا شور افگن | نہنگ جانستاں ہی اسمیں راون
میں ہوں ماہی صفت اس بحر غم میں | فرو کر جائیگا بس کوئی دم میں
کہا سیتا سے تب میمون نے رو کر | کہ حکم شہ سے ہوں ناچار مادر
دگرنہ کر کے میں لنکا کو تاراج | حضور رام لیچلتا تمھیں آج
تشفی رکھ ذرا اے ماہ پیکر | کہ لاؤں رام و لچھمن کو بلا کر
کرینگے جنگ وہ راون سے آکر | تمھیں لیجائینگے جلدی چھڑا کر
اتارا اپنا چوڑا اس شتابی | دیا اسکو کہا با اضطرابی
کہ کہنا رام سے دیگر نشانی | کہ جلدی کیجئے اب مہربانی
نہیں ہی عاشق شیدا کو اب تاب | جدائی میں پڑی ہی بیخور و خواب
ہوا رخصت غرض سیتا سے بندر | وہیں سے جست کی پھاندا سمندر

ہوا آکر شہ خرسان سے ہمدوش / کیا دلشاد انگد کو ہم آغوش
سنایا حال لنکا ابتدا سے / ہوی دلشاد وہ ابن صبا سے
چلے کرتے ہوئے وصف ہنومان / ہوئی مشکل یہ بہتر سے دم ہی آسان
میان باغ سگریو شاد آئے / بر شیرین وہاں پر خوب کھائے
خبر بولا ایکا یک آکے دربان / کہ آئے جاموونت انگد ہنومان
ہوا سگریو خوش تب دے لکے اندر / کہا لائے خبر سیتا کی بندر
بروز احسن و فال نکوتر / ہوئے سگریو کے پابوس آکر
شہ خرسان نے حال شہر لنکا / کہا سردار بہیمون سے سراپا
خبر سیتا کی سنکر شاہ بہیمون / ہوا بشاش و لیکن حد سے افزون
غرض سب خرس و بیمون اور ہنومان / ادب سے آئے پیش شاہ ذیشان
سبھون نے باکمال پارسائی / قدم پر رام کے کی جبہہ سائی
کہا تب جاموونت انگد نے ای رام / کیا ابن صبا نے سب ترا کام
سمندر پھاند کر لنکا کو پھونکا / بھگایا لشکر عفریت سارا
گیا راون کے آگے بے غم و باک / خبر سیتا کی لایا چست و چالاک
کسے طاقت تھی جو لنکا مین جاتا / سمندر سے خبر سیتا کی لاتا
جوانمردی جو کی ابن صبا نے / ندی طاقت ملک کو وہ خدا نے
یہ سنکر گفتگو سے شاہ خرسان / ہوئے شاہ دو عالم شاد و فرحان
ہنومان دلاور کو بلا کر / بٹھایا اپنے پہلو سے قرین تر
نشانی لیکے شہ نے دلربا کی / بہت تعریف کی ابن صبا کی

کہا میمون نے اے خاقان کونین
جُدائی مین تری سیتا ہے بےچین

غم فرقت مین تیرے جان بلب ہے
گرفتار غم و رنج و تعب ہے

مہینے کی امان راون نے دی ہے
پس یکماہ عزم جان کشی ہے

شہنشاہِ جہان یہ حال سُنکر
ہوئے دلمین بہت غمگین و مضطر

کہا سُگریو سے با دیدۂ تر
کرو آراستہ جلدی سے لشکر

آغاز لنکا کانڈ لشکر کشی کرنا راجہ رامچندر کا واسطے جنگ راون کے اور روانہ ہونا فوج خرس و میمون کا طرف لنکا کے شہر سُگریو سے

کتاب بید سے پیر کہن سال
بیان کرتا ہے یون لنکا کا احوال

کہ سُنکر حال سیتا رام و لچھمن
ہوئے جب کینہ جو سے خون دشمن

بحکم بادشاہِ ہر دو عالم
کیا سُگریو نے لشکر فراہم

ہزارون خرس و میمون کوہ پیکار
توانا و تنومند و تن آزار

جوان و کودک و پیرانِ دانا
پلنگ و پیل و ضیغم سے توانا

ہوے سب جمع اُسجا خیل در خیل
کہ تھی ہر اک کی دلمین جنگ کی میل

کرین کیا ہم شمار خرس و میمون
کہ تھے مور و ملخ سی بیش و افزون

لیے ہاتھون مین ہر اک آہنی گُرز
کرین سو ٹکڑے جس سے کوہ البرز

ہوئے وہ خرس و میمون جمع خونریز
کہ چنگل جنکے تھی شمشیر سے تیز

نل و نیل و ہنومانِ دلاور
سگندہ و گندہ میمونِ قوی تر

شہ میمون نے پانچون کو برابر — جدا اگانہ کیا سردار لشکر
کیا انگد کو لشکر کا ہراول — خبر بولا شہنشہ سے بیادل
بحکم رام خاقان زمانہ — ہوا لشکر سوئے لنکا روانہ
نشانون کے پھریرے صورت برق — درخشندہ ہوئے از غرب تا شرق
لیا دامان رایت فتح نے چوم — سعادت کا ہوا تابندہ مقسوم
گھسے تیردن نے اوج چرخ پر سر — کھلے پرچم ہما نے وا کیے پر
جوانمردون نے کی نصرت سی یاری — ہوا اقبال ہمراہ سواری
ہوئی پہلے روان افواج خرسان — چلا ضیغم صفت سرتاج خرسان
بفال احسن و تاریخ میمون — ہوئے اسوار رام و شاہ میمون
جلو مین سیکڑون سردار ناجی — جبین پر جلوہ گر داغ غلامی
بجا لشکر مین نہضت کا نقارا — چلے کرتے ہوئے طی دشت و صحرا
سوئے لنکا چلا ریچھونکا لشکر — خروشان صورت ابر سیہ تر
روان تھے خرس و میمون یون دو دریا — سو صحرا گھٹا امڈی تھی گویا
بہم تھا بندرون سے ریچھ کا دل — کہ ہو برسات کا جسطرح بادل
میان فوج شادان دونون بھائی — ظفر کرتی تھی آکر پیشوائی
بہکتے تھے لیا دل ہر قدم پر — بڑھے آگے جوانان دلاور
غرض یون شاہ دریا دل کا لشکر — سمندر کے قرین پہونچا سبکتر
ہوا لشکر فرو کش بر لب آب — ہوئی آب خورش سے فوج سیراب
خبر جسدم ہوئی لنکا مین یہ فاش — ہوئے ترسندہ سب شیطان و اوباش

بھبھیکھن نے خبر جس دم یہ پائی — کہ آئے لیکے لشکر دونوں بھائی

ز بس ہیبت سے گھبرایا بھبھیکھن — گیا با دیدۂ تر پیش راون

کہا اے شاہ لنکا صاحب بخت — رہے قائم ترا یہ افسر و تخت

رہے گنگ و جمن میں جبتلک آب — رہے تیرا گل اقبال شاداب

فلک پر جبتلک ہے ماہ روشن — رہے پھولا پھلا تیرا یہ گلشن

رہے تیرا ہمیشہ بخت بیدار — کہ ہے تو بھائیونکا نازبردار

جناب پاک میں رکھتا ہوں کچھ عرض — پذیرا آج کرنا تجکو ہے فرض

سنا میں نے اودھ سے رام و لچھمن — سوئے لنکا ہوئے ہیں صید افگن

بہت میمون ہیں انکی ساتھ شہزور — فرو کش ہیں کنار قلزم شور

بظاہر تو نہیں کچھ سرکشی ہے — پئے سیتا مگر لشکر کشی ہے

روا ہے کیجیے اپنی طرف سے — مدارا اے عدو عز و شرف سے

تواضع سے جو ہوں وہ ہمسے راضی — کریں سیتا کو دیکر عذر ماضی

یہ کہتا ہوں براہ خیر خواہی — پھر آگے جس طرح ہو حکم شاہی

بھبھیکھن کے یہ موزوں حرف تقریر — سنے راون کے دلمیں صورت تیر

ہوا غصے سے برہم صورت مار — زبان تلخ سے بولا ستمگار

کہ ای بیعقل و نادان و سیہ دل — جہاں میں کون ہے میرے مقابل

مرے آگے بشر رکھتا ہے کیا جان — بشر پر ہر طرح غالب ہے شیطان

زیادہ بس نکر اب ہرزہ گوئی — نکالو جلد اسے حاضر ہے کوئی

رہ خشم و غضب سے لات ماری — گیا دربار سے باہر بخواری

کہا اُسنے کہ اے سردار لنکا | مبارک ہو تجھے دربار لنکا
گنہ ہو عفو اب ہوتا ہون رخصت | بر آئی آرزو تیری بدولت
کرونگا رام کی اب جاکے خدمت | شرف ہو خواہ حاصل خواہ ذلت
دلے یہ عرض کرتا ہون دوبارا | نہو خاطر پہ گرچہ ناگوارا
بگڑتا ہو اگر ملنے سے کچھ کام | کہون جا کر زبانی تیرا پیغام
مرے کہنے سے گر ہو صلح باہم | نہ کرنا چاہیے لشکر فراہم
دلے کاخ دماغ شاہ لنکا | جو تھا پُر دُود نخوت سی سراپا
نکی پند برادر اُسنے کچھ گوش | ہوا بوئے خودی سے خود فراموش

آنا بھبھیکن کا جُدا ہوکر راون سے واسطے ملاقات حاصل کرنے سری رامچندرجی کے اور سرفراز ہونا خلافت پر لنکا کی

چلا دل شاد لنکا سے بھبھیکن | بشوق بندگی رام و لچھمن
ہوا حاضر ادب سے با سر و عین | حضور بارگاہ شاہ کونین
شہنشہ سے یساول نے یہ کی عرض | کہ اے دارائے چرخ و مالک ارض
بھبھیکن نام راون کا برادر | ترے ملنے کو آیا ہے یہان پر
شہ میمون جو ہمدم ہمنشین تھا | کہا اُسنے شہ عالم سے اُسجا
کہ ہے یہ دشمن شہ کا برادر | خوشامد سے تجھے دشمن کے ہی ڈر
مبادا کینہ آور ہو دغا سے | مناسب ہی حذر نا آشنا سے
نہین واجب ہی اس سے آشنائی | جنونکی قوم مین ہی بیوفائی

تواضع سے عدو کے مجھکو ڈر ہی — جھکے جسدم کمان اُسدم خطر ہی
جو ہو ارشاد اے شاہ خردمند — شتابی ہم کرین دشمن کو پابند
کہا شہ نے برائے نیک روشن — مرے آگے ہین یکسان دوست دشمن
حمایت مین مری آوے جو کوئی — کرون اُس سے نہ ہرگز کینہ جوئی
محبت سے جو آیا ہی ببھیکن — مرا ہی دوست گو ہو لاکھ دشمن
غرض شہ نے ببھیکن کو بُلایا — ادب سے وہ حضور شاہ آیا
جبین بندگی رکھی زمین پر — گرا پائے شہ مسند نشین پر
شہنشہ نے جو پایا یار جانی — ببھیکن پر بہت کی مہربانی
بصد شفقت منگا کر آب دریا — جبین پر اُسکے قشقہ شہ نے کھینچا
بدست پاک سر پر تاج رکھا — دیا خلعت کیا سردار لنکا
سگ و سارن جو دو جاسوس راون — یہان آئے تھے ہمراہ ببھیکن
بحکم شاہ دونون کو پکڑ کر — پھرایا بندرون نے گرد لشکر
بصد خواری کیا لشکر سے آزاد — گئے لنکا کو وہ باشور و فریاد
کہا راون سے ای سردار لنکا — کہین جاہ و حشم ہم کیا عدو کا
پھرے ہم چار سو اے نیک باطن — نپائی انتہائے فوج دشمن
جو کیجے غور با چشم تامل — ہر اِک خورشید کا کم ہے تجمل
وہ خرس و بوزنہ ہین جمع شہزور — کہ جسکے آگے ہین پیل دمان مور
غضب ہین خرس اور میمون ہین آفت — فغان فوج ہی شور قیامت
گیا تھا پھونک جو لنکا کو بندر — سبھون سے وہ نظر آتا ہی کمتر

سپاہ فوج دو لڑکے ہین کمسن
ہوا ظاہر جو دیکھی انکی سج دھج
انھین کہتی ہی خلقت رام و لچھمن
نہین معلوم کیا کی خیرخواہی
شہ جمد و نہ اک سُگر تو ہے نام
بلے طاقت مین ہی وہ صورت پیل
خرد ور جاموںت اک ریچھ ہی پیر
جہان تک فوج و لشکر ہی وہان اب
زیادہ کیا کہین اے شاہ ذیشان
شہنشہ نے کنار بحر اس جا
وہ کر تدبیر با فکر فلک اوج
ببھیکن نے یہ سُنکر شہ سی کی عرض
نظر آتا نہین کوسون کنارا
نہ کشتی ہے نہ کشتیبان یہان ہے
جگر ایسے کہان وحش و بشر کے
اگرچہ ہی وہ تیرے تیر مین زور
ولیکن حسب قانون ای شہنشاہ
یہ سُنکر شہ لب دریاے اعظم
پئے درخواست معبر تا بسہ روز

شب حشر ایک ہی اک حشر کا دن
اُتر آئے فلک سے چاند سورج
ملا جا کر انھین سے ہے ببھیکن
اُسے لنکا کی بخشی بادشاہی
اُسے کہتے تھے ہی یہ نائب رام
کہ ہو دیکھے سے اُسکے روح تحلیل
مُشیر رام ہے وہ نیک تدبیر
اسیکی راے پر ہین کارکُن سب
لڑائی یہ نہ ہوگی فتح آسان
ببھیکن سے کہا ای شاہ لنکا
کہ اُترے پار بحر شور کے فوج
سمندر کا بڑا ہے طول در عرض
یہان ہوگا بھلا کیونکر گذارا
پیاپے موج کا طوفان یہان ہے
سمندر پار جو جائین اُتر کے
کرے خشک اک پل مین قلزم شور
سمندر سے بمنت مانگیے راہ
بچھا کر کاہ بیٹھے شاد و خرم
سمندر پہ رہے شہ رونق افروز

سمندر نے نہ کی گفتار شہ گوش — کیا تب دل مین آب قہر نے جوش
کہا لچھمن سے با صد اضطرابی — کمان و تیر لاؤ تم شتابی
کرون مین ایک تیر آتشین سر — ابھی ہو خشک اکدم مین سمندر
جو دیکھا شہ کو دریا نے غضبناک — برہمن بنکے با صد ہیبت و باک
حضور رام و لچھمن اُسنے آ کر — ادب سے عرض کی گردن جھکا کر
کہ دنیا مین جہانتک بحر و جو ہے — زیادہ سب سے میری آبرو ہے
کبھی مقدور کھرای نیک بنیاد — نہ کیجے قدر عالی ظرف برباد
بنانا چاہیے اس بحر مین پل — کہ اُترے پار لشکر بے تامل
دو میمون ہین جو لشکر مین نل و نیل — شبیہ شیر غرّان صورت پیل
دعا ہے اُنکو ای فرخندہ پیکر — جو چھوڑین آب دریا مین وہ پتھر
نہو زنہار شل کا وہ غرق — سر مُو بات مین میری نہین فرق
ہوا یہ کہکے بس راہی سمندر — کہا شہ نے شہ میمون سے اُٹھکر
بحکم شاہ میمون خرس و میمون — ہوئے سرگرم سوے کوہ و ہامون
ہزارون کوہ سنگین لا کے یکبار — لب دریا کیے فی الفور انبار
جہانتک اینٹ پتھر ہاتھ آئے — اُٹھا کر دشت سے دریا پہ لائے
بہ یمن نام شاہِ ہر دو عالم — بنایا نیل و نل نے جسر محکم
وہان پر شہ نے رامیشر تھا دیو — بنا کر کی پرستش دل سے بے ریو
ہوا آراستہ دریا پہ جب پل — سپاہ و شاہ اُترے سب جز و کل
زبان پر تھا جو اُنکے نام رب کا — ہوا اک پل مین بیڑا پار سب کا

بظاہر تھا فقط پُل کا سہارا | طفیل رام نے سبکو اُتارا
وگرنہ کون پہونچا تا اُنھین پار | کہان بندر کہان وہ بحر زخار
غرض جب فوج شاہ نیک بنیاد | سمندر پار پہونچی جا کے دلشاد
میان مرغزار سبزۂ تر | کیے قائم ہر اک جا خیمۂ زر
خیام زر فشان مین رام و لچھمن | ہوے شمس و قمر سان جلوہ افگن
کسی خیمے مین اُترا شاہ خرسان | شہ میمون کہین اُترا بصد شان
کہین انگد نل و نیل دلاور | سگند و گند سرداران لشکر
ہوئے شادان فروکش ہر جگہ پر | پڑا چار و نطرف میدانمین لشکر
نشانونکے پھریرے آسمانپر | ہوئے تابندہ مثل ماہ و اختر

خبر پانا راون کا راجہ رام چندر اور لچھمن جی کے آنے سی پار سمندر کے

جو خیل رفیع شاہ نیک منزل | ہوا جا کر سمندر پار داخل
خبرداروں نے راون کو خبر کی | کہ آئی فوج شاہ بحر و بر کی
مثال آب دریا موج در موج | بصد شان و بصد شوکت بصد اوج
سُنا جب شاہ لنکا نے یہ احوال | غضب سے صورت آتش ہوا لال
بُلائے دیو و شیطان و پریزاد | کیا ہر ایک سے اسطرح ارشاد
کرو آراستہ لشکر شتابی | نہ آئے تا کہ لنکا مین خرابی
بحکم شاہ لنکا دیو کفار | ہوئے آمادۂ سامان پیکار
کھلا پہلے در فراش خانہ | سوئے میدان ہوا خیمہ روانہ

گیا پھر تورچی کو حکم راون — کہ لائے سب سلاح و خود و جوشن
بلائے سب پھر ارباب خزانہ — کہا کھولو ابھی باب خزانہ
سپاہ و فوج و لشکر کو کرو شاد — جہاں تک ہوں شیاطین و پریزاد
کہ ہوں سب تلخی عشرت سے مایوس — کریں تا جان شیریں کا نہ افسوس
گیا پھر خانساماں سے یہ احکام — کہ حاضر جنگ کا ہو سب سرانجام
ہوا جب حکم راون اسطرح پر — ہوئے آراستہ سب فوج و لشکر
چلے اسطرح سے دیو سیہ پوش — کرے جسطرح سے کالی گھٹا جوش
ہزاروں ناوک انداز و کماندار — ہزاروں نیزہ باز ان ستمگار
ہزاروں جنگجو کافر پیادے — سپر کاندھوں پہ ہاتھوں میں کبادے
ہزاروں شہسوار انکے رسالے — کہ گھوڑے جنکے زانو میں نرالے
سروں پر خود اور سینوں پہ جوشن — مسلح سر بسر خونریزی ہمہ تن
ہزاروں پہلوانان گراں سر — بنائے ظلم و کفر و بانئ شر
ہوئی سب سر بکف میدانمیں باہم — کیے افسوں ہزاروں تیغ پر دم
شمار فوج لکھوں کیا قلم سے — کہ سچ مچ بیشتر تھی سو پدم سے
ہوا سب جمع جب میدانمیں لشکر — نقیبوں نے کہا راون سے جا کر
سپاہ و فوج ہے لنکا کی تیار — در دولت پہ سب حاضر ہیں سردار
بجا لائیں جو ہو حکم شہنشاہ — نہ دے اب کام میں تاخیر کو راہ
ہوا یہ سنکے راون شادماں تر — ہوا میدان میں وارد جا کے لشکر
جو تھا وہ میگھناد ابن شہ جن — جسیم و کوہ قامت زشت باطن

لئے دستِ ستم مین برق دم تیغ | سپر کاندھے پہ گویا چرخ بے میغ
سیان خیمہ اُترا وہ سیہ دل | سپاہِ رام و لچھمن کے مقابل
کرون کیا عرض اس خرگاہ کا طول | کہ جائے جسمین گردون راستہ بھول
جن و شیطان جو تھے ارکانِ دولت | فروکش سب ہوئے باشانِ شوکت
پڑا دیونکا لاکھون کوس ڈیرا | قلم نے منھ شمار حد سے پھیرا

چڑھنا راون کا برج لنکا پر اور دیکھنا تماشہ راجہ رامچندر جی کے لشکر کا اور نشان دینا سارن کا نام و نشان سرداران فوج میمون وغیرہ سے

براے سیرِ فوجِ رام و لچھمن | چڑھا برجِ حصار زر پہ راون
عروجِ بام سے دیکھا تماشا | نظر پہونچی جہانتک سوے صحرا
لبِ دریا پہ دیکھے خرس و میمون | نہنگون کی جگر سی جو ہین خون
کہا سارن نے اے سردار لنکا | جو دو میمون ہین یہ خیمہ مین یکجا
توانا کوہ پیکر صف شکن ہین | برنگِ ضیغمِ نر نعرہ زن ہین
سنو انکے مقابل ضیغم و پیل | یہ دونون بانئ پل ہین نل و نیل
سہیت ہے زور و طاقت اُنکی تمتن | سنو انسے مقابل کوئی رن مین
نہین دیودن سے یہ طاقت مین کم ہین | اُنھونکے ساتھ بندر دو دیدم ہین
جو اس خیمے مین وہ میمون ہے خونخوار | قد و قامت مین بیش از چار دہ مار
یہ ظالم ہے قیامت کی نشانی | نہین کوئی دلاور اسکا ثانی

بنام نیک انگد نامور ہے
یہی بالِ دلاور کا پسر ہے

غضنفر بھاگتا ہی اسکے ڈر سے
قیامت کانپتی ہی اسکے شر سے

نہین ہے اسکے بحرِ زور کی تھاہ
پدم ہین پانچ میمون اسکے ہمراہ

وہ خیمہ ہی جو سوے چپ نمایان
بہت بندر ہین گرد اسکے نگہبان

دہان کرتا ہی وہ میمون جو آرام
وزیر شاہ میمون ہی کمُد نام

بروز جنگ اسکا صدمۂ گرز
اٹھا سکتا نہین ہی کوہ البرز

برنگ تیغ ناخن اسکے ہین تیز
قوی ہین پنجۂ ضیغم سے خونریز

سپاہِ بوزنہ سے بافراغت
کرین اسّی کروڑ اسکی اطاعت

یہ لشکر ہے جو مثل ابر جوشان
برنگ رعد ہی ہر سو خروشان

یہ ہی افواج خرسانِ دلاور
ہر اک ہی کوہ سان اسمین تناور

ہر اک رکھتا ہی وہ صد فیل کا زور
غضب ہی زور انکا قہر ہے شور

نکالین سینۂ ضرغام سے آنت
اکھاڑین منہ سے پیل مست کے دانت

چہار وسہ پدم ہے انکی تعداد
سپہ سالار ہی دہومر نکو زاد

بنام جامونتِ شاہ خرسان
خروشان ہی لب دریا ہے جوشان

یہ طاقت اسمین ہی باوصف پیری
کرے رن مین جوان کی دستگیری

قریب نربدا اسکا مکان ہے
مشیر بادشاہ دو جہان ہے

جو تو یہ دیکھتا ہی جوق میمون
ہر اک سے زور مین ہی روز افزون

بضرب پا کرین کہسار کو خاک
ملا دین خاک مین دیونکو بیباک

برنگِ شیر نر ہے انکی آواز
طیور روح کو ہین صورتِ باز

جوان و پلیتن خونخوار سب ہین
نہین کا کیسری افسر ہی ذیشان
شہ روحانیان کا خیر اندیش
مکان ہی کوہ کپنن گر مین اسکا
جو ہی یہ جوق میمون جانب راست
برنگ برق انکے گرز ہین تیز
یہ میمون ہین ہژبر بیشۂ جنگ
بیش نامے دلاور گرد خونخوار
شجاعت کا ہی اسکے دہر مین شور
جماعت سی کہر دن کیا اسکے آگاہ
جو یہ ہی صورت ضیغم قوی تن
سگھن اس گروہ کا مشہور ہے نام
فرشتو نسے ہی اس سے آشنائی
ازل سی ہی شیاطین کا یہ قاتل
جو نالان ہی یہ مثل رعد بندر
جنون سے زور اسکو بیشتر ہے
پسر ہی انجنی کا بسکہ شہزور
ہوا جسمر وز پیدا یہ دلاور
بنام مہر آج و نیم روشن

بتعداد رقم چوبیس ادب ہین
پسر جسکا وہ آیا پان ہنومان
شہ میمون کا ہی یار وفا کیش
نہین اس سے قوی دیوان لنکا
جسے ہی جنگ کی ہر لحظہ درخواست
پلنگون سے سوا ہین سخت خونریز
فقط ہین سلح انکے ناخن و چنگ
یہ ہی اس جوق جنگی کا سپہدار
اسے ہی شصت دہ صد میل کا زور
کہ ہین دو نیل میمون اسکے ہمراہ
دلیر و پہلوان و لشکر افگن
ہراول دس پدم میمونکا ہی نام
پسر تارا کا ہے انگد کا بھائی
نہین جنگی کوئی اسکے مقابل
وہی ہی یہ ہنومان دلاور
یہی شاہ جہان کا نامور ہے
دلیر و نہین ہی اسکے زور کا شور
کیا اک لقمہ اسنے مہر انور
یہ ہین سردار خرسان قوی تن

سگند و گند و باد ون در رکھب ہین
ہراول فوج میمونکے یہ سب ہین

وہ میمون جنکی لنکا پر نظر ہے
دوبدہ دوودہ بیند نامور ہے

یہ سب میمون ہین رتبے مین برابر
پدم ہین چار انکے ساتھ بندر

لب دریا جو وہ ہے خیمہ رنگین
ہر اک خیمہ ہی جسکا ماہ و پروین

اسی مین جلوہ گر ہین رام و لچھمن
بعارض غیرت گلہای گلشن

نہین دیکھے ہین ایسے لڑکے سرکش
دھرے آگے کمان و تیر و ترکش

بزور جنگ ہین دونون دلاور
میان زندہ پیلان ضیغم نر

وہ خیمہ ہی جو رشک صحن گلشن
شہ میمون ہی اسمین جلوہ افگن

مکان ہی خاص گرکندرین اسکا
مقابل اسکے ہو شفہ ہی یہ کسکا

نہین کچھ یہ سخن تا دیل سے ہے
توی یہ شصت دہ صد پیل سی ہے

غرض سردار ایسے دیکھے کم ہین
سنا ہین نے کہ اٹھارہ پدم ہین

تجمل فوج شاہ دو جہان کا
سنا اور جو شہ لنکا نے دیکھا

تحیر سے بزیر بام آیا
نمک خواران دولت کو بلایا

کہا انسے کہ آیا سر پہ دشمن
نہین چلتا ہی اب کچھ مکر اور فن

اٹھاؤ مکر و فن سے دست تدبیر
کرو قتل عدو مین اب نہ تاخیر

کیا القصہ لشکر سے یہ ارشاد
کہ یان جانے نہ پائین آدمی زاد

پکڑ لاؤ انھین جا کر شتابی
ہوئی یہ سنکے سبکو اضطرابی

خبر کی شہ کو ہرکارون نے آکر
کہ آیا حاکم لنکا کا لشکر

عجب ہی شان فوج و خیل و خرگاہ
کہ ہین شرمندہ چرخ و انجم و ماہ

سنا شہ نے کہ آئی فوج راون — برائے جنگ ہی آمادہ دشمن
کہا تب جاموںت پر خرد سے — عدو ہی کینہ جو ناحق حسد سے
مناسب ہے جو ٹھہری آشتی کی — کہ خونریزی نہو ناحق کسی کی
نہین مقصود ہی کچھ شور و شر سے — روانہ ایلچی کیجے ادھر سے
شہ خرسان ہوا یہ سنکے دلشاد — کہا بہتر ہی جو کچھ ہو دے ارشاد
روانہ کیجئے انگد کو ای شاہ — طریق صلح سے ہے خوب آگاہ
غرض شہ نی زر دے دانش و پند — کیا یون نامہ راون کو قلم بند

نامہ لکھنا راجہ رامچندر کا واسطے سمجھانے راون کے اور بھیجنا انگد کا بطور قاصدی کے راون کے پاس

شہنشہ نے یہ لکھا از رہ پند — کہا ای فخر شیاطین وے خردمند
تو ہی شاہ و اجنہ تجکو زیبندہ — دیے ہین حق نے تجکو بیس بازو
فزون عقل و خرد مین سب سے ہی تو — بہت ہین تیرے چشم و گوش و ابرو
جہان کے نیک و بد سے تو ہی آگاہ — نہو یون دیدہ و دانستہ گمراہ
غرور زر عبث ای شاہ جن ہے — بہار گل چمن مین چار دن ہے
نگر اس گنج و دولت پر توکل — کہ ہی ہر نشہ کو آخر تنزل
درشتی مین نہین مطلق ہی بہبود — زیان ہی جنگ مین اور صلح مین سود
تکبر مال و دولت پر زبون ہے — کہ روزے چند یہ دنیائے دون ہے
مزہ ہی سلطنت کا صلح کی ساتھ — کہ اکدن ملک ہی یہ اور کی ہاتھ

جو ہووے او بادشہ مین صلح باہم | رہے باشادمانی جملۂ عالم
جو ہی آئین شاہونمین سلف سے | گیا آگہ تجھے اپنی طرف سے
ابھی تک خیر ہی سیتا کو لیکر | مشرف ہو تو با خویش و برادر
کرون لنکا مین پھر تجکو سر افراز | بٹھاؤن تخت پہ باشوکت و ناز
مہہ و خور کی مین دیتا ہون گواہی | رہی تیری ابد تک بادشاہی
اگر منظور ہو تو پھر امان ہے | وگرنہ تو ہے اور تیر و کمان ہے
دیا انگد کو جب لکھکر یہ مضمون | سوے لنکا چلا دلشاد میمون
کھڑا راون کا بیٹا رہ مین بیباک | اُسے انگد نے پٹکا بر سر خاک
نہ شیطان نخوف دیوزادان | گیا فوج شہہ لنکا مین شادان
جو پہونچا فوج جن مین وہ دلاور | پڑا غل چار سوے فوج و لشکر
کہ لنکا جسنے پھونکی تھی وہ بندر | پھر آتا ہی جلائے تا کہ لشکر
ہوی سب بیم جان سے دل شکستہ | پتا پایا دور سے لنکا کا رستہ
طفیل رام سے بیمحنت شاق | در خرگاہ پر بندر گیا چاق
خبر راون سے بولا جا دربان | کہ بندر ایک ہمشکل ہنومان
حضور شاہ آیا ہے سر عام | شہنشاہ اودھ کا لیکے پیغام
اجازت دی شہہ لنکا نے سنکر | گیا دربار مین راون کے بندر
ادا کرکے ادب وصف و ثنا کا | دیا نامہ شہہ ارض و سما کا

ہوا آشفتہ راون پڑھکے نامہ
جواب نامہ لکھا لیکے خامہ

جواب لکھنا راون کا راجہ رامچندر کے خط کا اور قدم جمانا انگد کا لنکا کی بیچ واسطے زور آزمائی کے کافرون سے اور نہ اُٹھنا دیوزادونسے قدم انگد کا زمین سے اور آنا انگد کا لنکا سے راجہ رام چندر کے پاس

کیا ترقیم یون خط ہو کے برہم
کہ ای شاہ اودھ اولاد آدم

بشر کو مجھ سے تاب جنگ کب ہے
ترا آنا سوے لنکا عجب ہے

نہ بیچارونکا تو سر پہ اب خون
خوراک جن ہی فوج خرس و میمون

کسے ہی حوصلہ کسکا ہی یہ دل
کہ ہو سردار لنکا کے مقابل

بسوے خانہ راہی ہو شتابی
نہ آئے بندرونپر تا خرابی

قریب صلح سے خاطر کو رکھ باز
طریق جنگجوئی سے نکر ساز

جواب نامہ راون نے یہ لکھکر
فراز تخت سے پھینکا زمین پر

کہا انگد سے ای میمون نادان
جواب نامہ لیکر ہو شتابان

کہا انگد نے ای شاہ خردمند
نکی کچھ گوش تو نے رام کی پند

تری جاہ و حشم سے ہی مجھے حیف
عدول حکم سے ہوگا تہ سیف

اگر دنیا مین چاہے نیکنامی
تو کر شاہ اودھ کی تو غلامی

اگر چلکر کرے تو عذر خواہی
تو رکھین تیرے سر پر تاج شاہی

زمانے مین تری ہو سرخروئی
گناہونکی تری ہو شست و شوئی

کہا راون نے میمون سے کہ خاموش
ملونگا ہرزہ گوئی سے ترے گوش

نہو گستاخ اب طولِ سخن سے
حمایت پر تو بھولا ہی لشکر کی
ہوا آزردہ میمون سُنکے یہ بات
ہوا غلطان سرِ مسند پہ راوَن
کہا دیوون سے تب راوَن نے اُٹھکر
کھڑے تھے جن جو اُسجا کوہ پیکر
کہا انگد نے ناحق ہے لڑائی
ہٹا دو پانوُن میرا گر زمین سے
یہ سُنکر فوج لنکا مین پڑا شور
ولیکن پای میمون نے زمین سے
جُھکے باہم ہزارون دیو کفار
ولیکن پائے میمون تھا جو اسدم
کسی کے زور سے ہرگز نہ سرکا
جو ہین ثابت قدم راہِ خدا مین
ہوئے شرمندہ سب دیو نگونسار
جُھکا جسدم قدم پر شاہ لنکا
کہا انگد نے راون سے کہ ای شاہ
قدمبوس شہ ارض و سما ہو
غرض رخصت ہوا انگد یہ کہکر

نکالونگا زبان تیری دہن سے
مگر ہے طمع تجکو سیم و زر کی
زمین پر ہاتھ مارا کہہ کے ہیہات
زمین پر گر پڑا تاج مزین
پکڑ لو بھاگنے پاوے نہ بندر
ہوئے انگد پہ باہم حملہ آور
کرین ہم تم بہم زور آزمائی
نہین ہم باز سب اس شر کین سے
سبھون نے پاے انگد پر کیا زور
نہ کی جنبش کسی دیو لعین سے
اُٹھائین پاے میمون تا کہ یکبار
زمین مین مثل بیخ نخل محکم
نہ کی زنہار جنبش کوہ آسا
انھین لغزش کہان کفر دریا مین
اُٹھا راون سرِ مسند سی ناچار
قدم اپنا دہین انگد نے کھینچا
نرکھ میرے قدم پر ہاتھ تو آہ
کہ تیرا دین دُنیا مین بھلا ہو
ہوا لنکا سے راہی سوی لشکر

ادب سے آکے پیشِ رام و لچھمن
کہا سب ماجرا اپنے قدم کا
دیا نامہ کہا پیغام راون
تجمل سب کہا فوج و حشم کا
یہ ٹھہرا مشورہ تب آخر کار
کہ پھر جنگ ہو سب فوج تیار
غرض اس دم بفکرِ جنگ جوئی
نہ سو یا رات بھر لشکر مین کوئی

جانا لچھمن جی کا فوج خرس و میمون لیکر واسطے جنگ کے بیچ میدان لنکا مین اور آنا میگھناد پسر راون کا مقابل لچھمن جی کے اور زخمی ہونا لچھمن جی کا میگھناد کے تیر سے

سحر جب رکھکے زرین خود سر پر
سو مشرق سے نکلا شاہ خاور
ہوا بیدار شاہ ہر دو عالم
شہ میمون سے فرمایا یہ اُس دم
کہ پھر جنگ دشمن چاہتا ہے
سو میدان کرو لشکر روانہ
سنا جب شاہ میمون نے یہ ارشاد
دیا لشکر کو اپنے حکم دلشاد
لگا لشکر مین طبل جنگ بجنے
سپاہی سب لگے ہتھیار سجنے
کیا خرس اور میمون نے یہ انبوہ
کہ جسکو دیکھکر کانپا تنِ کوہ
ہنومان و لادر اور نل و نیل
چلے لشکر کے آگے صورتِ پیل
بسانِ برق بیرق سر بگردون
درخشندہ میانِ فوج میمون
دلیرانہ جوانانِ زبردست
سوے میدان چلے کرتے ہوے جست
چلے سب خرس و میمون بادلِ شاد
کیا تب رام نے لچھمن سے ارشاد
کہ پھر جنگ دشمن اے برادر
روان ہو تم پئے امداد لشکر

کیا ارشاد یہ لچھمن نے تسلیم — بجا لائے ادب سے رسم تعظیم
دلیرانہ کمان و تیر لے کر — چلے ضیغم صفت ہمراہ لشکر
ادھر سے میگھناد آیا مقابل — لیے لاکھوں شیاطین سیہ دل
وہ آیا جب سوِ میدان ہیجا — شب حشر اک ہوئی گویا کہ برپا
مچائی کافروں نے دھوم رن میں — کریں جسطرح غوغا بوم بن میں
چلے میدان میں تیغ و تیر باہم — ہوئی لشکر میں دار و گیر باہم
بڑھے آگے جو انمردان میمون — سو میدان برنگ سیل جیحون
چلے فوج عدو میں صورت پیل — کہیں انگد کہیں نل اور کہیں نیل
ہوا ہنگامۂ جنگ و جدل گرم — جو تھے دل سخت کافر وہ ہوئے نرم
برنگ برق چمکی ہر طرف تیغ — جھکے کافر ہر اک سو صورت میغ
نظر آتا تھا کوسوں وقت گلگشت — لہو سے ارغوانی دامن دشت
ستمگاروں سے آیا جو سیہ دل — ہنومان دلاور کے مقابل
کیا گرز و تبر سے اسکو کشتہ — ہوا میدان میں لاشوں کا پشتہ
فزون دیوؤں سے تھا وہ زور بل میں — ہزاروں دیو مارے ایک پل میں
ہوئے سب خاک خون میں غرق تا فرق — تبر پڑتا تھا سر پر صورت برق
ادھر انگد نے ارباب جفا میں — اڑائی گرد میدان وغا میں
ہوئی فوج عدو پر خرس غالب — کیے دیوؤں کی خالی جان سے قالب
پڑی دیوؤں کو لشکر میں ہزیمت — ہزیمت فوج نے جانی غنیمت
جو دیکھا میگھناد تند خو نے — کہ منہ پھیرا اگر وہ جنگجو نے

کہا اے نامداران جہان گرد — سمجھتا تھا تمھین راون جوانمرد
روا یہ بیوفائی تمکو کب ہے — تمھارے حق مین روپوشی غضب ہے
یہ سنکر دیو پھر میدان مین آئے — سراپا قلزم خون مین نہائے
گریزان پھر ہوے دیوان ناپاک — ہوا ابن شہ جن تب غضبناک
تسلی دیکے پھر لشکر کو لایا — مقابل آپ لچھمن کے وہ آیا
ہوئی دونون مین آویزش برابر — تماشا دیکھتے تھے دونون لشکر
ہوئی تا دیر باہم بارش تیر — وہانپر ابن راون نے بہ تزویر
تن لچھمن پہ ماری ایک برچھی — سنان زہر فسون سے جسکی تر تھی
گرے لچھمن زمین پر ہوکے بسمل — فراق رام مین بیتاب و بیدل
ہوئے زخم گران سے سخت بیچین — بدل تھا درد تا رام شاہ کونین
ہزارون دیو جن اور ابن راون — اٹھانے آئے پر اٹھے نہ لچھمن
اٹھائے سے وہ اٹھتے کیونکر — زمین و چرخ کا ہو بوجھ جس پر
پڑی ناگاہ لشکر مین خرابی — ہنومان دلاور نے شتابی
لیا آغوش مین لچھمن کو غمناک — اٹھا لایا حضور رام چالاک
ہوئی جب فوج میمون غمسے ابتر — ہوا دلشاد سب دیو ستمگر
بجا فوج عدو مین شادیانہ — سوے لنکا ہوا لشکر روانہ
پسر نے باپ سے کی عرض جاکر — کہ مین نے مارا دشمن کا برادر
ترے اقبال سے اے شاہ والا — ہوا دنیا مین میرا بول بالا
مئے عشرت سے شب بھر آج کر موج — سحر گہ مین ہون اور ہے رام کی فوج

اودھر تو دو رہی تھا پیش راون	سنو اب اس طرف کا شور و شیون

آگاہ ہونا راجہ رامچندر کا زخمی ہونی لچھمن جی سی اور فریاد و زاری کرنا در د و غم سی اور لانا ہنومان کا سکھیٹنا بید کو لنکا سی اور بتانا بید کا سنجیون مورد وا واسطے شفا ہونے زخم لچھمن جی کے

حکیم نبض دان کلک تقریر	بصحت کرتا ہی یہ حال تحریر
کہ دیکھا شہ نے جب حال برادر	کہ ہی جان زخم کاری سی لبون پر
ہوئی یون درد سے بھائی کے بیتاب	کہ ماہی جسطرح بیکل ہوی آب
ہوی غم سی برنگ برق بیچین	سحاب آسا کیی تر چشمۂ عین
پدر کا غم نہ گذرا تھا جو دلپر	ہوا دہ رآم کو رنج برادر
ہوئی غمسے وہ شہ کو بیقراری	کہ غش تھا ہر گھڑی آنکھوںمین طاری
ہوا فکر غم لچھمن سے یہ حال	سرشک خون سے آنکھین سب ہوئیں لال
کہون کیا جوش گریہ یہ دہان تھا	زمین پر اشک کا دریا روان تھا
جو دیکھی شاہ خرسان نے یہ حالت	بہت غم سے ہوا بے صبر و طاقت
بچشم تر حضور شاہ آیا	بھبھیکن شاہ لنکا کو بلایا
کہا رو رو کی اے غمخوار بھائی	تجھے لازم ہی لچھمن کی دوائی
ترے باعث جو ہو لچھمن کو آرام	تو سب ہون سرخرو دلشاد ہون رام
بھبھیکن نے کہا لنکا مین ای شاہ	طبیب پر خرد ہی اک دل آگاہ
ازل سی ہاتھ مین اُسکے شفا ہی	وہ فن سی طبابت مین سوا ہی

سکھینا نام ہی لنکا مین مشہور
شفا لچھمن کو ہو اس دم جو آئے
کہا یہ سنکے شہ نے ای ہنومان
شتابی ہو روانہ سوی لنکا
بحکم شاہ سیمون وہ دلاور
وہ دار دا ایک ساعت مین سُبکتر
درون خانہ اُس دم وہ دلارام
جگانے کی کہان سیمونکو تھی تاب
ہوا مسیحا صداے غم سے بیدار
دوائی زخم ناوک ہو جو کامل
تری حکمت سے ہو جو اسکو آرام
سکھینا نے کہا از روے حکمت
سجیون مور بوٹی کوہ پر ہے
جو پیش از صبح حاصل وہ دوا ہو
دگرنہ صبح کو مشکل ہے جینا

جو آئے وہ تو بیشک ہو مرض دُور
جسے ہو زور وہ لنکا سی لائے
تو ہی میرا انیس غم ہی سیمران
تسلی ہو اگر آئے سکھینا
گیا مثل صبا لنکا کے اندر
ہوا داخل سکھینا کے مکانپر
شب مہتاب مین کرتا تھا آرام
اُٹھا لایا اُسے بابستر خواب
ببھیکن نے کہا ای یار غمخوار
بتادے تا یہ صحت پائے بسمل
تجھے خلعت ملی اور ہو مرا نام
دوا اس زخم کی ملنا ہی دقت
وہ کوہ اس رزنگہ سی دور تر ہے
بفضل رام لچھمن کو شفا ہو
ہوا خاموش یہ کہکے سکھینا

جانا ہنومان جی کا واسطے لینے سجیون مور بوٹی کے طرف کوہ شمالی کے اور اُٹھالانا کوہ دونا گر کا اور مارا جانا کال نیم دیو کا راہ مین اور شفا پانا سری لچھمن جی کا

خدا دیتا ہے جسکو نیکنامی ازل سے اسکو کرتا ہی گرامی
سکھینا نے بتائی وہ دوا جب ہوئے حیران کہ دیہہ فوج کی سب
ہزاروں پیلتن تھی خرس و میمون کہ تھا ایک ایک سے طاقت مین افزون
کسی نے اپنے مین پائی نہ طاقت کہ سوے کوہ رکھے پای جرأت
ہوئی ابن صبا کو اضطرابی کہ سوی کوہ مین جاؤن شتابی
دیا تھا حق نے اس میمونکو وہ زور کیا اک گام جسنے قلزم شور
اکیلے جاکے لنکا کو جلایا خبر سیتا کی بیباکانہ لایا
ازل سے تھا جو مقبول خداوند رہا میمون نہ کار سخت مین بند
کیا طول مسافت کا نہ کچھ دھیان ہوا رخصت شہنشہ سے ہنومان
چلا لشکر سے سوے کوہ دلشاد اڑا اوج فلک پر صورت باد
خبر راون سے بولی آکے شیطان کہ سوے کوہ جاتے ہین ہنومان
بنزد کال نیم آیا وہ مکار ادھر بھیجا اسے جلدی بتکرار
کہ روکے جاکی تا راہ ہنومان یہان وقت سحر لچھمن ہو بیجان
غرض ابن صبا سے پہلے جاکر قریب کوہ پہونچا وہ ستمگر
میان راہ کی کافر نے یہ گھات بنایا اک گلستان طلسمات
وہ کافر سب سے افسونمین جو تھا بیش میان باغ بیٹھا بنکے درویش
ہوا میمون عطش سے رہ مین بیتاب گیا اس بوستان مین زپئے آب
بتایا دیو نے اک چشمہ اسجا گیا اس چشمہ پر میمون دانا
قدم چھوتے ہی اسکا ایک ماہی پری بنکر ہوئی گردونکو راہی

کہا مین اپسرا تھی ای نکو کیش / ہوا آزردہ مجھ سی ایک درویش
دعا سے بد سے اُسکی یا تباہی / ہوئی آکر یہان باشکل ماہی
یہان باغ یہ درویش ہی دیو / کیا ہی حکم سی راون کے یہ ریو
یہ کہکر اُڑ گئی بالای گردون / بہ پیش کال نیم آیا وہ ہیمون
یہان باغ ظالم کو پچھاڑا / اُسے مارا وہ باغ نو اُجاڑا
دوا کے واسطے پھر وہ دوادو / شتابی کوہ پر پہونچا روارو
زمین کوہ پر در طرفۃ العین / ہوا وارد بفضل شاہ کونین
چلا تھا جبکہ ہیمون دلاور / کہا یہ تھا سکھینا نے وہان پر
کہ جو بوٹی ہی مثل شمع روشن / وہی لانا کہ ہی بیشک سجیون
یہان دیکھا تو ہے اک سیر گلشن / کہ ہر بوٹی ہی مثل شمع روشن
نہ تھین وہ بوٹیان روشن وہان پر / ہزارون تھے چراغ اُسجا منور
کہ دیوون نے بحکم شاہ راون / کئے تھی پتیون مین جا کے روشن
کہ تا ڈھونڈھے جو کوئی برسر کوہ / پھرے مایوس وہ با رنج اندوہ
ہوا ہر چند بحر فکر مین غرق / نپایا کچھ چراغ و برگ مین فرق
وہان اسکی ہوئی یون عقل رہبر / کہ پہلے اُٹھا کر کوہ سر پر
کہ تھوڑی رات ہی باقی سبادا / تلاش برگ مین ہو صبح اسجا
غرض وہ رکھکے دوناگر کو سر پر / سوے لشکر ہوا راہی سُبکتر
چلا جب رکھکے سر پر کوہ ہیمون / ہوا مغرور دل مین حد سے افزون
خیال آیا یہ رستی مین وہان پر / بھرت کا زور دیکھون آج چلکر

کہ شاہ ہر دو عالم وقت تکلیف | بھرت کی بیشتر کرتے ہین تعریف
وہان ہیمون نے کی جبدم یہ درخواست | کبھی سی عشق کی بھولا وہ راست
خداوندی سی تھا مالک کی آگاہ | تکبر سے نے کیا پر اُسکو گمراہ
بڑون کا آزمانا کھیل جانا | ہوا سوی اودھ ہیمون روانہ
بھرت کرتے تھی یاد رام جس جا | اُدھر ابن صبا گزرا قضا را
پڑی چشم بھرت ہیمون پہ ناگاہ | وہ سمجھے ہی کوئی یہ دیو گمراہ
لیے جاتا ہی سر پر کوہ بھاری | براہ آسمان با بے قراری
مبادا اور میان لشکر رام | غضب سے چھوڑ دی یہ دیو خود کام
وہین سے ایک تیر کاہ مارا | ہوا ہیمونکا زخمی پانون سارا
زمین پر تب گرا با رنج و اندوہ | گرا خود فرق سے اور فرق سی کوہ
جو کی ہیمون نے اُسجا رام کی یاد | بھرت بیتاب دوڑے اُسکی فریاد
ہوی نام برادر سنکے حیران | بنزد بوزنہ آئے شتابان
کہا ای غمگسار رام و لچھمن | ہوا کیونکر ادھر تو جلوہ افگن
مقام و نام اپنا سب بیان کر | دل بیتاب کو میری نشان کر
کہا لنکا مین ہوتی ہی لڑائی | چڑھی ہین فوج لیکر دونون بھائی
وہان لچھمن ہوی ہین آج بسمل | شہنشہ ہین بہت اس غم سی بیدل
طبیب شہر لنکا نے سجیون | بتائی ہی دوا ے زخم لچھمن
بحکم بادشاہ دین و دنیا | مین آیا تھا وہ بوٹی لینے اسجا
بتائی اُسکی شکل تھی پتی کی جیسی | نظر آئین سب مجھے لاکھون ہی ویسی

نہ پہچانی وہ پتی مینے زنہار — اٹھا کر لیچلا تب کوہ ناچار
غلام شاہ ہون لےصاحب شان — مجھے کہتے ہین سب میمون ہنومان
ہزارون کوس ہی اسجا سے لنکا — مجھے رستے مین ناحق تمنے روکا
جو پیش صبح پہونچی یہ وہان کوہ — شفا لچھمن کو ہو اور دفع اندوہ
وگرنہ پھر یہ برگ سبز ہے زہر — عبث ہو مین اسیر حلقۂ قہر
بھرت سے کی جو میمون نے یہ تقریر — ہوئے حال برادر سنکے دلگیر
کہا میمون سے اے شیر دلاور — مگر اندیشہ مطلق اپنے دلپر
اٹھا کر کوہ رکھون تیری سر پر — نہ در تیر پہ پہونچاؤن سبکتر
ہنومان دلاور نے کہا تب — ہوئی ظاہر تری قدرت مجھی سب
ہوا مین اپنی نادانی سے گمراہ — پذیرا ہو مرا اب عذر دلخواہ
ترے اقبال سے ای شاہ یہ کوہ — اٹھا لیجاؤنگا بی رنج و اندوہ
سبکرو درمیان لشکر رام — تری شفقت سی پہونچونگا بآرام
غرض رخصت ہوا میمون یہ کہکر — ہوا راہی اٹھا کر کوہ سرپر
گھڑی دو اک تھی رات اور غم تھا افزون — سجیون مور آیا لے کے میمون
سر بالین لچھمن تھا جو انبوہ — اتارا آکے میمون نے وہان کوہ
سکھینا نے وہ پتی لیکے باغور — ملی زخم تن لچھمن پہ فی الفور
شفا حاصل ہوئی لچھمن کو فی الفور — بھرا بوٹی نے زخم تن کو فی الفور
ہوا اٹھکر خرامان وہ گل اندام — برادر سے ہوئے ہمدوش تب رام
ہوا شادان بہت شاہ زمانہ — بجا لشکر مین ہر سو شادیانہ

ہوا رخصت طبیب صاحب فن
کہین کیا ہم ہوئی وہ شادمانی
ہوئی نوبت خوشی کی ہر طرف ساز
ہوا شور طرب لشکر مین ہر سو
جو گریان شام سے تھی مثل شبنم
جو تھے افسردہ مثل نخل بی آب
فغان جو شیشہ سان کرتی تھی ہر بار
بھبھیکن جاموَنت وشاہ ہیمون
ہوا رقص و ترنم کا جو چرچا
ہوا جو محفل عشرت کا شہرہ
فرشتون نے گزر دیکھا جو مشکل
ہوا میلہ عجب لشکر کے اندر
غرض چندی رہا یون ناچ اور رنگ

جواہر سے لبالب جیب و دامن
فرشتون نے بہت کی گل فشانی
ہزارون کوس پہونچی اُسکی آواز
ہوی دلشاد سب لشکر مین ہر سو
ہنسے گل کیطرح وہ صبح پیہم
ہوی وہ برگ گل کیطرح شاداب
ہوی شادی سی شکل جام سرشار
ہوی دلشاد و خرّم حد سی افزون
فرشتے دیکھنے آئے تماشا
فلک سے آئی پھر رقص زہرہ
ہوی زہرہ کی سازندون مین شامل
کہ ہر جا ناچتے تھے ریچھ بندر
بجا لشکر مین پھر نقارۂ جنگ

آگاہ ہونا راون کا شفا پانے لچھمن جی سی اور بُلانا وزیرون اور مشیرونکا واسطے مشورۂ جنگ کے اور صلاح دینا واسطے جنگ کنبھ کرن بھائی اُسکے کے

گریبان سحر جسدم ہوا چاک
مشیرونکو بُلایا صبح اُٹھکر

اُٹھا بستر سی راون سخت غمناک
صلاح نیک سے ہون تاکہ رہبر

مشیر و ہمدم و ارباب و اصحاب — فراہم سب ہوے راون کی احباب
وزیر و نائب دیوان و سردار — دبیر و بخشی و جرنیل و سالار
تمامی چاکران شاہ لنکا — ہوی حاضر ادب سے اُسکے اُبجا
سرود و ساقی در دور مئے و جام — کیا سب بزم کا حاضر سر انجام
ہوا آغاز دور ساغر مل — ہوی سرشار می سی سب جزو کل
رباب و مطرب و ساقی ہوا ست — کھلا راز نہان می سی در و بست
کہا راون نے ای ارباب محفل — مجھے درپیش ہی اب سخت مشکل
کرو تدبیر فکر دو زمین سے — کہ دشمن در ہوا اس سرزمین سے
جن و شیطان گرفتار بلا ہین — گزند خصم سے رُد در قفا ہین
نہین معلوم یارو وہ بشر ہین — قیامت ہین قضا ہین یا قدر ہین
نظر آتے ہین کچھ ایسے زبردست — ہوا جنسے ہمارا حوصلہ پست
مشیر دن نے کہا تب ہو کے دلگیر — کہ دفع خصم کی ہی سہل تدبیر
برادر وہ جو تیرا کنبھ کرن ہے — عدو کش شیر در لشکر شکن ہے
بہت دنسے ہی وہ آلودۂ خواب — نہایت بھوک سی ہوگا وہ بیتاب
نہین ہی کچھ بشر سی حاجت جنگ — فقط کافی ہین اُسکے ناخن جنگ
تن راون مین آئی سُنکے یہ تاب — نہال خشک پائی جسطرح آب

جگانا کنبھ کرن کا واسطے جنگ راجہ رامچندر کے اور کہنا راون کا سرگذشت لنکا کی کنبھ کرن سے

قضا آئی ہو جس مخلوق کی آه — اُسے ہو مرگ خواب عیش ناگاه
جو ٹھہرا مشورہ یہ انجمن مین — کہ بھیجو کنبھ کرن کو آج رن مین
وہ ظالم سو رہا تھا جسجگہہ پر — وہان راون نے بھیجا ایک لشکر
کہا دلپر نہ لاؤ اضطرابی — جگا لاؤ برادر کو شتابی
کھڑی تم دیکھنا رن مین تماشا — وہ کھاجائیگا بندر بے محابا
شیاطین الغرض پیر و جوان سب — گئی بالین پر اُسکے شباشب
پڑا تھا وہ زمین پر صورت کوه — کیا جاکر وہان دیوؤن نے انبوه
کیا دیوؤن نے اُسجا شور و شیون — سہت کی ہاتھیون نے مالش تن
ہوا بیدار اُسدم وہ نگونسار — بلائے خفتہ ہو جسطرح بیدار
ہوا جب خواب سے وہ فتنہ بیدار — کیا نعرہ برنگ رعد یکبار
ستارے ہلگئے چرخ برین پر — تزلزل پڑگیا جسم زمین پر
سہت کرتا ہوا فریاد و غوغا — گیا ظالم نبزد شاہ لنکا
کہا راون سے کیا ہے کام تیرا — کیا کیون خواب شیرین تلخ میرا
ستایا کسنے ای ذیجاہ تجکو — جگایا تونے کیون بیوقت مجکو
شہ عفریت بولا اے برادر — کہون کیا اب گذرتا ہی جو دلپر
رہا تو خواب مدہوشی مین غافل — ہوا لنکا مین شور حشر نازل
شہ دسرت کے بیٹے رام و لچھمن — بنی آدم بشکل ماہ روشن
اُنھون نے ظلم سے صحرا مین آکے — ترلشے گوش و بینی سُپنکھا کے
کیا لڑکون نے وہ ظلم آشکارا — کھر و دوکھن کو بی تقصیر مارا

ہوئی یہ سُنکے مجکو بیحتابی | گیا مارِیچ کو لیکر شتابی
ہوا مارِیچ اُسیجا کُشتہ ناکام | اُڑا لایا مین چھپکر زوجۂ رام
خبر کے واسطے لنکا کے اندر | ہوا ناگاہ وارد ایک بندر
کیا سیمون نے ایسا ظلم اُسجا | کہ پھونکا شہر لنکا کو سراپا
خبر اب رام و لچھمن اُسکی سُنکر | براے جنگ آئے لیکے بندر
ہوا دلمین جو اُسکے خوف دشمن | حریفون سے ملا جا کر بھبیکھن
جو تھا وہ محرمِ رازِ برادر | کیا لنکا کو غارت اُسنے ملکر
جو تھے دیوان درکھہ اور دھودر | دگر سر رب قوی بازو گران سر
ہوئے سب رزمگہ مین کشتۂ تیر | نہین چلتی ہی اب کچھ میری تدبیر
نہین اب دستِ ظالم سی امان ہے | کہ ہر جانب سے شورِ دشمنان ہے
سوا تیرے نہ دیکھا کوئی یاور | جگایا ہی تجھے مین نے برادر
کہ اب دونون برادر کو تو پابند | نہین تجھ سے سوا کوئی تنومند
یہ سُنکر کُمبھہ کرن نے طیش کھایا | مثالِ اژدہا غصے مین آیا
کہا جوشِ غضب سے بیمحابا | غضب تو نے کیا ایشاہ لنکا
عبث ہمشیرِ نادان کے سخن پر | ملایا خاک مین تو نے کا یہ گھر
ذرا سی بات کو تو نے دیا طول | خودی سے اپنے صاحبکو گیا بھول
شہِ عفریت نے دیکھا جو یہ طور | خُم ہی سیکڑون منگولکے فی الفور
گوزن دگور جاموش و بزومیش | طلب کر کے شمارِ عقل سے بیش
برادر سے کہا ایصاحبِ ہوش | عدو کی فکر کر دسے فراموش

خوشی سی نوش کر صہباے گلگون
کہ ہین بہر گزک سب خرس و میمون

غرض کہہ سنکے یہ دونون برادر
ہوی مشغول نای و نوش یکسر

شنا دلشاد شب بھر نغمۂ نے
کیے خالی ہزارون شیشۂ مے

بیان جنگ کنبھ کرن کا راجہ رامچندر اور لچھمن جی سے

ہوا جب کنبھ کرن صہبا سے مدہوش
برنگ برق ترپا بادہ بلا نوش

اٹھا از بہر جنگ رام معزدر
بلے کتی نشہ سی عقل و خرد در

سوے میدان ہوا راون سے رخصت
چلا دیو لعین شکل قیامت

لیے ہمراہ لاکھون دیو خونخوار
ہزارون کافر و شیطان غدار

ستمگر سنگدل روئین بدن سب
شبیہ گرگ و شکل کرگدن سب

ہوا وارد بہ شکل غول ناگاہ
بیابان وغا مین دیو گمراہ

خبر شاہ دو عالم نے یہ پائی
کہ آیا کنبھ کرن راون کا بھائی

شہ میمون شہ خرس و شہ جن
سب آئے پیش شاہ نیک باطن

کہا شہ سی سبھون نے ایخداوند
ترے فتراک مین ہی فتح پابند

شغال ناتوان کا یہ کہان دل
کہ ہو شیر نیستان کے مقابل

شہنشہ سیر دیکھین جنگ کی آج
کرین ہم فوج دشمن جا کے تاراج

کرین فوج عدو مین گرمجوشی
نہین ہمکو دریغ سرفروشی

کہ ہین سب بندگان خسروانی
بدل آمادہ بہر جانفشانی

ہوا یہ سنکے خوش شاہ دو عالم
کیا لشکر کو یہ ارشاد اسدم

کرو لشکر سوے میدان روانہ	کہ واجب ہی عدو کو تازیانہ
غرض سب فوج حکم بادشہ سے	چلی میدان کی جانب بارگہ سے
ہجوم خرس و میمون کیا کہون آہ	کہ مور و پشہ کو ملتی نہ تھی راہ
ہوا اسوار خاقانِ زمانہ	ہوا لشکر سوے لنکا روانہ
بڑھا سیدانبین آگے رایت فتح	ہوئی لشکر سے ہمدم ساعتِ فتح
بڑھے آگے جو انمردان لشکر	خردشان تھی بیادل ہر قدم پر
صداے کوس و قرنا ہر طرف تھی	نداے قتل و کشتن صف بصف تھی
غرض پہونچی رو ار و فوج میمون	سر میدان برنگ سیل جیحون
ادھر سے لشکر دیو سیہ دل	ہوا افواج میمون کے مقابل
مچائی بندرون نے دھوم رن مین	ہوا محشر بپا گویا کہ رن مین
اڑائی خاک دیوون نے زمین پر	اندھیرا چھا گیا چرخ برین پر
ہوئی پیکان ناوک جو شرر بیز	ہوا میدان ہیجا آتش انگیز
کیا دیوون نے حملہ بندرون پر	گرے ریچھو نپہ کافر شکل اژدر
بچا باقی نہ کوئی بندرون سے	کیے زخمی جرذکل خنجرون سے
ہوے زخمی جو آکر خرس و میمون	ہوئی لشکر مین ہلچل حد سے افزون
گیا ریچھون نے نرغا دیکھکر حال	نچھوڑا کافر و شیطان کا دنبال
وہ مارے پل کے شیطانو نپہ چنگل	پریشان سب کیے پل مین جرذکل
نل و نیل و ہنومان صبا زاد	شتابی لیکے پہونچے گرز فولاد
مہیند و گند سرداران دل شیر	خردشان رن مین پہونچے صورتِ شیر

اُدھر انگد پلا فوج عدو مین — ڈبوئے سیکڑون کافر لہو مین
ہنومان دلاور نے بھی کی جست — کیے زخمی ہزارون دیو یکدست
گرز مرگ سے بیباک ظالم — اُڑاتے تھے زمین پر خاک ظالم
ادھر گرز اُسطرف چلتی تھی خنجر — عجب ہی دیو سے لڑتے تھی بندر
روان تھے تیر و خنجر ہر طرف سے — صدا اٹھتی دھڑ پکڑ کی ہر طرف سے
یہ اُسدم گرم بازار قضا تھا — قیامت خیز میدان وغا تھا
بہم لڑتے تھی خرس و دیو مدہوش — قضا کھولے ہوی پھرتی تھی آغوش
مبارز جنگجو دونون طرف تھے — سپاہی سودائے خنجر سر بکف تھے
نل و نیل و میند و گند چھمن — بڑھی میدان مین پانچون شیرافگن
وہ مارے دشمنو پر گرز سنگین — ہوی چاروطرف ششدر شیاطین
پریشان جب ہوی تب آئی خواری — کہ جنگ چھوٹا مثل ہی نرد ماری
اجل سر پر غنیمونکی کھڑی تھی — ہر اک ساعت قیامت کی گھڑی تھی
گئی اک پل مین وست نل سی مارے — دغا بازی سی جیتی بازی ہارے
بضرب تیر ٹوٹے سب کے گانسے — ہوے منھ لال سب رنگ پان سے
بچے جو مرگ کے پنجے سی سرکش — وہ بھاگے چھوڑ کر سب تیر و ترکش
جو دیکھا کنبھکرن نے بے تامل — کہ آیا فوج شیطان مین تزلزل
کیا دیونکو کافر نے اشارہ — خود آیا جانب میدان ہیجا
نہ خنجر تھا یدکا فرمین سے گرز — سراپا تھا بشکل کوہ البرز
دہن اُسکا جو تھا گلخن سے افزون — کیے اک لقمہ لاکھون خرس و بیمون

تماشا بندرون نے کیا کیا واہ — نکل بھاگے جدھر جسکو ملی راہ
گئے سوراخ بینی سی نکل کچھ — پڑی ہو نٹھونسی کافر کے پھسل کچھ
ہزارون کوس بھاگے از رہ گوش — نہ تھا کچھ نشۂ نیند سے اسے ہوش
جو تھا قانون دیو ظلم پیشہ — کہ تا ششماہ سوتا تھا ہمیشہ
پئے آب و طعام اک روز غدار — پس ششماہ وہ ہوتا تھا بیدار
بوقت بیکشی کرتا تھا وہ نوش — گوزن و گورلا کھون میش و خرگوش
قضارا جاگنے کا تھا وہی دن — جگا لائے تھے جب شیطان در جن
جو آیا تھا وہ بھوکا رن کے اندر — ہزارون کھا گیا یکمشت بندر
نل و نیل و دلاور کو پچھاڑا — کیا خالی دلیرون سے اکھاڑا
بضرب ناخن و دندان شیطان — گرا غش کھا کے میدانین ہنومان
بغل مین شاہ میمون کو دبا کر — سوے لنکا چلا میدان سے کافر
شہ میمون کو آیا راہ مین ہوش — تڑا پکڑ اسکے کاٹے بینی و گوش
پکڑ کر لانگ پٹکا بر سر خاک — گرا وہ بندرون پر جا کے ناپاک
کیا جب اسنے یون ہنگامہ برپا — مچایا بندرون نے شور و غوغا
مینند و گنند نے دیکھا جو یہ حال — کہ آیا لشکر میمونین بھونچال
وہان آئے کیا لشکر فراہم — کیا پھر بند و بست جنگ باہم
خروشان تھا جو زمین دیو بد ذات — یکایک آ کے انگد نے جڑی لات
ادھر ابن صبا پہونچا شتابی — حضور دیو با صد پیچ و تابی
تن کافر پہ مارا گرز آہن — کیے شل دست و بازو فرق و گردن

سہت غصے مین آیا دیو ناپاک ۔ شتابی صورت افعی غضبناک
سوہی ابن صبا دوڑا ستمگر ۔ ہٹا لیکن نہ میمون دلاور
چلے دونو نکلے باہم گرز اور شست ۔ دکھائی کافر خونخوار نے پشت
گروہ خرس پر جا کر گرا پھر ۔ صف میمونین جھنجھلا کر گرا پھر
ہوئے جب خرس و میمون سخت بیدم ۔ پکارا تب کہ ای شاہ دو عالم
پئے امداد لشکر جلد آؤ ۔ ہمین ظالم کے پنجے سے چھڑاؤ
سنی جب شاہ نے فریاد لشکر ۔ شتابی پہونچے شکل ضیغم نر
ادہر لچھمن ادھر سے شاہ خرسان ۔ برابر شاہ کے پہونچے شتابان
ہوا جب شاہ کے آنے سے آگاہ ۔ پڑا لرزہ تن کافر مین ناگاہ
قدم ہاتھی کا ممکن تھا منا ہے ۔ دے مشکل اجل کا سامنا ہے
حضور شہ جو آیا دیو گمراہ ۔ نظر آیا قیامت قامت شاہ
وہ ہارا اگرچہ تنو جان و جگر سے ۔ پھرا جیتا نہ پر راون کی ڈر سے
کیا غل رعد کے مانند رنگین ۔ پڑا لرزہ تن چرخ کہن مین
اٹھایا خنجر بران غضب سے ۔ سوے شاہ جہان پھینکا تعب سے
کیا یون حملہ اس کافر نے شہ پر ۔ کری دہادا ذنب جسطرح مہ پر
فریب و مکر ظالم نے کیے بس ۔ چلا لیکن نہ شاہ دہر سے بس
سر شورش بہت میدان مین مارا ۔ قیامت تھا رسو کی آشکارا
جو دیکھا شاہ نے دشمن کا نیرنگ ۔ کیا قتل عدو کا دل مین آہنگ
نکالا تیر ترکش سے شتابی ۔ کیا سر صورت تیر شہابی

سروشانہ ہوا اُسکا نشانہ | گرا ارو سے زمین پر چار شانہ
گرا یون شور سے میدان مین غدار | گرے نخل کہن جسطرح یکبار
ہوا جب وہ ہدف تیر قضا کا | مچا فوج عدو مین شور و غوغا
نظر آیا جو بیڈ عب جنگ کا ڈول | دلون مین کافرونکے پڑ گیا ہول
جہانتک تھے جن و عفریت اوباش | وہ بھاگے کنبھ کرن کی چھوڑ کر لاش
نہ لائے تاب گرز و خنجر و مشت | دکھائی سب نے مانند سپر پشت
جو پھیرا جنگ سے منہ خود سرون نے | کیا حملہ پھر اُنپر بندرون نے
کیا پابند جب دست اجل نے | اُنھین مارا پکڑ کر نیل و نل نے
ہوئے جو دوڑنے سے راہ مین لنگ | کیا ابن صبا نے انکا چورنگ
رہ لنکا جو ہیبت سے گئے بھول | اُنھین انگد نے مارا چاکے ترسول
بچے جو تیر و خنجر سے ستمگر | سوے لنکا گئے با دیدۂ تر
بجا طبل ظفر افواج شہ مین | شہنشہ آئے اپنی بارگہ مین
ہوئی گرد دنسے ردحانی گل افشان | ہوی خوش خرس و میمون دل و جان

جنگ کرنا میگھناد کا لچھمن جی سے اور مارا جانا میگھناد کا لچھمن جی کے ہاتھ سے

دم حمد ات ہوای کلک شبک خیز | برنگ تیغ بران ہو روان تیز
بروے ناہو کر جو ہر نمائی | کہ مثل تیغ ہو حاصل صفائی
کہ دشت صفحہ مین باصورت شیر | شیاطین مضامین کو کرون زیر

بدست بادشاہ خاصِ در عام ہوا مقتول جب وہ دیو خودکام

سنا راون نے جب حالِ برادر وفورِ غم سے سر مارا زمین پر

کیا از بس فغان و گریہ و شور ہوا بازوے راون غم سی بی زور

بہت کی غمسے اُسنے آہ وزاری بہت کی چشم تر سے اشکباری

یکایک میگھناد آیا خرد شان کہا راون سے کیون ہے غمسے بیجان

بہت سنگین سے طاقت مین نسے پائی پکڑ لاتا ہون جا کر دونون بھائی

یہ کہکر اور بُلا کر فوج دیوان چلا ابن شہ لنکا غریوان

بہت فوج اور بہت خیل وحشم سے بہت فیل وخر و طبل و علم سے

کہا سگریون نے انگد سی دلشاد کہ ای فرزند بالِ نیک بنیاد

روان ہو فوج لیکر سوے میدان نہ ہونی پائے تا دشمن گریزان

نکرنا جان کا افسوس جانی کہ ہی مردونکو زیبا جانفشانی

یہ سُنکر ابن بالِ نیک اختر بڑھا میدان مین آگی لیکے لشکر

نیند وکیسری سردار ذیشان سگنند وگنند نیل و نل ہنومان

زیادہ جنکو تھا طاقت مین یارا ہوی سب جاکی میدانمین صف آرا

ہوی تیار لچھمن حکم شہ سے سوے میدان چلی پھر خیمہ گہ سے

بجا ڈنکا پڑا اکپھر فوج مین شور بڑھی آگے جوانمردانِ شہزور

مقابل جب ہوی دیو وکپی یہ شیر مچایا ہر طرف دیوون نی اندھیر

وہان تھا یون فروغ روی لچھمن کہ رینین جسطرح مہتاب روشن

ہوی بیکل نہ میمون تیرگی سے چلے فوجِ عدو مین خیرگی سے

ہوی دونون طرف سی تیر یون سر کہ برسے جسطرح ابر سیہ تر

ہوی زخمی ہزارون خرس و میمون بہے فوج عدو مین چشمۂ خون

ہوئی تر خونسی یون میدانکی خاک کہ پا در گل ہوی شیطان ناپاک

نہ دیکھی دشمنون نے جب رہائی ردانے الامان آخر ہلائی

ملی مہلت ندائے الامان سے گریزان تب ہوی دشمن وہان سے

پھری پھر دیو ظالم کرکے جھرمٹ ہوی سب لشکر میمون سے غٹ پٹ

تفنگ و تیر و تیغ و گرز و خنجر چلائے کافرون نے بندرون پر

ولیکن کافرونکی تھی یہ شامت انھین پر آگئی اُلٹی قیامت

وہ مارے بندرون نے گھس کے جنگل ہوی فی النار اک پل مین جز و کل

قیامت لشکر اعدا مین آئی نپائی جسبت نی روے رہائی

بچا سردار اور کوئی نہ افسر تنون مین سبکے لپٹے سانپ اژدر

پڑی راون کے لشکر مین تباہی سوے لنکا ہوی شیطان راہی

پڑا چارو نطرف دیوون مین غوغا کیا پھر کافرون نے آکے نرغا

روان تھا یون پسر راون کا رن مین پھرے پیل سیہ جسطرح بن مین

جو آیا دیو ظالم پیش لچھمن گئے لاکھون طرح کی جنگ مین فن

کیے سر وہ خدنگ تیر پیکان کہ اُڑتے تھے برنگ مار پران

وہ برسائے فلک سے مار افسون پڑا غوغا میان فوج میمون

دہان تیر ہلاہل سی سراسر ہوی سب شعلہ افشان مار اژدر

ہوی طوق گلو مار گزندہ ہوی پژمردہ دل میمون زندہ

کسیکی کچھ نہین چلتی تھی تدبیر — اُنھین سم ہو گئے مار گلو گیر
شہ خرسان نے دیکھا جبکہ یہ رنگ — دلیرانہ ہوے آمادۂ جنگ
پکڑ کر پاے ابن شاہ لنکا — براوج قلعہ پھر میدان سے پھینکا
ادھر شاہ ملایک نے شتابی — گرڑ سے یون کہا باپیچ و تابی
ازل سی قاتل ماران ہے تو یار — تری منقار ہی اژدر کی خونخوار
میان جنگ دیوان شاہ فیروز — پھنسا ہی حلقۂ مار انھین امروز
مدد کا تجھ سی ہون اسدم طلبگار — تجھے لازم ہی جاتا ای وفادار
سوے لنکا روان ہو صورت باد — کہ تا ہو لشکر شہ غم سے آزاد
اُڑا وہ شاہ طائر صورت باز — ہوا لنکا مین داخل شوخ وطناز
شکار مار پر منقار کی تیز — ہوئی منقار وہ پیکان سے تیز
غذا اسکی جو تھی مار ستمگار — ہزارون مار کے وہ کھا گیا مار
ہوے سب دفع جب ماران افسون — ہوئی آزاد فوج خرس و میمون
جو پہونچا بر محل اسطرح تریاق — اُٹھے سم خوردہ خواب تلخ سی چاق
خروشان خرس و میمون جو کی جست — تصادم سے ہوئی فوج عدو پست
کیا یکبار حملہ سب نے مل کے — پراگندہ کیا دیوؤنکو مل کے
بضرب تیر و خنجر قاف تا قاف — کیا دیوون سی میدان وغا صاف
نہ لایا کوئی تاب جنگ میمون — ہوئی آفت اُنھون پر جنگ میمون
کیا دیوون نے جسدم شور و شیون — ہوا ہشیار غش سے ابن راون
پدر کو دیکھکر آئی اُسے شرم — چلا میدان کو پھر رزم سر گرم

جو آیا پھر وہ لچھمن کے مقابل — نظر آئی رہائی اسکو مشکل

لڑا ہر طرح کی کافر لڑائی — قضا آخر بن راون کی آئی

ارابہ سے اُتر کر وہ بہ تعجیل — بھڑا لچھمن سے آکر صورت پیل

کیا میدان مین وہ سحر و افسون — دکھائی ساتھ اپنے فوج میمون

ہوا ظاہر جو کافر کا یہ نیرنگ — ہوئی تب خشمگین لچھمن دم جنگ

سوا اسکے ندیکھی کوئی تدبیر — زرہ سے قہر مارا زور سے تیر

ہوا اُس تیر سے بیجان ستمگر — وہ ظالم گرا دھڑ سے زمین پر

جدا ہو کر تن کافر سے اک ہاتھ — گرا اُسکے مکان پر تیر کے ساتھ

گری کافر کی جب میدان مین لاش — ہوئی نالان گریزان غم سے اوباش

سلاح و ساز بھاگی چھوڑ کر سب — لڑائی سے پھری منہ موڑ کر سب

ہوا میدان خالی شور و شر سے — اُدھر لچھمن پھرے فتح و ظفر سے

بجی لشکر مین ہر سو نوبت فتح — ہوئی حاصل سبھونکو دولت فتح

فلک سے کی ملک نے گل فشانی — پھرا لشکر بفتح و شادمانی

ملے لچھمن شہ عالم سے آکر — ہوئی پابوس سارے ریچھ بندر

کہا احوال سب فتح و ظفر کا — سر دشمن حضور شاہ رکھا

ہوا دلشاد خاقان سخن سنج — لٹائے سیم و زر کے گنج پر گنج

کیا اشفاق سے شہ نے عنایت — سپہ کو گنج سردارونکو خلعت

خوشی آکر ہوئی لشکر مین مہمان
ہوا رقص و طرب کا ساز و سامان

آگاہ ہونا راون کا مارے جانیسے بیٹے کے اور فریاد وزاری کرنا غم مین اور آنا زوجہ میگھناد کا راجہ رامچندر کے پاس واسطے لینی سر شوہر اپنی کی اور پانا سر کا اور جلنا اُسکا ساتھ لاش شوہر کے

ادھر کا حال تو سینے کہا سب — حقیقت شہر لنکا کی سنو اب
سنا حال پسر راون نے جسدم — گرا نالان بزیر تخت بیدم
غم فرزند سے مندودری کا — ہوا صد پارہ مثل گل کلیجا
شکوچن زوجۂ فرزند راون — شبستانمین تھی اپنی جلوہ افگن
جو دیکھا غور سے بازوی شوہر — گری بالائے کرسی سے زمین پر
کہا رو رو کہ ای بازوے جانان — مین ہون روز ازل سی تجھپہ قربان
جو ہو تحقیق میری پارسائی — بیان کر آج از روے صفائی
کیا کسنے جدا تن سے تجھے آج — کہان دھڑ ہے کہان سر ہے کہان تاج
دعا تھی میرے شوہر کو ازل سے — گری قبضے مین عالم ز دردِ دل سے
رہے بیخواب و خور بارہ برس جو — نہ مطلق صحبت زن سے خبر ہو
اُسیکے ہاتھ سی ہو رن مین بیجان — نہ جیتے اور کوئی جن و شیطان
ہوا پیدا ترا قاتل کدھر سے — کرون کیا عرض مین تیرے پدر سے
جو کچھ ہو سرگذشت ای نازپرور — رقم کر اب اُسے لوح زمین پر
بہ کلک گل زمین پر ہاتھ نے تب — حقیقت جنگ کی لکھی وہان سب
کہ ابن شاہ دسرتھ رام و لچھمن — ادھر آئے ہین پھر جنگ راون

بہت ہین ساتھ اُنکے خرس و میمون
کہ ہر اک بل مین ہی دیو دنسی افزون

برادر رام کا چھوٹا ہے لچھمن
نہایت ہی شریر و شوخ و پُرفن

نہین ہی اُسکو اکدم خواب و آرام
سدا ہی بندگی رام سے کام

اُسی نے تیر مارا میرے تن مین
کہ مین نے جان کی تسلیم رن مین

جُدا بازو تنِ بیجان سے کرکے
پرِ ناوک اُڑا لایا وہان سے

رہا قالب زمین پر خون مین تر
اُٹھا کر لے گئے سر ریچھ و بندر

زنِ ابنِ شہ لنکا نے اُٹھکر
پڑھا اسدم جو حالِ مرگ شوہر

غمِ شوہر مین چشم خونفشان سے
بہائے لختِ دل شور و فغان سے

وہ حالت ہوگئی شور و فغان سے
ہوا دریا روان اشک روان سے

ہوا یون درد و غم سے دل فسردہ
کہ جیتے جی ہوئی گویا کہ مردہ

غمِ شوہر مین با دردِ نہانی
ہوئی دشوار اُسکو زندگانی

جو زن ہو پاکدامن نیک سیرت
جُدائی ہی اُسے شوہر کی آفت

بھڑک اُٹھی جو دل مین آتشِ غم
شرارے آہ کے اُٹھتے تھے ہردم

تپ فرقت سے آیا دل مین یہ دھیان
جلون ہمراہ شوہر کے مین اس آن

جلانا اب مجھے بہتر ہی تن کا
کہ بے شوہر ہی مرنا خوب زن کا

غرض لیکر کنیز دنکو وہ بیوا
گئی نالان حضورِ شاہ لنکا

بہو کا دیکھکر یہ حال راون
یہ رویا جس سے شرمندہ ہو ساون

وہان مندودری نے غمسے رو رو
لیا آغوش شفقت مین بہو کو

کیا حد سے فزون فرزند کا غم
لگی رونے بہو سے ملکے باہم

بہائے اشک خون وہ چشم تر سے / بہا دریا سے خون راون کے گھر سے

سنو بیتاب آتش درد غم سے / کوئی پھرتا نہین جا کر عدم سے

کسے ہی زندگانی کی یہان آس / اجازت ہو تو جاؤن رام کے پاس

سر شوہر وہان سے جا کے لاؤن / تن اپنا ساتھ شوہر کی جلاؤن

مری ہو زندگانی اور ترا نام / کرون ہمراہ شوہر جا کے آرام

کہا راون نے ای لخت دل من / مرے دشمن ہین دونون رام و لچھمن

وہان جانے مین بدنامی ہی مجکو / ہنسینگے بوزنہ اور خرس تجکو

تجھے ہی آج کی شب صبر درکار / کرونگا کل مین دونونکو گرفتار

بوقت صبح کل لنکا مین لا کر / تجھے دونگا قصاص خون شوہر

سلوچن نے کہا ای شاہ لنکا / بڑھاپے مین ہوا ہی تجکو سودا

خیال خام کر یہ دل سے باہر / کہ نخوت نے تری غارت کیا گھر

نہین بہتر ہی مالک سی عداوت / عداوت ہی تری حق مین قباحت

حیات و موت کی مختار ہین وہ / جہان مین قاتل کفار ہین وہ

اجازت دے کہ ہون جانے پہ سرگرم / خداوند حقیقی سے ہی کیا شرم

نہ بولا سنکے جب غصے سی راون / ہوئی پابوس شہ آ کر سلوچن

بہو پر آہ دل مین بے قراری / کہا شہ سے ز روئے اشکباری

سر شوہر جو پاؤن ای شہنشاہ / چلون مین قالب شوہر کے ہمراہ

کہون کیا سرگذشت ہیچ در ہیچ / کہ بے شوہر ہی میری زندگی ہیچ

زہے قسمت مری شوہر کی ای شاہ / تری شفقت سی پائی خلد کی راہ

کرم مجھپر بھی کر ای شاہ آفاق
کہ ہون دیدار شوہر کی مین مشتاق

اگر ہو دوست یا ہو دشمن شوم
پھرے کوئی ترے در سے نہ محروم

سُنی شہ نے جو یہ فریاد وزاری
کہا اُس سے براہِ غمگساری

ہوا رنج و غمِ شوہر سے دلگیر
اگر منظور ہو ای نیک تقدیر

پلا کر چشمۂ حیوان کا پانی
ترے شوہر کو بخشون زندگانی

کہا ظاہر ہی عالم پر یہ شاہا
کہ تو فریادرس ہے بیکسون کا

حیات اور موت کا حاکم تو ہی ہی
شہنشاہِ جن و آدم تو ہی ہے

نہین تجھسا کوئی فریادرس ہے
کہ ہر مظلوم کا تو دادرس ہے

قضا ہی ہر کس و ناکس کے درپے
جیے لاکھون برس آخر فنا ہے

ہوا فرزند راون نامور آج
بدولت تیری پایا خلد کا راج

تجلی بخت کی ہر دم کہان ہے
کہان پھر تم کہان پھر یہ سمان ہے

زراہِ لطف اب ای رام و لچھمن
عنایت ہو سر فرزند راون

کہ تیری فیض سی عقبے مین اے رام
کرو نین پہلوِ شوہر مین آرام

غرض شہ نے یہ سنکر شور و شیون
کہا ای زوجۂ فرزند راون

ہنسے تیرا سر شوہر جو اس جا
تو بخشون سر تجھے ای ماہ سیما

سر شوہر سے بولی تب سلوچن
جو مین ہون پارسا اور پاکدامن

تو ہو تو خندہ زن اس انجمن مین
کہ گل جسطرح ہو خندان چمن مین

سر شوہر نے تب اس پارسا کے
کیا خندہ وہا پھر کھلکھلا کے

ہوی یہ دیکھکر خوش رام و لچھمن
دیا اُسکو سر فرزند راون

گیا رخصت سلوچن کو دیا سر
سمندر پہ گئی وہ ماہ پیکر

برنگ شمع سوزان پھر اُسی جا
جلی وہ ساتھ شوہر کے سراپا

جو تھی وہ عاشقی مین یار شاطر
جلا یا زندہ تن مُردے کی خاطر

عجب ثابت قدم تھی عشق مین واہ
جلی وہ شمع سان لیکن نکلی آہ

محبت سے ہوئی وہ خاک جلکر
کہ تھی پروانہ وہ تھا شمع شوہر

جانا راون کا دیو اہراون حاکم زمین کے پاس واسطے طلب امداد کے

ترروی شاشتر اب عابد پیر
بنوک خامہ یون کرتا ہی تحریر

کہ جب راون کے فرزند و برادر
ہوئے سب قتل میدان مین سراسر

ندیکھا اُسنے تب غمخوار کوئی
عزیزو نمین نہ پایا یار کوئی

ندیکھا اختر اقبال کو یار
نپایا دیو گردون کو مددگار

ہوا دلمین وفور غم سے دلگیر
کہا دل سے کرون کیا ہای تدبیر

نہین ایسا کوئی دیوِ گرامی
دم مشکل جو ہو اب اپنا حامی

مگر سردار اک زیر زمین ہے
زمین کا صاحب تاج و نگین ہے

بڑا ہی ذی شعور و صاحبِ داد
کرون اُس دادگر سے جاکی فریاد

اگر وہ دوستانہ از پئے رزم
مری خاطر سوِ میدان کری عزم

تو بر آئے سراپا خواہش دل
شتابی منطفی ہو آتشِ دل

غرض یہ مشورہ ٹھہرا کے راون
گیا زیر زمین گھبرا کے راون

وہان حاکم جو تھا وہ دیو ناپاک
مثالِ مار رہتا تھا تہ خاک

زبس زیر زمین تھا شور اسکا ... ادب کرتے تھے مار و مور اسکا
زمین مین رخنہ زن شکلِ خراطین ... اُسے کہتے تھے اہرادن شیاطین
اُسی کا راج سب زیر زمین تھا ... میان خاکیان بالا نشین تھا
مثالِ اژدہا تھا صاحب گنج ... خراج خاکیان لیتا تھا بیرنج
غرض لنکا سی شاہِ حزن بصد یاس ... گیا اُس دیو ناہنجار کے پاس
گرا پای ستمگر پر شتابی ... کہا رو رو کے سب حالِ خرابی
کہ آئے ہین ادھر دو آدمی زاد ... بنام رام و لچھمن فتنہ ایجاد
جنون سے تاب طاقت مین ہین افزون ... بہت ہی ساتھ فوج خرس و میمون
اُنھون نے میگھناد و کنبھ کرن مارے ... ملائے خاک خونین جنگ کے بیچ
نہین ایسا دلاور اب ہی کوئی ... کرے میدان مین اُنسے کینہ جوئی
وے امداد گر تو نوجوان ہے ... دلیر و شیر گیر و پہلوان ہے
کرے میدان مین گر تو آج شبخون ... تو بھاگے صبح فوج خرس و میمون
مناسب ہے تجھے امداد میری ... رہِ شفقت سی سُن فریاد میری
طریقِ سلطنت سی تو ہی آگاہ ... مدد شاہون کی کرتے ہین شہنشاہ
سنا راون کا اہرادن نے جب حال ... کہا باصد تشفی اسے نکو فال
سر آنکھون پر مرے احکام تیرا ... کرونگا جان و دل سے کام تیرا
بشر کو تاب کیا ہی میرے آگے ... پلنگ و شیر مجھ سے دور بھاگے
سو میدان بوقت شام جا کر ... اُڑا لاؤنگا مین دونون برادر
کرونگا ذبح پیش لعبتِ دیر ... کرونگا نذر تیری جان کی خیر

خوشی سے ای شہنشاہ نکوفال
پیئین امروز ہم تم بادۂ لال

سرود و رقص کا دیکھین تماشا
کہ کیا ہی زندگانی کا بھروسا

جو گذری عیش سے وہ خوش گھڑی ہی
کہ آخر تو اجل سر پہ کھڑی ہی

کیا اہراون کو جب یون اُسنے تفہیم
ہوئی کچھ یاس کچھ اُمید کچھ بیم

غرض اہراون دراون دہان پر
بدرد رہی ہوئے مشغول یکسر

ہوا دعوت سے جب دل سیر اہراون
ہوا رخصت سمجھکر دیر اہراون

کہا اہراون نے کچھ دیجی نشان اب
کہ جانو نین اُنھین لے آؤ تم جب

کہا آئیگی آندھی جاؤنگا جب
اُڑا لاؤنگا ہوگی روشنی تب

چلا القصہ اہراون سنکے یہ بات
ہوا لنکا مین داخل رات ہی رات

آنا اہراون کا آدھی رات کو لشکر مین راجہ رامچندر جی کی بھبھیکن کی شکل بنکر اور اُڑا لیجانا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا پاتال لوک مین

بحسب وعدہ وہ دیو جہان سوز
اُڑا غبار زمین سے دوسرے روز

میان شب چلا مانند صرصر
اندھیرا چھا گیا روی زمین پر

ہوا خوش دیکھکر آندھی کو راون
قریب فوج شہ آیا وہ دشمن

ہنومان دلاور صورت شیر
سر لشکر کھڑا تھا با دل سیر

اجازت تھی بھبھیکن کو جو ہر دم
گیا نزدیک اُس ہیئت سی اظلم

بھبھیکن کو ہنومان نے جو دیکھا
ضرورت پوچھ وہ کار شہ کی سمجھا

کیا قسمت نے ہوش بوزنہ گم
شتابی اپنی منھ سے کھولدی دم

جو پائی دیو نے اس مکر سے راہ
ہوا داخل میانِ فوج ناگاہ

وہان آرام مین تھے رام و لچھمن
بفرشِ سنگ بادلہای روشن

میانِ فوج تھا یون جلوۂ شاہ
فروزان اختر و نین جسطرح ماہ

نسیمِ مشکبو چلتی جو تھی نرم
بخوابِ خوشدلی سوتے تھے سب گرم

حریفِ خام نے پائی جو فرصت
سبھونپر پختہ کی جادو سے غفلت

کیا کچھ ایسا جادو اُسنے جھٹ پٹ
نہ تھی ہرگز کسی میمون سے کروٹ

گیا بالین شہ پر بے محابا
اُٹھا کر سنگ اپنے سر پہ رکھا

اُڑا وہ دیو زمین سے سوے گردون
پڑے سوتے رہے سب خرس و میمون

ہے خازن بخوابِ عیش غافل
گیا لے لعل و گوہر دزد کامل

رہے بیدار سب گردونپہ انجم
شبِ مہ مین ہوئے خورشید و مہ گم

غرض وہ دیو اُڑا جب آسمانپر
پڑا عکسِ تجلی سب جہانپر

چمک رُخ کی سرِ مکار پر تھی
تجلی برق کی کہسار پر تھی

ہوا پر روے رشکِ شمع کافور
چمکتا تھا برنگ شعلۂ طور

رُخِ انور کی اُنکے یون چمک تھی
کہ مثلِ برق ہر جانب لپک تھی

لیے جاتا تھا کافر بالا بالا
ملائک چرخ پر کرتے تھے نالا

غرض دزدِ سیہ دل تیز رو تر
قریبِ خانہ پہونچا مثلِ صرصر

دیے سر پر جو بارِ دو جہان تھا
تن کافر گرانی سے گران تھا

گئی جا راہ مین دھر دھر کے پہونچا
مکانمین سنگدل مر مر کے پہونچا

یہ دیکھو قدرتِ حق وہ ستمگر
اجل کو لیگیا سر پر اُٹھا کر

بیدار ہونا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا مکان میں اہراون کے اور فریاد کرنا جدائی سے لشکر کی اور سرانجام کرنا اہراون کا واسطے قتل دونوں برادر کے

مکان مین اُسنے جب رکھا وہ پتھر | ہوے بیدار تب دونوں برادر
جو کھولی آنکھ دیکھا خانۂ غیر | نہ وہ لشکر نہ وہ میدان کی سیر
نہ انگد ہی نہ سگریو نے ہنوبان | نہ نیل و نل نہ شاہِ خرس ذیشان
نہ وہ نیزی نہ وہ بیرق نہ وہ فوج | نہ وہ سبزہ نہ وہ دریا نہ وہ موج
ہوی دلمین مشوش دونون بھائی | کہا لشکر مین یہ کیا آفت آئی
ہمین غار زمین مین کون لایا | مگر دیوون نے لشکر مار کھایا
کہان ہین اب ہنوبان دلاور | کہان ہین وہ نند پیل پیکر
کہان ہی شاہ میمون شاہ خرسان | رخ یاری کیا کیون ہمسے پنہان
یہی ہمسے کیا تھا عہد و پیمان | نہین ہوتا ہی باطل قول مردان
ہوی برگشتہ کیون قول و قسم سے | ہوی کیون بدگمان بیوجہ ہمسے
نہ پائے دیکھنے دیدار سیتا | رہا پہلو مین اپنے خار سیتا
یہ کہکر الغرض دونون برادر | ہوی رُو رُو کے آبِ اشک مین تر
بچشم زار لخت دل بہائے | گل تر شاخ مژگان پر کھلائے
بہم وہ دیکھتے تھے زار و مضطر | برادر شہ کو شہ سوے برادر
ادھر دل شاد اہراون نے اسجا | ہر اک جانب سے ازبہر تماشا
بلائی اپنی سب قوم بنی جان | کیا ظالم نے قتل شہ کا سامان

پرستش گہ تھی اک اُنکی دہانیر
ہوے سب جمع اُسجا پرستگر

ہوا رقص و طرب آغاز ہر سُو
ہوا رُود و غنا کا راز ہر سُو

خبر راون نے یہ لنکا مین پائی
کہ مارے جاتے ہین دونون بہائی

بہت شادان ہوا راون یہ سُنکر
خوشی سی ہو گیا جامے سے باہر

ہوئی دلشاد لنکا کے زن و مرد
دلون سے آتش کین سبکی سرد

ہوے پیر و جوان سب جمع یکسر
لگے گانے بجانے ہر جگہ پر

یہ تھا ہر کوچہ و برزن مین چرچا
کہ دیکھین گے سحر چلکر تماشا

بیدار ہونا شاہ میمون اور شاہ خرسان کا اور تمام لشکر راجہ رامچندر جی کا اور نہ پانا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا لشکر مین اور آہ و زاری کرنا فراق مین اور پوچھنا ببھیکن سے اور نشان دینا ببھیکن کا اور جانا ہنومان جی کا پتا لینے اور لانا دونون بھائیون کو

ادہر تو تھا خوشی کا یون تلاطم
سنو اب حال فوج رام کا تم

کہ ناگہ خفتگان شب جو یکبار
ہوی وقت سحر لشکر مین بیدار

تو دیکھا گم ہین دونون ماہ و خورشید
مثال شام کے ہی صبح اُمید

کف مفلس سا ہی گنجینہ خالی
نہ لعل بے بہا ہی نے لآلی

نہی دیکھا گلون سے باغ آباد
چمن آیا نظر بے سرو و شمشاد

لگا حیرت سے تکنے ایک کو ایک
نہ کہہ سکتا تھا کوئی کچھ بد و نیک

پڑی فوج شہنشہ مین تباہی — مچا اک شور از مہ تا بہ ماہی
کہون کیا آہ حالِ خرس و میمون — ہوا رنگ رُخ ہراک دگرگون
کسی نے صبح سان پھاڑا گریبان — ہوا مانند شبنم کوئی گریان
کوئی مانند گل صد پارہ دل تھا — کوئی غم سے سہی سان پا بگل تھا
کسیکے لب تھے مثل غنچہ خاموش — کسیکی چشم مین طوفان کا تھا جوش
کسی کا دل تھا پُر خون صورت تاک — اُڑاتا تھا کوئی مثل صبا خاک
بہت کی بندرون نے اشکباری — سمندر سے ہوا طوفان جاری
شہ میمون نے فرمایا کہ یارو — کرو برباد اپنی جان نہ رُو رُو
کسی سے کچھ کرو تفتیش احوال — کہ گزرا کیا یکایک شبکو یہ حال
گیا لشکر سے کون اور کون آیا — میان فوج کسنے دخل پایا
مجالِ غیر تھی دشوار اک بار — کہ پاتا بارگاہِ شاہ مین بار
یہ سُنکر الغرض کہنے لگے سب — رہے بیدار ہم تا دوپہر شب
شہ عالم نے جب کی استراحت — ملی خدمت سے اُسدم ہمکو مہلت
جو رنج جنگ سے بیچین تھا دل — ہوئین آنکھین بسوے خواب مائل
نہین ہی ہوش ہمکو ای صف آرا — ہوا پھر غیب سے کیا آشکارا
پلنگ آیا سوے صحرا سے کوئی — نہنگ آیا لبِ دریا سے کوئی
ملک اُترا کوئی چرخ برین سے — کہ نکلا اژدہا زیر زمین سے
و یا لنکا سے آیا دیو کوئی — بوقتِ شب براہ کینہ جوئی
کرین کیا حال ہم نادیدہ روشن — پھنسے پنجے مین کسکے رام و لچھمن

وے اغلب ہی آگہ ہو ہنومان کہ ہی وہ بارگاہ شہ کا دربان
کہا ابن صبا نے اے شہنشاہ کہون کیا بیوقوفی اپنی مین آہ
کہ وقت نیم شب آیا ببھیکھن کہا بہر صلاح جنگ راون
ضرورت کچھ ہی کرنا شاہ سی عرض کہ کہنا نیک بد ہی دوست پر فرض
رہا مجبور حکم شاہ سے مین ہوا مانع نہ کچھ اس راہ سے مین
فقط آنیسے اسکے ہو نہین آگاہ خدا جانے گیا کب پھر وہ کس راہ
نہین معلوم حال غیب مجکو بظاہر کچھ اُسی کا فرکا ہے ریو
پکڑ لاتا ہون اُسکو جاکے فی الحال تو کر تفتیش اُس سے ای نکوفال
یہ کہکر باکمال اضطرابی پکڑ لایا ببھیکھن کو شتابی
کہا سگریو نے ای شاہ لنکا لیا کل خوب بدلہ کنبھ کرن کا
وہ لطف شاہ وہ جود و عنایت وہ شفقت وہ محبت وہ رعایت
ہوئی دسے یکایک سب فراموش ہزارون آفرین ہین اے وفا کوش
محبت دوستی اچھی نباہی ادا کی خوب شرط خیر خواہی
بھلا تونے کیا جو کچھ کیا خوب بتا دے اب کہان ہین دونون محبوب
ابھی تک خیر ہی ای شاہ لنکا بیان کر مجھ سی سچ سچ حال سارا
وگرنہ جو بنے گا سو کرین گے اسی میدان مین ہم بھی لڑ مرینگے
یہ سنکر شاہ لنکا پاسے تا فرق ہوا آب سر شک شرم سے غرق
جواب سخت کا موقع نہ دیکھا زبان نرم سے آہستہ بولا
کہا مین ہون فدائے رام و لچھمن نثار نقش پاے رام و لچھمن

عتابانہ نہ کیجے آپ تقریر
نہین ہرگز ہوئی مجھسے یہ تعزیر

کہ ہے میرا خمیر اے شاہ والا
اسی سرکار کے آب و نمک کا

وہ بے قسمت ہے کرکے بیوفائی
جہانمین نیکنامی کسنے پائی

ہوا شیو سے مقابل دیو ناپاک
ہوا جل بھنکے خود سرتاقدم خاک

ہرن کشب ہوا جو دشمن رام
سلف سے دہر مین اتک ہے بدنام

نہین مطلق مری اسمین خطا ہے
سنے دیوؤنسے مین نے یہ سنا ہے

کہ وقت صبح کل با شور و شیون
گیا تھا پاس اہراون کے راون

سراپا وہ خمیر شر و کین سے ہے
حکومت اُسکی سب زیر زمین ہے

شباہت کا مری اُسکو ہے یارا
کرے جسوقت چاہے آشکارا

سوا اُسکے نہین ہے دیو کوئی
کرے ایسا جو مکر و ریو کوئی

یقین ہے وہ پئے امداد راون
مری بنکر شبیہ آیا ہو دشمن

وہان پہونچے جو میمون دلاور
ملین زندہ ابھی دونون برادر

شہ میمون جو تھا ہشیار و دانا
بھبھیکن کا کہا سچ اُسنے مانا

دیا سب خرس و میمون کو دلاسا
ادھر ابن صبا کو جلد بھیجا

چلا میمون وہانسے بیخور و خواب
سوے پاتال پہونچا صورت آب

ہوا نیچے زمین کے گرم پویا
مثال کرم خاک رخنہ جویا

سراغ گنج گم گشتہ مین بیباک
چلا وہ صورت اژدر تہ خاک

تلاش آب حیوان مین بصد چاہ
مثال خضر کی ظلمات کی راہ

غرض باصد تلاش و جانفشانی
سنی اُسنے صدائے نغمہ خوانی

یقین جانا وہ سُنکر شور اور غل
یہان ہین دو نون بھائی بڑے قابل

بندھا تھا وو دونے کا جو وہان تار
صدا لے نے یہ پہونچا صورتِ تار

خبر پائی شہنشہ کی وہان ٹھیک
گیا بہ خوف و غم در بانکے نزدیک

کہا دربان نے ای نادان بندر
تو آیا کس طرح اِس سرزمین پر

یہان ہے دیو جن کی بادشاہی
نہ مارے پر یہان پر مرغ و ماہی

نہین ہے جانتا کچھ تجکو افسوس
بتادی سچ مجھے کسکا ہی جاسوس

یہان دیوان ظالم کا ہی جلسہ
تماشا آج ہی قتل بشر کا

نہین ہی غیر کے آنیکا احکام
کرو نہین عرض کہدی تو اگر نام

کہا مین ہون ہنومان دلاور
شہنشاہ جن و آدم کا چاکر

خبر قتل بشر کی مین نے پائی
تماشا دیکھنے آیا ہون بھائی

نہین حاکم کا تیری ڈر مجھے ہے
نہین کچھ خوف شور و شر مجھی ہے

اجازت دی مجھے ای نیک بنیاد
مگر بہر شکم جان اپنی برباد

دہانیر کی جو میمون نے یہ تقریر
نہ سمجھا صاحبِ شیطان بے پیر

ہوا تقریر میمون سے بہت تنگ
جہالت سے ہوا آمادہ جنگ

جو تھے وہ زور مین دونون برابر
بہم لپٹے مثال ضیغم نر

بھرا سینہ سی سینہ فرق سی فرق
ہوی دونو نکے چنگل خون مین غرق

چلے دونون طرف سے چنگ پر چنگ
سر و سینہ ہوے دونون کے گلرنگ

رہے تا دیر باہم زیر و بالا
ہر اک نے حوصلہ دلکا نکالا

دلیری سی براہِ کینہ جوئی
نہ ہارا دیر تک دونون مین کوئی

رہی القصہ دونوں مین جو کُشتی | مثال پُر دلان با صد درشتی
کہا حیرت سے تب میمون نے دلمین | کہ لاکھوں دیو مارے مین نے رن مین
یہ طاقت یہ توانائی یہ پشتی | نہ دیکھی ایک مین بھی وقت کُشتی
بہت شہزور و پُر دل ہے یہ لڑکا | نہین ہے خوف اسکو اپنے جی کا
تامل مین رہا میمون دمے چند | کہا تب اُسنے مین تیرا ہون فرزند
دکھاؤنگا نہ میدانمین کبھی پشت | نہین کم گُرز سے تیرے مری مُشت
ہوا یہ سُنکے حیرت مین ہنومان | کہا کہتا ہے کیا اے طفل نادان
نہین مین خواب مین آگاہ زن سے | ہوا فرزند پیدا کسکے تن سے
کہا لنکا جلا کر جب چلے تم | بجھائی آب بحر شور مین دُم
عرق تن سے ترے ٹپکا جو یم مین | پڑا وہ بہکے ماہی کے شکم مین
ہوئی اُس تخم سے ماہی گرانبار | ہوا اُسکے شکم سے مین نمودار
ہوا مشہور مکر دھج مرا نام | پلا آغوش مادر مین باآرام
رہا طفلی مین ہمدوش نہنگان | جوانی مین کیا صیدِ پلنگان
بہت مدت ہوئی اے صاحب شان | کہ ہون مین شاہ اہراون کا دربان
ہوا یہ سُنکے میمون دلمین خرسند | اُسی کی دُم سے اُسکو کرکے پابند
گیا کاشانۂ ظالم مین بیباک | ہزارون جمع دیکھے دیو ناپاک
زنِ دیوان بصد پوشاک و زیور | سرود و رقص مین مشغول یکسر
نظر آئے وہان دونون برادر | پھنسے جسطرح کانٹون مین گلِ تر
جو دیکھا شاہ کا میمون نے یہ حال | باشکِ سُرخ آنکھین غمسے کین لال

پلنگ آسا گیا غصّے سے اندر ۔ گھسا اُن بزدلون مین شیرِ صفدر
نظر آیا جو شکل شیرِ میمون ۔ نکی دیوؤن نے روبہ کیطرح چون
شہنشاہِ دو عالم نے جو دیکھا ۔ کہ آیا باد کا فرزند بانکا
ہوی خوش اسطرح سی دونون بھائی ۔ ملے بیمار کو جیسے دوائی
ہنومان نے بہت کی جست ور خیز ۔ ہوا وہ شیرِ صید رمہ پر تیز
جسے پکڑا کیا اُسکو دو پارا ۔ مثالِ پیل سبکو پل کے مارا
ہوا لڑنا جو میمونکو وہان فرض ۔ قیامت آشکارا کی تہِ ارض
جو دیکھی ظالمون نے یہ خرابی ۔ ہوئی غصّے سے سبکو بیتابی
مچایا شور ہر سُو صورتِ میغ ۔ سبھون نے برق سان تابندہ کی تیغ
کیا چارون طرف میمو نکے انبوہ ۔ مثالِ ابرِ غران جانبِ کوہ
گرے میمو نپہ ظالم جبکہ یکدست ۔ برنگِ شیر میمون نے بھی کی جست
وہان وہ چنگ و ناخن سے کیا وار ۔ سبھون کے توڑ ڈالے اُسنے ہتھیار
کیا اک پل مین سبکو خون مین تر ۔ ملائے خاک مین سارے ستمگر
خبر ناگاہ اہرادن نے پائی ۔ کہ ہی بزم طرب مین کچھ لڑائی
برائے رفع بیتابا نہ آیا ۔ کہا بندر کو اسجا کون لایا
خوشی کے وقت یہ کیا شور و شر ہے ۔ کہا سب نے یہ شر بہر بشر ہے
برائے غیر اپنا افسر و تخت ۔ کیا برباد تو نے ای نگون بخت
نہین اے شہ یہ لڑکے بھولے بھالے ۔ پلنگ و شیر سے ہین لڑنے والے
جہانتک تختۂ ارض و سما ہے ۔ اُنھین کے دست قدرت سے بنا ہے

نہ سمجھو تم کہ یہ لڑکے ہین معصوم / حیات و موت ہی سب انکی محکوم
یہی معبود ہین دونون جہان کے / یہی مقصود ہین کون و مکان کے
انھین کا ایک بندہ ہی یہ میمون / کیا جسنے ہزارون دیو کا خون
ابھی ہی خیر دونونکو یہان سے / وہین پہونچا دی لایا ہی جہان سے
نہ پند تلخ سے ہو برسر کین / نکر برباد اپنی جان شیرین
ہوا یہ سُنکے اہرآون غضبناک / ہوا آشفتہ مثل مار در خاک
کہا ای حیلہ انگیزان نا مرد / دکھاؤنگا جہانمین کیا رُخ زرد
ہنسینگے مجھکو سرداران لنکا / ابد تک نام میرا بد رہیگا
دل و جان سے دہی اپنا ہی مقصود / کہ جس سے خسرو لنکا ہو خوشنود
ادا کرنا ہی سب اقرار مجھکو / نہین مرنے سے ہی انکار مجھکو
پھرے گو بخت و دہر و چرخ و کوکب / جوان مردونکی پھرتی ہی زبان کب
غرض یہ کہکے ظالم نے پئے رزم / اُٹھاکر تیغ میمون پر کیا عزم
ہنومان دلاور نے تڑپ کر / وہ مارا گرز سنگین اسکے سر پر
کہ جسکی ضرب سے وہ دیو ناپاک / گرا بیہوش ہو کر بر سر خاک
تن کافر سے میمون نے لپک کر / وہین آتش مین ڈالا کاٹکر سر
لب خندان کیے وا مثل گلخن / ہوے خوش دیکھکر سب مرد اور زن
لگے آپس مین کہنے خانہ برباد / کہ ہمسے بہت ہوا امروز دل شاد
وہ شیرینی وہ حلواے معطر / طعام خوشگوار و میوہ تر
بہت تھا جمع اسجا خواہ تھوڑا / دہان بوزنہ مین سب نے چھوڑا

جو میمون نے دہ پائی نعمت گرم ہوا آسودہ خاطر بادل نرم
غرض جب میوہ تر سی ہوا سیر کیا نعرہ تڑاپ کر صورت شیر
نہ آیا کوئی ہیبت سے مقابل گریزاں سب ہوئے دیو سیہ دل
ادھر ابن صبا نے شاد و خوشتر لیے آغوش مین دونون برادر
سوے لشکر ہوا دلشاد راہی پسر کو اپنے بخشی بادشاہی
اڑا مانند عنقا بر سر اوج سبک رفتار آیا جانب فوج
سر لشکر اتاری دونون بھائی بہار رفتہ پھر گلشن مین آئی
رخ روشن سے انکی وقت گلگشت ہوا پھر مشرقستان دامن دشت
ہوے دیدار سے دلشاد میمون ہوے اندوہ سے آزاد میمون
شہ میمون ہوا پابوس آکر کیا خوش شہ نے چھاتی سے لگا کر
ہوے خوش جامونت و نیل و انگد سپاہ غم کو لشکر سے کیا رد
زہے ابن صبا بے محنت و رنج لے آیا اژدہے کو مار کر گنج
رہ ظلمات سے دلشاد و خنداں مثال خضر لایا آب حیواں
در عشرت ہوا ہر دل پہ مفتوح پھر آئی ہر تن پژمردہ مین روح
مبدل عیش و عشرت سی ہوا رنج لٹائے سب نے گوہر گنج پر گنج
سپاہ عیش کی لشکر کشی تھی ہوئی دستک ہر اک دل پر خوشی کی
کیا دہقان غم کو تاخت تاراج زمینداران عشرت کو دیا باج
پھری ہر دشت و بر زمین منادی کہ اب ہر جا چمن سے آباد شادی
ہوا رنگ سرود و عیش کا غل فرشتے سیر کو آئے جز و کل

ہزاروں لولیاں رشک ناہید
ہوئیں مشغول رنگ جشن جاوید
سداشیو اندر برمہا نارد پیر
ہوئے سب رام چھمن سے بغلگیر
سبھوں نے ملکے ہنگام تماشا
ہنومانِ ولاور کو سراہا

خبر پانا راون کا مارے جانیسے اہراون کے اور اشکباری کرنا غم میں اُسکے اور سمجھانا مالونت وزیر کا مقدمۂ صلح میں

کہا احوال سب میں نے اُدھر کا
سُنو اب سرگزشت شاہ لنکا
کہ غمخواران اہراون سے بارپو
بچے تھی گرز میموں سے جو کچھ دیو
گریزاں سب وہ آئے پیش راون
کہا اسطرح سے با شور و شیون
کہ شاہا کیا کہیں ہم طول جھگڑا
بنا اک پل میں بگڑا کھیل سارا
کہ اہراون بصد زور آزمائی
اُٹھا لایا تھا سرپر دونوں بھائی
حضور بُت تھا عوم قتل فردا
ہزاروں جمع تھے سردار اُسجا
ہوا وارد قضارا ایک میموں
کیا اُسنے تلاطم حد سے افزوں
مثال شیر نر آیا غضبناک
میانِ بزم عشرت بیغم و باک
وہ آفت بوزنہ تھا زور بل میں
پلا مثل قضا دیوؤں کے دل میں
کیے مجروح ارباب پرستش
کیا سب نوش اسباب پرستش
جو آیا سُنکے اہراون شتابان
کیا اُسکو بضرب گرز بیجان
وہ گھونسا اُسنے اہراونکو مارا
ہوا فرق زمین جس سے دوپارا
فرود اُسمیں ہوا وہ تا بہ حلقوم
ہوا ناگاہ زیر خاک معدوم

نہ پہونچا پھر کوئی اُسکا دلاور / وہ زندہ لیگیا دونون برادر
سُنا راون نے جب دیوسے یہ حال / ہوا آشفتہ غم سے دیو دجال
وزیر شاہ لنکا ایک تھا پیر / بنام مالونت نیک تدبیر
برای مشورہ اُسکو بُلایا / ادب سے پاس وہ راون کے آیا
کہا راون نی ای دستور ذیہوش / تو ہی دیوان لنکا سی وفاکوش
کوئی تدبیر کر بارے روشن / بآسانی ہو جسمین دفع دشمن
نکرنا پاس کچھ ہرگز اُدھر کا / کہ تو پروردہ ہی میرے پدر کا
تو ہی اس خاندانکا خیر اندیش / مرا ہی لطف تجھپر بیش دربیش
ہوا برگشتہ یہ اطالع بخت / کہ کار سہل مجکو ہو گیا سخت
زبس دستور تھا ہشیار و دانا / بچشم عقل دیکھا تھا زمانا
کہا راون سے ای شاہنشہ ارض / امان ہو جانکی تو کچھ کرون عرض
ہزارون نازنین رو کش حور / بچشم دلربائی مردم نور
عطا کی ہین خدا نی تجکو بیرنج / زر و لعل و گہر ہین گنج در گنج
فزون ہی ماہ سے جاہ و تجمل / جہان قبضے مین تیری ہی جُز و کل
پریکا گر تری دلکو ہو ارمان / تو حاضر ہو ابھی سارا پرستان
اگر دلکو ترے ہو حور کی چاہ / ابھی جنت سے دوڑی آئی دلخواہ
برای یک عروس آدمی زاد / کیا ویران سارا ملک آباد
نہین کرتے ہین دانا الفت زن / کہ ہی دام صد آفت صحبت زن
ندیکھے غیر زن کو گرچہ ہو حور / کہ ابتک نام بد ہی مہ کا مشہور

زن بیگانہ سی لازم ہی پرہیز
کہ عشق غیر زن ہی فتنہ انگیز

شہنشہ تجکو یہ زیبا نہین ہی
زن بیگانہ پر دعوی نہین ہی

ندی بیگانہ زن پر ہاتھ سی دل
کہ حق حق ہی شہا باطل ہی باطل

کہا میرا قبول اتنا کرو تم
حوالے رام کے سیتا کرو تم

رہی تا سب یہ تخت و تاج قائم
رہے لنکا مین تیرا راج دائم

کہا گر مان لے بہتر ہے میرا
نہین مجبور مین بندہ ہون تیرا

ہوا جب کہکے چپ پیر خرد مند
لگی راون کے دلکو زہر یہ پند

ہوا چین بر جبین یہ سُنکے یکبار
دوا سے تلخ سے جسطرح بیمار

کہا ای پست ہمت دُون طبیعت
ولی نعمت کو کرتا ہے نصیحت

یہ گستاخی یہ شوخی یہ فضولی
تجھے اس جرم پر واجب ہی سُولی

ہزارون دخترین شاہونکی گُھر د
مین لایا چھین کے بازو بہ بازو

نہ آیا کوئی ہیبت سے پئے جنگ
مگر انکو نتھی کچھ غیرت و ننگ

نہ سیتا کو مین بے تقصیر لایا
پئے دلجوئی ہمشیر لایا

نہین مشتاق ہون مین غیر زن کا
مجھے ہی بنئی خواہر کا دعوی

کیا مین نے نہ گر انسان کو زیر
تو ہونگے جا کمان بحر و بر شیر

ادب سے دُور کی تقریر تو نے
خطا کی قابل تعزیر تو نے

غرض راون نے بھیجے کو سنبھالا
برون شہر نائب کو نکالا

تلون طبع ہوتے ہین شہنشاہ
سمجھکر بات کرتے ہین ولی آگاہ

خلاف رای سلطان رای جستن
بخون خویش باشد دست شستن

غرض نائب نظر سے جب ہوا دور — گیا راون محل مین سخت رنجور
غم دشمن سے دل بیطاقت و تاب — ہوا مندودری سے جا کے ہمخواب
خیال بد سے خواب آیا نہ زنہار — مثال سگ رہا شب بھر وہ بیدار
غرض مندودری نے بادل و جان — جو دیکھا حال شوہر کا پریشان
کہا صدگونہ ناز و دلبری سے — خطا دیکھی ہی کیا مندودری سے
نہین ہی دل جو مجھپر آج مایل — مگر ہی الفت سیتا مین بیدل
یہ ہی شاہا خیال خام تیرا — مشابہ حسن مین ہی کون میرا
خجل ہی حور میری دلبری سے — فزون ہون خوبروئی مین پری سے
یہ عارض اور بناگوش اور یہ کاکل — کہان پائین گل و نسرین و سنبل
لب گلرنگ یہ خال سیہ فام — نبائے روے صبح و چہرۂ شام
مری آنکھون سے شرمندہ ہوا آہو — مرے موے مژہ ہین تیر جادو
یہ غمزہ یہ کرشمہ یہ اشارہ — کرے کب چشم نرگس آشکارا
مرے ابرو ہین از راہ نکوئی — ہلال آسمان خوبروئی
مرا جوبن ہی رشک اختر ماہ — مقام حیف ہی تجکو نہین چاہ
جو سینہ دیکھے وہ حیران ہو جاے — جو پستان دیکھے بے ایمان ہو جاے
مرا قد یہ نہین آفت سی کم ہے — بلے اس سرو کا سایہ ستم ہی
پری کو چھوڑ کر ای نیک منزل — ہوا ہی تو زن انسان پہ مایل
غضب ناجنس کی ہی آشنائی — انھین باتون مین ہوتی ہی برائی
زن بیگانہ کی کرنا بہت چاہ — کنوئین مین جا کے گرتا ہی ایشاہ

حذر کر جانکی سے چاہے گر خیر ۔ کہ اپنا اپنا ہی اور غیر ہے غیر
یہ سنکر طیش مین آیا وہ مغرور ۔ کیا منہ دوری کو پاس سے دور
سر شوریدہ رکھکر زیر داماں ۔ لگا وہ دیکھنے خواب پریشان

روز اول میدان وغا مین راون کا آنا اور شکست کھانا

رواں ای خامہ ہو اب باصفائی ۔ برنگ تیغ کر جوہر نمائی
خدنگ تیز پر سے ہو رواں پیش ۔ کہ جنگ رام و راون آج ہی پیش
لڑائی کا ہی باہم سلسلہ آج ۔ ترا ای خامہ دیکھوں حوصلہ آج
سبک پرواز ہو ای توسن طبع ۔ سر میدان دکھاؤن تا فن طبع
حجاب شب ہوا جب مہر سے دور ۔ اٹھا راون شراب غم سے مخمور
بحال زار آیا انجمن مین ۔ سجا ساز و سلاح جنگ تن مین
نہ تاب غصہ کافر دل مین لایا ۔ سپہداران لنکا کو بلایا
کہا لشکر کرو جلدی سے تیار ۔ سجے ہر ایک اپنے تن پہ ہتھیار
کرو اخراج دشمن مین نہ دیری ۔ دکھادو آج میدان مین دلیری
لڑاتے ہین میان جنگ دل سیر ۔ پلنگون سے پلنگ اور شیر سے شیر
جوانو مورچہ ہی تھامنا آج ۔ مرا اور رام کا ہی سامنا آج
دلون سے ہیبت دشمن کرو دور ۔ لڑو طاقت پہ میری شاد و مسرور
جوانمردی کا یارو آج ہی کام ۔ اور وہ قبضے مین ہو گر رام ہو رام
کرو شیرانہ حملہ جنگ مین آج ۔ کرو خیل و حشم دشمن کا تاراج

نہ دو دم بھر عدو کو فرصت جنگ | عدو پر وسعت میدان کرو تنگ
غرض دیوان لنکا نے یہ سُنکر | کیا ہر چار جانب جمع لشکر
کماندار ان نامی حلقہ حلقہ | زرہ پوشان جنگی طبقہ طبقہ
قطار زندہ پیلان خیل در خیل | خروشان جانب میدان بصد میل
شمار بادپایان عقل سے بیش | ہوئی جنکے سُموں سے سب زمین ریش
ہزاران نیزہ باز و گرز بردار | ہزاران یکہ تاز و چست پیکار
شمار فوج راون کیا کرون اب | یہی بہتر ہے خوشتر چپ رہوں لب
نہ آئے جو کہ شی وہم وگمان مین | نہ کیونکر ہو کوئی عاجز بیان مین
بڑھا جب لشکر جرار دشمن | ارابہ پر ہوا اسوار راون
سر دہ فرق رکھے خود آہن | تن سنگین پہ پہنا سخت جوشن
تفنگ و ناوک و خنجر بہر دست | سوے میدان چلا دیو زبردست
شگون بد ہوے لشکر سی دمساز | زغن اور زاغ نے کی سر پہ آواز
خروشان رن مین آیا جبکہ دشمن | ہوا آگاہ شاہ شیر افگن
شہ میمون سے فرمایا کہ ای یار | ہر ان فوج ہون اب جلد تیار
سوے میدان بڑھین شیران جنگی | دکھائین قلزم خون مین نہنگی
شہ میمون نے باراے گرامی | کیا آراستہ لشکر تمامی
سگنند و گنند میمونان جرار | کیا دونوں کو لشکر کا جرنغار
وہ ہند و سرب سرداران کرار | ہوی وہ فوج میمون کے جرنغار
چندا دل کو اپج اور رکھراج باون | ملی ہر ایک کو ایک ایک پلٹن

نل و نیل و دلاور ذیل در ذیل
ہوا جرنل کوئی اور کوئی کرنیل

شہ خرسان نے باتدبیر نیکو
کیا سالار خرسان دھومرد کو

یلان نیمراج و نیم و دشن
کہ تھے سردار نامی شیرافگن

کیا دونونکو ریچھونکا سپہدار
دیے اُسکو پیادے اُسکو اسوار

غرض جب یون سپاہ خرس و میمون
ہوئی یکجا میانِ کوہ وہامون

کرین ہم کیا بیان آرایش فوج
خدا نے وحشیونکو یہ دیا اوج

شہِ میمون نے کی عرض اے شہنشاہ
ہوا تیار لشکر حسب دلخواہ

اُٹھے یہ سُنکے شادان رام و لچھمن
مثال شیر بہر جنگ دشمن

شہ روحانیان نے جب یہ دیکھا
پیادہ رام رتھ پر شاہ لنکا

کہا ماہل سے با صد اضطرابی
وہ رتھ میری سواری کا شتابی

کہ ہون رہوار جسکے برق رفتار
حضور رام بیجا کرکے تیار

غرض آراپچی یہ سنکے احکام
ہوا رتھ لیکے حاضر وہ سُبک گام

ہوئے اسوار دونون بھائی اُسپر
ہوئی فتح و ظفر پابوس آکر

سو میدان چلے دونون برادر
برنگ شیر و مثل ضیغم نر

رکاب شاہ مین انگد ہنومان
لیے گرز گران باشوکت و شان

خرامان شاہ میمون پیش لشکر
ظفر ہم باز تھا اقبال رہبر

بسوے راست شاہ فوج خرسان
شتابان ہمعنانِ شاہِ دوران

بڑھے آگے جوانانِ دلاور
میانون سے کیے تلوار باہر

پڑا غل اور کیا لشکر نے انبوہ
صداے طبل سے کانپا تن کوہ

پلنگ آسا چلے دشت وغا مین — نہنگ آسا چلے بحر بلا مین
سپاہ جن ادھر آئی مقابل — خروشان جس طرح ابر سیہ دل
ہوئی دونون مین آویزش بصد زور — کشاکش سے مچا چارون طرف شور
زمین دشت پر خونین دم جنگ — گرد وئے بزدلون نے ناخن و چنگ
تڑپتے تھے دلاور صورت شیر — نہ تھے خونخواری دشمن سے دل سیر
بندھا تیرونکا باران کیطرح تار — چمکتی تھی برنگ برق تلوار
تنو پر ناوک و خنجر سے بیدرد — ہزارون زخم کھاتے تھے جوانمرد
میان جنگ بڑھ بڑھ کے دلاور — دکھاتے تھے برنگ تیغ جوہر
نخوف تیغ تھا نہ ہیبت تیر — ہر اک تھا غرق خون مانند شمشیر
خروشان لشکر راون بمیدان — تفنگ و تیغ سی تھا شعلہ افشان
برنگ رعد راون نعرہ زن تھا — مثال توپ نعرہ صف شکن تھا
پلا جس صف مین لیکر خنجر و تیغ — ہوئی وہ پارہ پارہ صورت میغ
لیے خنجر بکف تا پا بصد سیل — شتابان دشت مین تھا صورت پیل
کیے راون نی لاکھون بکرادر ریو — سپاہ رام پر غالب ہوی دیو
عیان دشت وغا مین کی وہ آتش — ہوا خورشید محشر جس سے سرکش
نہ لائی خرس تاب جنگ دیوان — بہ نزد شاہ سب آئے غریوان
نڈر تھے جو شمشیر اجل سے — ہوی ترسان وہ دیو ونکی دغل سے
جو دیکھا شہ نے حال خرس و میمون — کہ ہین ترسندہ جان سب جلد سی افزون
وہ کی ابر کمان سی بارش تیر — ہوئی سرد آتش میدان تدبیر

ہوی دہشت سی دشمن زیر و بالا ۔ کہا راون نے کس آفت مین ڈالا

ہوی جن کشتہ جب تیر بر دلان سے ۔ بنے وہ طعمۂ زاغ کمان سے

رہی محفوظ جو دست قضا سے ۔ ہوی وہ منہزم دشت وغا سے

ہوی پھر خرس و میمون حملہ آور ۔ مثال فیل مست و ضیغم نر

غرض اسطرح سی اُس دن برابر ۔ لڑی دونون بہم تا شام لشکر

کیا از بسکہ سیدا انھین تنگ دتاز ۔ ہوی سب تشنہ حلق و لبستہ آواز

ہوی سب تشنگی سے زار و مضطر ۔ نہ تھا پانی وہان جز آب خنجر

ہوی عاجز دلاور تشنگی سے ۔ سو لشکر پھرے بیچارگی سے

ہوا معلوم رنج فوج شہ کو ۔ کہا لشکر پھرے اب خیمہ گہ کو

جوان مردان میمون نیک بنیاد ۔ بسوے خیمہ آئے با دل شاد

ادھر سردار لنکا با دل زار ۔ سوی لنکا گیا با خیل کفار

یلان خرس و میمون صورت شیر ۔ ہوی آب و طعام خوش سے دل سیر

نگاہ لطف شہ سے زخم اندام ۔ ہوے پی مرہم و سوزن سب آرام

ہوا درد جراحت دلسی سب دور ۔ ہوی پھر تندرست و چاق و مسرور

ہوئی تیمار داری سی جو فرصت ۔ خوشی سی شہ نے کی تب استراحت

تمامی خرس و میمون شادمان تر ۔ ہوی غلطان بہ روی سبزۂ تر

ادھر لنکا مین آئے اہل کفار ۔ خیال خام مین با خاطر زار

رہی سب شام سی تا صبح بیتاب
نہ آیا بیقراری سے انھین خواب

مقابل ہونا دونون لشکر کا دوسرے روز واسطے جنگ کے حربگاہ مین

ہوا بیدار جب شاہنشہ شرق — لیے ہاتھوں مین نیزی ہمدم برق
سواران ثوابت کو کیا گرد — چھپا سلطان انجم با رخ زرد
ہوے بیدار خواب عیش سے رام — اٹھے سب خرس میمون نیک انجام
ہوا شور صداے کوس شاہی — ہوے بیدار لشکر کے سپاہی
سجے تن پر سلاح جنگ سب نے — کسے گھوڑونکے اپنے تنگ سب نے
بڑھے آگے نشان و نیزہ بردار — مثال پیل سوے دشت پیکار
سپاہ خرس و میمون شاد و خرم — ہوے سب مورچو پر اپنے محکم
بسوے شرق انگد اور ہنومان — بسوے غرب نیل و نل تھے ذیشان
سوگند و گندھ نے فوج شمالی — طریق ہوشیاری سے سنبھالی
مَیند دسرب و رکھراج و چندا دل — ہوے فوج جنوبی کے ہرادل
غرض جب فوج شہ نے بے محابا — کیا چارونطرف لنکا کے نرغا
ادھر لنکا مین راون بجز و خواب — یہ غوغا سنکے اٹھا سخت بیتاب
پیاپے چند جام مے کیے نوش — خیال مرگ جس سے ہو فراموش
ہوا خود مست دیوؤنکو کیا مست — نہو کچھ جنگ کا تا حوصلہ پست
کمان و گرز و خنجر لیکے یکبار — ارابہ پر چڑھا سرمست و سرشار
عروج نشۂ صہبا سے مدہوش — سوے دشت وغا آیا زرہ پوش
کیا میدان مین دیوؤن نے انبوہ — ہوے قایم زمین پر صورت کوہ

جو تھے عفریت و شیطان تشنۂ خون — بمانند نہنگ بحر جیحون
میان دشت و میدان بلا خیز — ہوئی مثل قیامت فتنہ انگیز
بہت خرسان عرین کا پیا خون — ملائے خاک مین گردان میمون
مثال ژند و پیلان غضبناک — اڑائی دشت خون آلودہ مین خاک
اڑائی اسقدر خاک آسمان پر — زمین کو رکھ لیا سر پر اٹھا کر
تبس نے دیکھکر یہ شور دیوان — کیا محشر بپا آکر غریوان
پلا انبوہ اعدا مین دلاور — بزدون پہ جسطرح سے ضیغم نر
پلے میمون گردان سینہ پر زور — چلے تیر و تبر باہم پڑا شور
کسی کا سر گرا دھڑ سے زمین پر — کسی کا دھڑ گرا چرخ برین پر
چلے خنجر پہ خنجر تیغ پر تیغ — ہوئی بارش لہو کی صورت میغ
بڑھے میدان پہ دل لیکے شمشیر — جوانون سے جوان اور پیر سے پیر
میان جنگ وقت خونفشانی — ہوئے زہرے ستمگارون کے پانی
لڑے دیوؤن سے میمون بیغم و باک — پکڑ کر ٹانگ پٹکے بر سر خاک
جنھین پکڑین چھوڑین شور و شر سے — جگر پھاڑین اکھاڑین سینگ سر سے
یہ دیکھو قدرت حق وہ بھبھیکن — جسے آتا تھا لرزہ پیش راون
میان جنگ پیش شاہ ذلفرق — تڑپتا تھا لیے تیغ دم برق
یہ دیکھو اسکی قدرت رن کے اندر — جن و عفریت سی لڑتے تھے بندر
بلے قدرت ہی اسکی ایسی ہی نغز — نکالے ہو رہے پیل ست کا مغز
سکھین و کیسری و انگند و نیل — پلے دیوؤن کے دل مین صورت پیل

لگا ایک ایک تو اسو کو پکڑ کر
کسی کو کوہ پہ پھینکا گھما کر
کسی کا کیسری نے پیٹ پھاڑا
کہین انگد نے پیدا کین دم جنگ
لڑے اسطرح جب بندر لڑائی
شہ عفریت نے دیکھا جو یہ حال
کیا تجویز شیطانی سے یہ فن
اُنھون نے بالفنگ و تیر شمشیر
بنائے اسقدر راون نے دہ سر
کسی نے نل کو گھیرا رن کے اندر
کسی نے گرزہ انگد کو دکھایا
کسی نے کیسری کو جا کے گھیرا
گرا جا کر کوئی ریچھونکے دل پر
دو بدھ کو جا کے دھمکایا کسی نے
گمند کو جا کے للکارا کسی نے
غرض اسطرح راون نے بہ تزدیر
یہ حالت دیکھکر بھاگے سپاہی
ہراسان ایک دن آئے وہ سب تھے
نظر آ کے جو لاکھون رن مین راون

زمین سے پھینکتے اوج فلک پر
کسی کو خاک پر پٹکا اٹھا کر
کسی کو نیل نے رنمین پچھاڑا
کیا اک گرز سے تو اسو کو جو رنگ
پریشانی سپاہ جن مین آئی
کہ بھاگے بندر دن سے دیو دجال
کیے پیدا بہت جادو سے راون
سپاہ رام و لچھمن کو لیا گھیر
بھڑا ایک ایک میمون سے جو آکر
کسی نے نیل کو پکڑا کہین پر
کوئی ابن صبا کے آگے آیا
جنبش کا نغمہ کسی نے رن سے پھیرا
بھڑا ریچھون کے شہ سے کوئی جا کر
تیر لچھمن پہ چمکایا کسی نے
سگند و گندکو مارا کسی نے
کیے سب افسران فوج تسخیر
پڑی افواج میمونین تباہی
فریب و فن سے اُسکے جان بلب تھے
گریزان سب ہوئے با شور و شیون

جو دیکھا رام نے یہ فوج کا طور
برنگ شیر ہو پہنچے رنین فی الفور

کیا اک ناوک جادو شکن سر
ہوئے غائب وہ سب جادو کے ذرہ سر

چلے میدان مین پھر گردان میمون
مچائی دھوم رنین حد سے افزون

ملائے خاک خون مین دیو سارے
دلیر و پیلتن چن چن کے مارے

وہ کی دیوؤن کے دل پر بارش تیر
ہوئے زخمی جوان و کودک و پیر

مثال جبہ تھا سینہ کسی کا
زرہ تھا چار آئینہ کسی کا

ہوئی جب سرجز اڑا اور چھٹے بان
ہوا میدان قیامت خیز میدان

پیاپے گرتے تھے توپونکے گولے
پڑین برسات مین جسطرح اولے

کیا دیوؤن نے رچھو پر گھٹا ٹوپ
جسے مارا دیا اُسکو وہین توپ

دھوئین مین توپونکی تھی جنگ کی سیر
نہ کوئی دیکھتا تھا اپنا اور غیر

ادھر بان اور ادھر چلتی تھی بندوق
بنے سینہ جوانمردونکے صندوق

صدائے بان سے بے حیلہ و ریو
مثال پیل چلاتے تھے سب دیو

پڑی جس جسکے اوپر گرز کی چوٹ
گیا سایہ کی صورت وہ وہین لوٹ

ادھر بہر ہدف تودہ جگر تھے
بہادر اسطرف سینہ سپر تھے

لڑے تا دیر میمون یون لڑائی
شکست فاش پھر دیوون نے پائی

شہ لنکا نے جب دیکھا یہ احوال
ہوا لشکر جز و کل میرا پامال

ہوا آمادۂ تزویر دشمن
ہزارون انگد و سگریو و لچھمن

اُسی صورت کے اک پل مین بنائے
حضور رام وہ لڑنے کو آئے

ڈرے میمون دلونین خاص و عام
کسی نے کچھ نجانا بھید جز رام

شہنشہ نے کیا دل مین تبسم
وہین اک تیر سے سب کو کیا گم

ہوے دیو و شیاطین دل شکستہ
بصد غیرت لیا لنکا کا رستہ

بوقتِ شام سیمونانِ خونریز
بسوے بارگہ آئے شبک خیز

ہوی آسودہ خاطر خواب و خور سے
کیا شہ نے تو انگد لعل و دُر سے

مقابل ہونا دونون لشکر کا تیسرے روز اور شکست کھانا شاہ لنکا کا

شہ خاور نے سر پر رکھ کے جب تاج
کیا فوج فلک کو تاخت و تاراج

ہوی بیدار رام نیک بنیاد
کیا مجرا ظفر نے آکے دل شاد

قدم پہ بخت نے کی جبہہ سائی
شگون نیک نے کی پیشوائی

ہوی بیدار سرداران لشکر
نکورو و نیک بخت و نیک اختر

غزال سی فتح تھی فتراک مین بند
ظفر تھی بازوؤن مین سخت پیوند

برائے جنگ دیوان سیہ بخت
ہوی تیار سب با سینۂ سخت

بسوے میدان چلے شادان و فرحان
بہیأت پلنگ و شکل شیران

ستاراون نے آئی رام کی فوج
چلا لنکا سی با صد شوکت و اوج

جن و عفریت و شیطان خیل در خیل
لیے ہمراہ اپنے ذیل در ذیل

خروشان رنگین آئے صورت بیل
کہا انگد کہان ہی اور نل و نیل

کہان ہین رام و لچھمن دونون بھائی
مری اور انکی ہی اسدم لڑائی

کہان سگریو کس جا ہے ہنومان
کہ بھوکے ہین مرے عفریت و شیطان

کیا راون نے جب یہ شور و غوغا
گریزان سب ہوے مردان ہیجا

بل نامی ہنومان اور نل ونیل
سگند وگند میمونان نامی
سکھین اور کیسری ذکر کے بقت
سُنا انگد نے ابن باد تہا
ہوا بیتاب مثلِ ضیغم مست
بروج قلعہ پر پہونچا شتابی
ادھر انگد اُدھر ابن صبا نے
بضرب تیغ و تیر و گرز و خنجر
نہنگ آسا یلان خرس و میمون
بڑھے میدان مین جب بھالو پہ بھالے
مچائی دھوم مردون نے دھوم رن مین
کسی نے آہ سے گر کی کہین اُف
جوانمردونکے نیزے سے تھے پھڑکتے
لگے تن پر جو پیہم زخم کاری
ہوا دلخستہ دیوان بلا کوش
ہوا غمناک اُسدم شاہ لنکا

چلے فوج عدو مین صورتِ پیل
چلے دیوؤن مین با فوج تمامی
جنو نین جا کے برپا کی قیامت
بسوے قلعہ بیبا کا نہ پہونچا
جوانمردی سے کی میدان مین جست
سرِ رآدن پہ برپا کی خرابی
مچائی دھوم میدانِ وغا مین
کیے صد پارہ سبکے سینہ و سر
تشنا ورستے میانِ لجۂ خون
جوانمردون نے سینے پر سنبھالے
کرے جسطرح نعرہ شیر بن مین
زرہ دے خندہ مردون نے کہا اُف
کلیجے دشمنونکے تھے دھڑکتے
ہوا طوفان خون میدان مین جاری
بصد ہیبت ہوے دشمن سے روپوش
کوئی غمخوار و یار اپنا نہ دیکھا

جانا رآدن کا واسطے پرستش کے اور مانگنا دعا کا تجخانہ مین
اور پہونچنا ہنومان جی کا اور اُٹھا لانا رآدن کو تجخانے

سے میدان مین جنگ کے اور برہم کرنا سامان پوجا کا

معابد ایک تھا راون کا اُسجا — پرستشگاہ کفارِ راون لنکا
دہان کفار بار وے شقاوت — خلافِ رام کرتے تھے عبادت
گیا راون وہان با خاطرِ زار — پس راون ہزار دن دیو کفار
گیا اپنے بتون کو سجدہ جاکر — پرستش کی بہت گردن جھکا کر
بہت پتھر جبین سے گھس کے توڑے — بہت آگے بتون کے ہاتھ جوڑے
رہا دن رات بتخانے مین حیران — ہر اک پتھر کو پوجا بادل وجان
دعا مانگی معابد مین یہ رو کر — کرون تسخیر مین دونون برادر
ولیکن بُت کوئی مُنھ سے نہ بولا — کسی نے عقدۂ مشکل نہ کھولا
بہت کی اُسنے منت گرچہ رو رو — نہ رحم آیا بُتان سنگدل کو
کہے تاثیر کیا رونا بتون پر — پگھلتا ہی کہین پانی سے پتھر
ببھیکن نے یہان کی عرض اے شاہ — گیا ہی بُتکدے مین دیو گمراہ
مبادا ہو دعا اُسکی اجابت — قضا سے پھر نہو اُسکو نہایت
اگر زانو کو اُسکے ہو تزلزل — اجابت مین دعا کے ہو تخلل
یہ سُنکر خوش ہوا شاہ زمانہ — گیا ابن صبا کو تب روانہ
بحکم شہ ہنومان سُبک سیر — برنگ شیر پہونچا جانب دیر
غم راون نہ خوف دیو زادان — گیا بتخانۂ راون مین شادان
کیا نعرہ میانِ خیل دیوان — ہوئے ہیبت کے ڈر سی سب گریزان

قضا سے سب نے کی راہ مفر گم
پڑا اندر کلیسا کے تلاطم

ویرانہ وہ بتخانے مین جا کر
پکڑ لایا شہ لنکا کو باہر

کیا برہم سب اسباب پرستش
ہوئے روپوش ارباب پرستش

غضب ہے خسرو دیوان سرکش
ہوا تا فرق مثل برق آتش

رہا غم سے کبود و زرد تا دیر
کیا میمو نپہ حملہ صورت شیر

ہنومان دلاور صورت باد
برون دیر آیا با دل شاد

کیا راون نے حملہ پر نہ پایا
سلامت شادمان لشکر مین آیا

پئے ابن صبا بیتاب راون
سو میدان آیا ناوک افگن

کیا یکبار حملہ بندرون پر
ہزارون تیر ہر جانب کیئے سر

نہ آیا وہ پئے میمون اکڑ کے
قضا لائی اُسے گردن پکڑ کے

جو دیکھا رام نے غالب ہی راون
پئے جانبازی آمادہ ہی دشمن

پیادہ رتھ سے میدان مین اُتر کر
مقابل خود ہوئے بادیو خود سر

کیا یون حملہ دیو پیل تن پر
ہرن پر جسطرح دوڑے غضنفر

حضور شاہ شیر افگن دم جنگ
کئے راون نے لاکھون مکر و نیرنگ

نہ سبقت لیگیا پر وہ دغل سے
بھلا چلتا ہی بس کسکا اجل سے

فرشتے دیکھتے تھے سب تماشا
لیے آغوش مین گلہائے رعنا

شہنشاہ دو عالم نے پھر اک بار
تن راون پہ مارا تیر خونخوار

لگا تن پر جو وہ تیر جگر دوز
ہوا بیخود بصد درد و غم اندوز

ہوا سر تا قدم صد پارہ صد لخت
گرا بیجان زمین پر قالب سخت
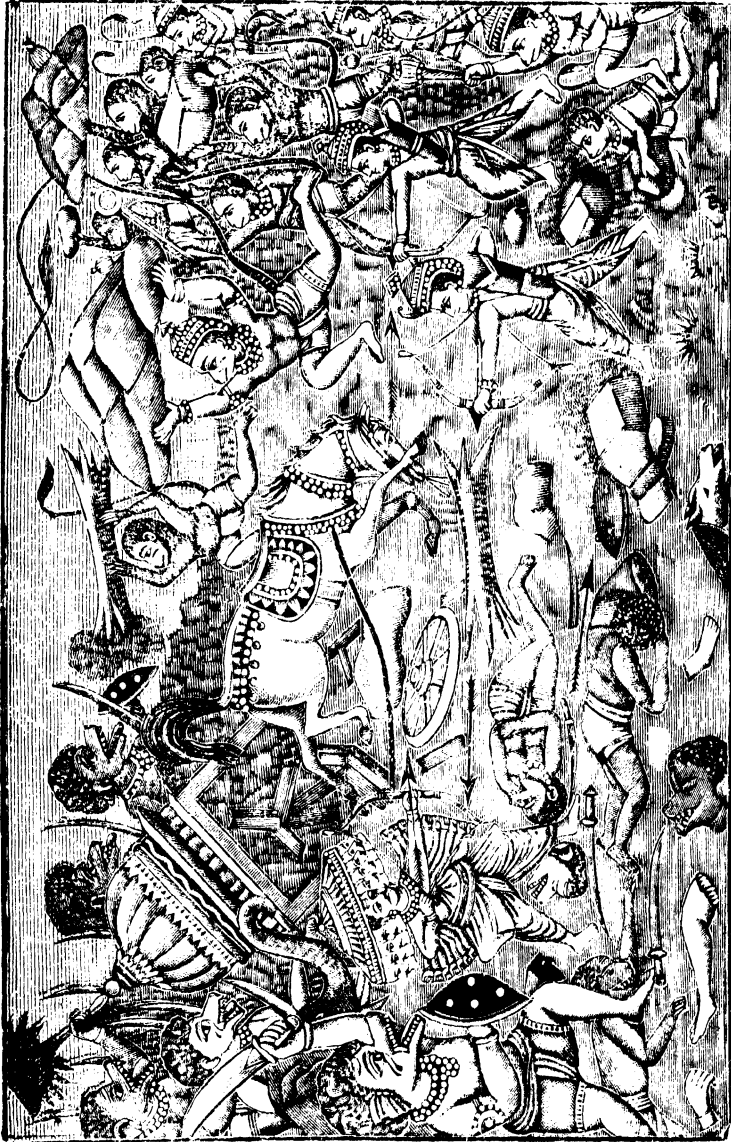
راون کی لڑائی اور اُسکا خاتمہ

ہوئی دیوؤن پہ فوج شہ مظفر — بھبھیکن کا ہوا اقبال یاور

بجا طبل ظفر ہر سوے لشکر — ہوے سارے ملایک دلمین خوشتر

بہت کی فرق شہ پر گل فشانی — کیا آغاز جشن شادمانی

رہا وہ بعد مردن بھی نہ محتاج — طفیل شہ سے پایا خلد کا راج

پڑا جسدم زمین پر شاہ لنکا — پڑا شیطان جن مین شور و غوغا

بچشم خونفشان با حالت زار — گریزان سب ہوے میدان سے اکبار

شہ لنکا کی لیکر دوش پر لاش — سوے لنکا گئے عفریت اوباش

غم راون سے لنکا مین پڑا غل — ہوے خونبار حسرت سے جز و کل

وہ کی مندودری نے آہ و زاری — ہوا دریاے خون لنکا مین جاری

بعد غم قالب عفریت شہ زور — جلایا برکنار قلزم شور

عزاداری کے جب کپڑے اتارے — ہوئے خویش و برادر جمع سارے

کیا سکھپال پر سیتا کو اسوار — جلو مین سیکڑون لنکا کے سردار

بھبھیکن پا پیادہ پیش سکھپال — بشکر و تازہ جان و شادمان حال

ہوے لشکر مین داخل غول در غول — اتارا بارگاہ شہ مین چنڈول

شہ میمون نل و نیل و صبا زاد — ہوئے پابوس سیتا با دل شاد

نہ ہوے رد وے دانائی سے پر رام — دل سیتا پہ گزری سخت الام

پئے تصدیق حسن پارسائی — بحکم رام آتش مین در آئی

گزند نار کچھ اسکو نہ پہونچا — نکل آئی بجسم اصل سیتا

حلف سیتا نے جبدم یون ادا کی — جگہ پہلو مین اپنے شہ نے تب دی

شہنشاہ دو عالم سے فرزدن تر | کیا لطف و کرم مندودری پر
بخلق و لطف پیش آئے پری سے | بجھائی آتش غم دلبری سے
بہت اشفاق سے ہر اک کو پوچھا | کیے دلشاد سرداران لنکا
ببھیکن نے کہا اے شاہ والا | قدم سے اپنے کر آباد لنکا
رعایا شہر کی ہو شاد و مسرور | دلون سے غمزدون کے رنج ہو دور
کہا شاہ جہان نے اے ببھیکن | کہا تو نے بہت خوب اور احسن
اگرچہ سیر لنکا کی ہوس ہے | ولے اپنا نہین کچھ دسترس ہے
کہ تا چودہ برس ای نیک پیوند | مجھے ہے شہر مین جانے کی سوگند
یہ کہکر پھر کیا لچھمن سے ارشاد | کہ تم اور شاہ ہیمون او صبا زاد
بسوے شہر لنکا جا کے دلشاد | ببھیکن کو زراہ دانش و داد
کرو اورنگ شاہی پر سرافراز | کرو لنکا مین سردار ونکو ممتاز
کرو مندودری کو شاد و خرسند | ببھیکن سے کرو تم عقد پیوند

جانا لچھمن جی کا شہر لنکا مین واسطے راج تلک ببھیکن کے بموجب پروانگی راجہ رامچندر کے

بحکم بادشہ باراے روشن | سوے لنکا چلے دلشاد لچھمن
ہوے لنکا مین داخل جبکہ لچھمن | ہوے دیدار سے خوش مرد اور زن
ببھیکن کا جو چمکا طالع بخت | بٹھایا اسکو لچھمن نے سر تخت
سر جن پہ بصد شان مباہی | بدست پاک رکھا تاج شاہی

ہوئی لنکا کے باشندونکو شادی ۔ ببھیکن کی پھری ہر سو منادی
سپہداران لنکا باسر و تن ۔ ہوئی فرمان بر شاہ ببھیکن
تعالی اللہ زہے رب یگانہ ۔ کرے محتاج کو شاہ یگانہ
خداوندی سے مفلس کو کرے سیر ۔ کرے پیل دمان کو مور سے زیر
وہ ہی عاجز نواز و بندہ پرور ۔ کرے بیدست و پا کو صاحب زر
پسند اسکو زبس بیچارگی ہی ۔ تکبر مایۂ آوارگی ہے
تکبر سے ہوا برباد راون ۔ تعذر سے ہوا دلشاد ببھیکن
بصد مشکل جو پایا قلعہ و تخت ۔ ببھیکن کو دیا سب بخش یک لخت
ببھیکن نے جو پایا تخت و دیہیم ۔ بجا لایا بصد جان شہ کی تعظیم
کیا ارکان لنکا کو بہت شاد ۔ دیا انعام سبکو حد سے ایزاد
ببھیکن کا جو دیکھا اسطرح اوج ۔ رعیت خوش ہوئی شاداں ہوئی فوج
ببھیکن نے زراہ خاکساری ۔ بہت کی رام کی خدمتگزاری
غرض جب نظم و نسق شہر لنکا ۔ ببھیکن کے ہوا دلخواہ سارا
شہ عالم نے دیکھے خرس و میمون ۔ پڑے ہیں کشتہ رنگین حد سے افزون
کیا ارشاد تب شاہ ملک سے ۔ کہ برسے آب حیوان اب فلک سے
کہ پائیں یہ حیات جاودانی ۔ کہ کی ہے میری خاطر جانفشانی
وہیں گردون سے برسا آب حیوان ۔ میان ہر دو لشکر مثل باران
ہوے زندہ تمامی خرس و میمون ۔ ہی عفریت شیطان غرق در خون
عجب کیا ہی یہ قدرت حق کے آگے ۔ جلائے جسکو چاہے جسکو مارے

وقیقہ اسمین ہی اک اور مخفی
بدست رام جو مارے گئے دیو
رہے اسوجہ سے وہ زمین بیجان
ہوے زندہ غرض سب خرس و میمون
بھبھیکن نے منگا کر لاکھون خلعت

کرون ظاہر کہ تا خوش ہو تراجی
نجات انکو ہوئی دنیا سے بیر یو
مشیت سے ہوے مقتول شیطان
ہوئی فرحت سبھونکی دلکو افزون
کیے ہر خرس و میمون کو عنایت

آنا راجہ دسرت کا بہشت سے واسطے دیکھنے راجہ رامچندر اور لچھمن جی کے لشکر کے بیچ اور تیار ہونا لشکر کا واسطے قصد داخل ہونے شہر اودھ کے

کیا جب قلعۂ زر رام نے فتح
ہوا مشتاق دیدار رخ رام
شتابی مانگ کر رضوان سے رخصت
گلے سے رام و لچھمن کو لگا کر
حقیقت سنکے شہر زر کی ساری
کہا تب رام نے ای شاہ میمون
وفای عہد مین باقی ہین ۲ روز
بہت ہوگی وہان اب انتظاری
سحر نہضت کرو لشکر شتابی
کہا سردار میمون نے بہت خوب

ہوئی جنت مین دسرت کو بہت فرح
کہ رکھتا تھا یہی حسرت وہ ناکام
نبزد رام آیا شاہ دسرت
لیا بر مین دیا بوسہ جبین پر
گیا جنت کو پھر با اشکباری
بہت کی سیر دشت کوہ و ہامون
اودھ مین چلکے اب ہو رونق افروز
بھرت کے دل مین ہوگی بیقراری
خلاف وعدہ ہی وجہ خرابی
یہی ہی بندگان شہ کو مرغوب

غرض لشکر کو حکم کوچ پہونچا
ہوے تیار سب سردار لنکا

چلنا راجہ رامچندر اور لچھمن جی کا شہر لنکا سے طرف شہر اودھ کے مع لشکر میمون وغیرہ

شہ زرین علم با کج کلاہی
ہوا جب صبح کو مشرق سے راہی

ہوا اسوار شہ تخت روان پر
پئے عزم وطن دلشاد وخوشتر

شتابان خود ببھیکن بر سر تخت
جلو مین شاہ کے ہمپایہ تخت

شہ میمون وشہ خرس و ہنومان
روان دنبال شہ باشوکت وشان

سپہداران لشکر سب چپ و راست
صبا سے کرتے تھے نصرت مین درخواست

چلا لشکر جو لنکا سے سبک خیز
سمندر پر ہوا داخل جلو ریز

شہنشہ نے ببھیکن سے کہا تب
بسوے خانہ جا اے شاہ جن اب

خلافت جا کے کر لنکا مین دلشاد
نہ دینا ہاتھ سے رسم و رہ داد

ببھیکن نے کہا اے شاہ گیہان
کیا تونے وہ مجھ پر لطف واحسان

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو رانم بہر یک داستانے

نیارم گوہر شکر تو سفتن
بہر موے ز احسان تو گفتن

نہین ہے خواہش اورنگ و افسر
دل وجان کا ہے یہ مقصد سراسر

کہ جبتک مین جیون اے شاہ نامی
کرون دروازے پر تیرے غلامی

سنا نا جب ببھیکن نے تو خوشتر
چلے شہ تخت پر اسکو بٹھا کر

وہ پل سے جب سمندر پار آئے
سحاب آسا شکر نثار آئے

شہنشاہِ دو عالم نے یہ کی غور
کہ دا جب توڑ ناہی پل کا ہر طور
مبادا دیو جن اُتریں ادھر سے
کریں پھر دشمنی وحش و بشر سے
دیا پُل توڑ آخر درمیان سے
ہوے رونق فزا آگئے یہان سے
سمندر سے لیا رستہ وطن کا
کیا قصد عندلیبون نے چمن کا
ہنومانِ دلاور نیم رہ سے
گیا پیش بھرت ارشاد شہ سے
بھرت سے عرض کی ای صاحب نام
مبارک ہو ہوی رونق فزا رام
بزور جنگ کر کے فتح لنکا
اودھ کے پاس آئے رام و سیتا
بھرت کی سُنکے یہ تازہ ہوئی جان
رکاب شاہ مین آیا ہنومان

آغاز اوترکانڈ چلنا بھرت اور ستروہن اور مادران راجہ رامچندر کا واسطے ملاقات اور استقبال راجہ رامچندرجی کے مع باشندگان شہر اودھ

مدد کرتا ہی جبدم کوکب بخت
دلا ہوتی ہی آسان مشکل سخت
قرین ہوتے ہین جب روز سعادت
بدست آتی ہی پھر گم گشتہ دولت
دلا ہوتا ہی جب تابندہ اقبال
فرو ہوتا ہی پل مین رنج صد سال
ہوا یاور جو بختِ نیک فرجام
بھرت نے پایا حال مقدم رام
ہوا دلشاد و خندان اس خبر سے
کھلے جس طرح گل بادِ سحر سے
جو تھا رُخسار غم سے زعفران رنگ
ہوا گل کیطرح سے ارغوان رنگ
جو تھا تن خشک مثل نخل بے آب
ہوا مانند سرو تازہ شاداب

سعادت سے برنگ سرو آزاد — بسوے خانہ آیا با دل شاد
سنایا مژدۂ جان بخش سبکو — دیا آب بقا ہر جان بلب کو
ہوئی یہ مژدہ سنکے خلق شاداب — پڑا گویا کہ کشت خشک مین آب
بشسٹ نامور بارو سے تابان — یہ مژدہ سنتے ہی آئے شتابان
بھرت اور سترہن با بخت بیدار — ہوئے از بہر استقبال طیار
رعایا نے تمامی شہر و بازار — کیا آراستہ مانند گلزار
ہوئی سب شہر مین آئینہ بندی — نگار و نقش سے با سربلندی
در و بام و دکانات و مکان سب — کیے رنگین برنگ بوستان سب
گلاب و عطر سے با خوش تماشی — ہوئی رستے مین ہر سو آبپاشی
ہزارون مطرب و رقاص گلفام — ہوئے سب جلوہ آرا بر لب بام
ہوئی جسدم برآمد دونون بھائی — بصد اقبال بہر پیشوائی
ہوئی ماہی مراتب کی روان فیل — ہوا انبوہ خلقت سیکڑون میل
سوارونکی پری تا چار فرسنگ — ہوا بازار کا رستہ بہت تنگ
چلے دونون برادر با دل شاد — پیادہ سجدہ کرتے با دل شاد
بشسٹ پیر دانشمند ہمراہ — مثال مشتری پیش خور و ماہ
میان ہودج زرین گہر تارہ — ہوئین سب مادران رام اسوار
جوان و کودک و پیر خوش انجام — ہوئے راہی پئے نظارۂ رام
یہ تھا کثرت سے شوق دیدن رام — سراپا چشم تھا روزن سے ہر بام
وفور انتظاری سے وہان پر — برنگ چشم تھا مفتوح ہر در

بھرت اور ستر ہن دونون خرامان / قریب رام پہونچے بادل وجان
بصد شوق و محبت رام و لچھمن / ملے دونون برادر سے ہمہ تن
لیا شہ نے بھرت کو بر مین دلشاد / ہوے پابوس پیر نیک بنیاد
ملے پُر اشک اپنی مادرون سے / اُنھون نے اشک پونچھے چادرون سے
ہوئی خوش مادر شہ حد سے افزون / ملا گویا صدف کو دُر مکنون
بہت کی کیکئی نے شہ پہ شفقت / لیا آغوش مین باصد محبت
سومترا خوش ہوئی روی پسر سے / ملی دلشادمان لخت جگر سے
دفور گریۂ شادی سے مادر / ہوئی گوہر فشان دونون پسر پر
ہوئی خوش مادر شاہ زمانہ / کیا سیتا پہ لطف مادرانہ
ملی سیتا سے باصد شادمانی / سحاب چشم سے کی دُر فشانی
ہوی دیدار سے سب شاد و مسرور / دلون سے ہوگئی افتادگی دور
شہنشاہ دو عالم اور برادر / ملے ہر کہ و مہ سے شادمان تر
غرض ملکر بہم چارون برادر / ہوئے اسوار تخت زرفشان پر
شہ میمون شہ خرس و ہنومان / شہ جن اور انگد صاحب شان
جلو مین سب چلے شاہ جہان کے / رفیق و جان نثار و گرد و بانکے
رعیت نے نثار گل سے اُس جا / کیا تخت روان گلشن سراپا
گل افشانی سے کوسون صحن بازار / نظر آتا تھا رشک یاسمن زار
زر افشانی سے شہ نے مثل گلشن / کیے سب کے لبالب جیب و دامن
ہوے سب دولت دیدار سے خوش / کہ بلبل گل کے ہو رخسار سے خوش

جو دیکھے سب نے جن و خرس و میمون ہوے حیران دلمین حد سے افزون

کہ یہ مخلوق یارب ہین کہان کے مصاحب کیون ہوے شاہ جہان کے

کہا بعضون نے ہنسنے یون سنا ہی بیابان مین جو گزرا ماجرا ہے

کہ جب راون نے سیتا کو اُڑا کر کیا مخفی حصار زر مین جا کر

پھرے وے کوہ پنپا پور کے نزدیک ملے یہ خرس میمون سنتے ہین ٹھیک

وہان یہ بال و سگریو دو برادر لڑے اک روز آپسمین فزون تر

دلاور بال تھا مشت گران سے کیا سگریو کو خارج مکان سے

شہ عالم نے مارا بال کو تب دیا سگریو کو تاج و تخت و زر سب

ہوے راست ہی یہ وہ صف آرا اسی کی فوج نے کی فتح لنکا

ہوے چپ جو ہی یہ خرس دانا مشیر رام روز جنگ یہ تھا

جو پیش شہ یہ میمون ہی بصد شان اسی کا نام ہی یارو ہنومان

سمندر پھاند کر لنکا چلا کر یہی لایا خبر سیتا کی جا کر

اُٹھا لایا یہی کوہ سمالی سبھون سے مرتبہ اسکا ہے عالی

جو قرب شہ یہ میمون ہی تنومند یہ ہی بال جہان رفتہ کا فرزند

قدم جسکا میان شہر لنکا ہزارون دیو شیطان سے نہ اکھڑا

جو ہی یہ اجنبی سا صورت جن بھبھیکن نام ہے یہ نیک باطن

یہی لنکا مین بعد از قتل راون ہوا حاکم بفضل رام و لچھمن

مفصل جب سنی سب نے یہ تقریر ہوے شادان جوان و کودک و پیر

غرض اسطرح باصد فرحت دل ہوے دولتسرا مین رام داخل

قدم کے فیض سے باحسن جاوید | کیا ایوان شاہی رشک خورشید
شبستان شہنشاہی مین یکجا | بفرش لالہ و گل رام و سیتا
رہی شب بھر بعیش و ناز مشغول | غم و رنج بیابان سب گئے بھول

جلوس فرمانا مہاراجہ سری رامچندر جی کا اوپر تخت سلطنت اودھ کے بساعت سعید

ہوا جب شاہد نورانی روز | بہ تخت لاجوردی جلوہ افروز
ہوا بیدار شاہ نیک اختر | قبای خسروی کی زینت بر
بحکم پیر باشانِ مباہی | سرِ نازک پہ رکھا تاج شاہی
ہوا اورنگ زر پر جلوہ آرا | بہت داد و دہش کی آشکارا
بدستِ جود بخشے لعل و گوہر | کیا سب بینواؤن کو تو انگر
کیا عدل و کرم سے خلق کو شاد | نوازش فوج پر کی حد سے ایزاد
ہوئی بخشش سے شہ کی خلق خوشحال | گئے سب بھول رنج چار دہ سال
ہوئی ہر کوچہ و برزن مین رونق | صبا سے جسطرح گلشن مین رونق
ہوا عالم شگفتہ مثل گلزار | بنا رشکِ چمن ہر کوی و بازار
ہوئی کلفت دل عالم سے سب دور | ہوا ہر چار جانب جلوۂ نور
ہوئی پیرونکو حاصل نوجوانی | ہوئی سب کی سرِ نو زندگانی
فرشتون نے بعیش و کامرانی | سرِ افلاک سے کی گلفشانی
شہِ میمون شہِ خرس و شہِ جن | معجل سب ہوے رخصت اسی دن

راج گدی

ے ... ودھ کے جیسے ایام	مری بھی دن پھرین اسطرح سے رام
ی قدرت سے ہو سب خلق آگاہ	گدا کو پل مین کرتا ہی شہنشاہ
و التصدیعات سے مین فارغ البال	تعطل اب مری حق مین ہی جنجال
عا خوشتر ن ہو مقبول جلدی	بکار عمدہ ہو مشغول جلدی
ندایا رفع کر سب میری حاجات	پذیرا کر شتابی یہ مناجات

خاتمۃ الطبع

دا ے شکر کے لائق وہ نرنکار چوت سروپ ہے کہ جس نے پنی قدرت کے ظہور کے لیئے تمام بسیط زمین کو نور قدوم رکت لزوم بزرگان نوع انسان سے تجلی کا معمور آباد بنایا ہ جنکے فیض قدوم سے کیا کیا فائدے اور لابھ جہان کو حاصل وئے اور انکے مسلک مستقیم کی پیروی نے کیسی سیدھی راہ حقیقت ی بتائی اسپر مشیرہ وز ازل و ابد نے ان بزرگان کا اسقدر ور باطنی سے رتبہ بڑھایا ہے کہ گروہ ملایکہ باوصف بلندپایگی ے پست نظر آتا ہے ؎ ہر گدا کی کس بود خواہند ہمسر داشتن + شت را با آئینہ باشد برابر داشتن + سچ ہے خیاط حکمت الٰہی ے پیکر انسانی کو کس حسن جمال کی صورت کا لباس پنھایا ہے کہ جس پر

ہمشکل ہونیکا پتہ صادق آیا ہے اور سینۂ بے کینہ اربابِ اسرار کو اسرار قدرت کے جواہر درخشن کا گنجینہ کیا اپنی صورت قدرتی کا ظاہر ہونا کیا من بعد رقم پرداز ان معنی آشنا و موحدان وحدت بین پر مخفی نہ ہے کہ اس آوان مسرت نوبہار بین رامائن نظم اردو حرف بحرف مطابق رامائن تلسی کرت کے کانڈ کانڈ جدا جدا مجموعی ساتون کانڈ کا ترجمہ نہایت دلکش نظم کے ساتھ سخنور عالی فکر بلند خیال منشی جگناتھ تخلص خوشتر نے کیا اور نام اس کا رامائن خوشتر مشہور ہوا یہ نظم باکیزہ خوبی بیان اور بیان صحیح حال رام اوتار کی نظرت نہایت ہی پسندیدہ و مقبول عام ہوئی کہ کئی بار چھپ کر دست بدست فروخت ہو گئی اب پھر بہ کمال حسن و لطافت مطبع آفاق مرجع جناب منشی نولکشور صاحب واقع شہر لکھنؤ مین بسر پرستی عالی جناب معلے القاب مفتخر روزگار منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہم بماہ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء سولھوین مرتبہ طبع ہوئی

پریم ساگر نثر - ترجمہ دسم سکندھ بھگوت کا ترجمہ
لالہ سوامی دیال -
ایضاً منظوم - از منشی شنکر دیال فرحت
کتھا ست نارائن منظوم - از
جگننا تھ سہائے -
ایضاً [illegible] جگننا تھ سہائے -
کتھا [illegible] گیت -
اننت کتھا - از منشی رام سہل مخلص -
سدا مان چرتر - از منشی جگننا تھ خوشتر -
بھگت مال - مع فرہنگ از منشی تلسی رام
سررشتہ دار کمشنر دہلی -
شیو سہس نام - از منشی شنکر دیال فرحت -
بشن سہس نام اولی - از پنڈت نند لال جی -
ست نام بھاشا - از منشی جے کرن -
سکھ چالیسی - از منشی شنکر دیال فرحت
کاشی [illegible] - از منشی چھٹن لال -
سور ساگر بھنور گیت - مترجمہ منشی
نتھو لال جی -
شکنتلا ناٹک مترجمہ منشی کاظم علی -
بشن سہس نام ستیک - اردو ناگری
از سری بیاس جی داردو از دیگر کس -
مجموعہ بدھان - بھوجن کرن گورو کرن
نت کرن -
مدن مکھ جٹا - بحر ترہنگ ترجمہ
منی لال جی -

گیان پرکاش - از منشی گلزاری لال
گیان ساگر بھاشا - مع فرہنگ از
منشی گردھاری لال -
کایستھ دھرم درپن از پنڈت [illegible]
مخزن بدھ گیان - از لالہ جیدیال سنگھ -
کاشف دقائق - مذہب ہنود
از حکیم لچھمن لال -
بہار بندرابن - از لالے
بندرابن جی -
بودھیشٹر مہاتم - اردو ناگری
مع تصاویر از منشی کنور بہادر نائب
سررشتہ دار دفتر انگریزی -
لاونی بنارسی - مرہٹی خیال بھاشا
زبان و مضمون کی استت بنائی شری ست
کاشی گر بنارس پرم ہنس -
ولادت کنھیا جی و نرسنگھ اوتار -
مترجمہ منشی نبی [illegible] دھرسیاہ نویس تانپارہ
دیوی چرتر - مع قصائد مدحیہ جانکی چرتر
از لالہ مہابلی پرشاد -
انند امرت برشنی نثر مع کوش ہندی
از منشی شگل طرب - از لالہ راج بہادر تخلص طرب
بشن لیلا منظوم -
ایضاً -
ہنومان چالیسا -
ایدیش بھندر کا -

تاریخ طبع از منشی چھگن لال صاحب عاشق ایجنٹ مطبع
(متعلق طبع سابق)

چو شائع گشت این امانِ خوش بصد زین
قبول نکتہ دان گردید و مطبوع سخن ۱۲۹[illegible]
پئی سال حیی بیاض جان و دل عاشق
رقم کردم بیا زیبا عجب امانِ خوش